عمران سیریز
کالنگا مشن
کالنگا مشن
مظہر کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ بعض نام بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 185/-

Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''کالنگا مشن'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی تفصیل تو آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہو گی لیکن ناول پڑھنے کے بعد اپنی آرا سے مجھے ضرور مطلع کیجئے۔ کیونکہ آپ کی آراء میرے لئے رہنمائی کا درجہ رکھتی ہیں البتہ حسب روایت ناول پڑھنے سے پہلے ایک خط اور اس کا جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کم نہیں ہے۔

میاں چنوں سے محترمہ صالحہ محمود چوہدری لکھتی ہیں کہ میں آپ کے ناولوں کی آہستہ قاریہ ہوں کیونکہ میں آپ کے ناول بے حد سست رفتار سے پڑھتی ہوں۔ وجہ یہ نہیں کہ مجھے پڑھنا نہیں آتا یا میری نظر خراب ہے بلکہ آپ کے ناول اتنے دلچسپ ہوتے ہیں کہ ناول ختم ہونے کا ڈر رہتا ہے اس لئے ناول آہستہ آہستہ پڑھتی ہوں۔ آپ کے ناول ''ریڈ سکائی'' میں عمران جب ایک لڑکی سے معلومات حاصل کرنے جاتا ہے تو وہ لڑکی بے حد حیران ہوتی ہے۔ وہ بتاتی ہے کہ جب وہ چھوٹی تھی تب عمران اس کے باپ کے پاس بھی آتا رہتا تھا۔ اس سچویشن میں آپ نے نہ صرف عمران بلکہ اپنی عمر کے بارے میں بھی تمام قارئین کو بتا دیا ہے۔ حالانکہ آپ طویل عرصہ سے یہ راز اپنے قارئین سے چھپائے ہوئے تھے۔ آپ ہر قاری کے خط کے جواب کے آخر میں لکھتے ہیں کہ

امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔ میرے خط کے جواب میں آخر میں یہ فقرہ ضرور لکھیں۔ مجھے اطمینان رہے گا کہ میرے خط کا جواب آپ نے خود دیا ہے۔

محترمہ صالحہ محمود چوہدری صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے اپنے خط میں اپنے آپ کو آہستہ قاریہ لکھ کر میرے قارئین کے بے شمار ناموں میں ایک نئے نام کا اضافہ کیا ہے اور اس کی جو وجہ بتائی ہے وہ واقعی دلچسپ ہے۔ جہاں تک عمر کی بات ہے۔ آپ کو عمران اور میری عمر کے بارے میں اندازہ ہوا ہے تو اس بارے میں صرف اتنا لکھوں گا کہ عمریں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک جسمانی، دوسری عقل کی عمر۔ اس کے باوجود بہرحال وقت گزرنے کے اثرات جسمانی عمر پر ضرور پڑتے ہیں لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جو لوگ حق کے لئے جدوجہد کرتے ہیں وہ سدا بہار ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے یقیناً عمران سدا بہار ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ جہاں تک آخری فقرے کا تعلق ہے کہ میں آخر میں لکھتا ہوں کہ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے تو یہ فقرہ دوسرے قارئین کے لئے ہے۔ آپ کے لئے یہ فقرہ ہے کہ مجھے یقین ہے کہ آپ دوبارہ بھی خط لکھیں گی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران کی کار دارالحکومت کے نواحی علاقے گرین ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار میں ہلکی ہلکی موسیقی سنائی دے رہی تھی جس کی وجہ سے کار کا ماحول خاصا رومانوی سا ہو رہا تھا۔ عمران گرین ٹاؤن پہنچنے ہی والا تھا۔ گرین ٹاؤن میں ایک ریٹائرڈ سائنس دان ڈاکٹر وحید رہتے تھے۔ ان کی ساری زندگی ایکریمیا کی بڑی بڑی لیبارٹریوں میں گزری تھی۔ ڈاکٹر وحید نے ایکریمیا میں ہی شادی کی تھی لیکن شادی کے کچھ عرصے بعد ہی ان کی بیوی ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہوگئی تو ڈاکٹر وحید نے اس کے بعد پھر شادی نہیں کی تھی۔ ان کی اولاد بھی نہیں تھی۔

ریٹائر ہونے کے بعد ان کے دوستوں نے بے حد کوشش کی کہ وہ ایکریمیا میں ہی رہ جائیں لیکن وہ اپنے آبائی علاقے گرین ٹاؤن واپس آ گئے۔ یہاں ان کی آبائی حویلی موجود تھی جو امتداد زمانہ سے خاصی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر وحید نے

واپس آ کر اس کی مرمت کرائی اور پھر اسی میں رہنے لگے۔ انہوں نے حویلی کے وسیع تہہ خانے میں ذاتی لیبارٹری بھی بنائی تھی اور باقاعدگی سے اس لیبارٹری میں کام کرتے تھے جیسے وہ ایکریمیا کی لیبارٹریوں میں کام کرتے تھے۔ اس کام میں ان کی مدد ایک ادھیڑ عمر سائنس دان راحیل کرتا تھا اور ڈاکٹر وحید، راحیل کی دل سے عزت کرتے تھے۔

ایک محفل میں ڈاکٹر وحید کی ملاقات عمران سے ہوئی تو عمران، ڈاکٹر وحید کی علمی گفتگو سے خاصا متاثر ہوا۔ ڈاکٹر وحید واقعی سائنس کے مخصوص شعبے کے ماہر ترین سائنس دان سمجھے جاتے تھے اور یہ شعبہ تھا ریز کا۔ تمام عمر انہوں نے ریز پر ہی کام کیا تھا۔ ڈاکٹر وحید بھی عمران کی مخصوص شخصیت اور ذہانت سے بے حد متاثر ہوئے تھے اور انہوں نے عمران کو اپنی حویلی آنے کی دعوت دی اور ساتھ ہی اپنا وزٹنگ کارڈ بھی دیا جس پر ان کا فون نمبر درج تھا۔ اس ملاقات کو کئی مہینے گزر چکے تھے کہ ایک روز اچانک عمران کو ڈاکٹر وحید کا خیال آ گیا تو اس نے ڈاکٹر وحید کو فون کیا اور اپنے آنے کی اطلاع دی جس پر ڈاکٹر وحید نے خوشی کا اظہار کیا چنانچہ آج صبح ناشتے کے بعد عمران کار لے کر گرین ٹاؤن روانہ ہو گیا اور اب وہ تقریباً گرین ٹاؤن میں داخل ہونے والا تھا۔ عمران ہلکی ہلکی موسیقی پر سر دھنتا ہوا کار چلاتا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر ایک موڑ مڑ کر وہ گرین ٹاؤن میں داخل ہو گیا اور پھر تھوڑی سی تنگ و دو کے

بعد وہ ڈاکٹر وحید کی قدیم حویلی تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ حویلی کا قدیم طرز کا لکڑی کا پھاٹک بند تھا۔ عمران کے ہارن دینے پر ایک ملازم باہر آ گیا اور پھر عمران کا نام سن کر واپس جا کر اس نے بڑا پھاٹک کھول دیا۔ عمران نے کار حویلی میں داخل کی اور بائیں طرف بنی ہوئی پارکنگ میں لے جا کر کار روک دی۔ یہاں ایک خاصے پرانے ماڈل کی کار پہلے سے موجود تھی۔ عمران کار سے اترا تو وہی ملازم جس نے پھاٹک کھولا تھا۔ پھاٹک بند کر کے واپس آ گیا۔

"آئیے جناب"...... ملازم نے اس کے قریب آ کر کہا۔

"ٹھیک ہے چلو"...... عمران نے عمارت کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ عمارت کافی پرانی تعمیر شدہ دکھائی دیتی تھی لیکن بے حد مضبوط بھی تھی۔ تھوڑی دیر میں عمران وسیع و عریض ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔

"میں صاحب کو جناب کی آمد کی اطلاع دیتا ہوں"...... ملازم نے کہا اور عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ واپس مڑ گیا۔ عمران ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے کا پردہ ہٹا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا تو عمران اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے ارے بیٹھیں۔ آپ ہمارے مہمان ہیں۔ میرا نام راحیل ہے اور میں ڈاکٹر صاحب کو اسسٹ کرتا ہوں"...... آنے

والے نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

''آپ مستقل یہیں رہتے ہیں''...... عمران نے دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا جبکہ راحیل بھی اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔

''جی نہیں میں دارالحکومت میں رہتا ہوں اور صبح اذان سے پہلے یہاں پہنچ جاتا ہوں پھر نماز پڑھ کر ڈاکٹر صاحب اور میں لیبارٹری میں چلے جاتے ہیں اور رات کو میں واپس اپنے گھر چلا جاتا ہوں''...... راحیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے دروازے کے سامنے موجود پردہ ہٹا اور ایک بزرگ آدمی سٹک کے سہارے چلتا ہوا اندر داخل ہوا تو اس بار عمران کے ساتھ ساتھ راحیل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''مجھے تمہاری آمد پر بے حد خوشی ہوئی ہے حالانکہ میں ایک ذاتی وجہ سے بے حد پریشان تھا''...... ڈاکٹر وحید نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ذاتی وجہ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں سر''...... عمران نے کہا۔

''ہاں، میری دس سالہ ریسرچ کی مکمل نوٹ بک چرا لی گئی ہے اور مجھے یوں لگ رہا ہے کہ میں خالی ہو گیا ہوں۔ بالکل خالی''۔ ڈاکٹر وحید نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''نوٹ بک چوری ہو گئی ہے۔ آپ کھل کر مجھے بتائیں ہو سکتا ہے میں آپ کے کسی کام آ جاؤں''...... عمران نے کہا۔

''نجانے کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہیں تفصیل بتاؤں حالانکہ میں نے راحیل کو بھی منع کر دیا تھا کہ کسی سے اس بارے میں کوئی بات نہ کرے''...... ڈاکٹر وحید نے کہا۔

''آپ مجھے تفصیل بتا کر فائدے میں رہیں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں اور میرا دوست ڈاکٹر پرشاد جو بڑا سائنس دان اور کافرستان کا رہائشی ہے وہاں ایکریمیا کی بڑی لیبارٹری میں اکٹھے کام کرتے تھے۔ وہاں ہم دونوں نے ایک مخصوص شعاع پر ریسرچ شروع کر دی۔ اسے سائنسی کوڈ میں ڈائم ریز کہا جاتا ہے جبکہ عام طور پر اسے ڈیتھ ریز کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ یہ ریز قدرت کی انتہائی خوبصورت تخلیق ہے۔ یہ پورے کرۂ ارض کے گرد خلاء میں موجود رہتی ہیں اور سورج کی طاقتور شعاعوں کو کنٹرول میں رکھتی ہیں۔

یہ شعاعیں کرۂ ارض کے موسموں کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ ان کی وجہ سے موسم تبدیل بھی ہوتے رہتے ہیں لیکن اگر ان شعاعوں کو ان کی قدرتی جگہ سے ہٹا دیا جائے اور اسے کسی کنٹرولر کے تحت اکٹھی کر کے کسی جگہ فائر کر دیا جائے تو ان کی مجموعی طاقت سے پلک جھپکنے میں وسیع و عریض علاقہ مکمل طور پر بھسم ہو کر رہ جائے گا جبکہ اسے اگر قدرتی جگہ پر رکھ کر اکٹھا کر دیا جائے تو یہ موسم میں خوشگوار تبدیلی کر سکتی ہیں۔ جہاں بارش کی ضرورت نہ ہو وہاں سے

بارش کے بادلوں کو یہ جہاں آپ چاہیں گے وہاں تک نہ صرف پہنچا دے گی بلکہ آپ جتنی بارش چاہیں گے اتنی ہی بارش ہو گی۔ اسی طرح اس کے ذریعے خوفناک زلزلے کو روکا جا سکتا ہے۔ بنجر پہاڑوں پر مسلسل بارش برسا کر انہیں سرسبز کیا جا سکتا ہے۔ فصلوں کی پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جا سکتا ہے۔ غرضیکہ یہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کام آ سکتی ہیں میں اس لئے اس پر کام کر رہا تھا اور اب دس سال کی انتھک محنت کے بعد میں اس قابل ہو گیا تھا کہ اس کا عملی تجربہ کر سکوں لیکن اس سے پہلے ہی وہ نوٹ بک اڑا لی گئی جس کے بغیر میں اب کچھ نہیں کر سکتا۔ مجھے اپنی محنت کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے کروڑوں اربوں انسانوں کو اس انسان دوست ایجاد سے محروم کر دینے پر افسوس ہوتا ہے''...... ڈاکٹر وحید نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا جبکہ یہ سن کر عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''آپ یہ نوٹ بک کہاں رکھتے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''مجھے اس کی اہمیت کا بخوبی احساس تھا اس لئے میں اسے ہر وقت خصوصی تجوری میں رکھتا تھا لیکن پھر بھی وہ ہاتھ سے نکل گئی''...... ڈاکٹر وحید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا تھا۔ کیسے یہ واردات ہوئی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''چھوڑو کوئی اور بات کرو۔ بس قدرت کو شاید یہ منظور نہ تھا کہ کوئی اس کے معاملات میں مداخلت کرے اس لئے ایسا

ہوا''...... ڈاکٹر وحید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں ڈاکٹر صاحب۔ آپ نے جو کچھ بتایا ہے وہ تو انسانیت کے لئے بہت بڑا تحفہ ہو گا۔ کیا ڈاکٹر پرشاد نے ایسا کیا تھا''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ وہ تو انتہائی شریف آدمی ہے اس پر تو شک کرنا ایسے ہی ہے جیسے مجھ پر شک کرنا۔ یہ کوئی اور ہی پارٹی معلوم ہوتی ہے''...... ڈاکٹر وحید نے جواب دیا۔

''ہوا کیا تھا تفصیل تو بتائیں''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے ملازم اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں جوس کے بڑے بڑے ڈبے تھے۔ اس نے ایک ایک ڈبہ سب کے سامنے رکھا اور پھر واپس چلا گیا اور وہ تینوں سٹرا سے جوس سپ کرنے لگے۔

''ہوا یہ کہ اس دن میں لیبارٹری میں اپنا کام ختم کر کے باہر آیا۔ لیبارٹری کو میں نے لاک کر دیا۔ نوٹ بک میرے ہاتھ میں تھی جسے میں نے تجوری میں رکھنا تھا۔ راحیل بیٹا شام کو ہی گھر چلا گیا تھا کہ اچانک نامانوس سی بو میری ناک سے ٹکرائی۔ اس کے ساتھ ہی میرا ذہن تاریک ہو گیا پھر جب میری آنکھ کھلی تو میں ہسپتال میں تھا اور راحیل میرے پاس بیٹھا تھا۔ یہ دیکھ کر میں حیران ہو گیا۔ راحیل اب تم بقیہ بات بتا دو''...... ڈاکٹر وحید نے راحیل سے کہا۔ شاید وہ بول بول کر تھک گئے تھے۔

''میں اپنی روٹین کے مطابق صبح آیا تو پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی

مجھے مبارک باد دی''...... ڈاکٹر وحید نے جواب دیا۔

''ہاں یہ واقعی آپ کی خوش قسمتی ہے ورنہ ایسے مواقع پر مخالفین متعلقہ لوگوں کو ہلاک کر دیا کرتے ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر مزید بات چیت کرنے کے بعد عمران نے ڈاکٹر وحید اور راحیل سے اجازت لی اور چند لمحوں بعد وہ کار میں سوار واپس دارالحکومت کی طرف بڑھا جا رہا تھا البتہ اس کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔

کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ دروازہ کھلا اور اس کے ساتھ ہی تیز خوشبو پورے کمرے میں پھیلتی چلی گئی۔ شاگل نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو دروازے پر ایک نوجوان لڑکی جس نے باقاعدہ فوجی یونیفارم پہن رکھی تھی اور اس کے کاندھے پر کیپٹن کے بیجز موجود تھے کھڑی تھی۔ اس کے لباس سے خوشبو اس طرح نکل کر آ رہی تھی جیسے اس نے خوشبو کی پوری شیشی اپنے لباس پر انڈیل دی ہو۔

''آؤ۔ کون ہو تم''...... شاگل نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا کیونکہ تیز خوشبو نے اس کے سانس پر اثر ڈالا تھا اور اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ابھی اس کا سانس رک جائے گا۔

''کیپٹن آشا رائے فرام ملٹری انٹیلی جنس''...... لڑکی نے آگے بڑھتے ہوئے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

''اس قدر تیز خوشبو اور وہ بھی اس قدر زیادہ مقدار میں تم نے کیوں استعمال کی ہے۔ میرے سر میں درد ہونا شروع ہو گیا ہے۔ کیا تمہیں کسی نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ اس قدر تیز خوشبو اور اس کا زیادہ مقدار میں استعمال آداب و اخلاق کے خلاف ہے''...... شاگل کا لہجہ مزید بگڑتا چلا جا رہا تھا۔

''آئی ایم سوری۔ اگر خوشبو سے آپ کو حساسیت ہے تو بتا دیں آئندہ ایسا نہیں ہو گا''...... آشا رائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''حساسیت نہیں لیکن میں زیادہ مقدار میں خوشبو لگانے کو اچھا نہیں سمجھتا''...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے میں آئندہ خیال رکھوں گی۔ میں ایگزاسٹ فین چلا دیتی ہوں ابھی خوشبو باہر نکل جائے گی''...... کیپٹن آشا رائے نے کہا اور ایک طرف دیوار پر موجود سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ گئی۔

''دوسری طرف قطار میں چوتھا بٹن ہے''...... شاگل نے کہا تو آشا رائے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ایگزاسٹ فین کا بٹن پریس کر دیا اور واپس آ کر شاگل کے سامنے موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

''اٹھو۔ سٹینڈ اپ۔ کھڑی ہو جاؤ''...... یکلخت شاگل نے چیختے ہوئے کہا تو آشا رائے ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

''بغیر میری اجازت کے تمہیں از خود بیٹھنے کی جرأت کیسے ہوئی۔

کیا تمہیں کسی نے ڈسپلن نہیں سکھایا''...... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آئی ایم سوری سر۔ اب پوچھ رہی ہوں کیا میں بیٹھ سکتی ہوں''...... آشا رائے نے بغیر کسی غصے کے بڑے نرم لہجے میں پوچھا۔

''یس۔ بیٹھ جاؤ''...... شاگل نے کہا۔

''تھینک یو سر''...... آشا رائے نے کہا اور دوبارہ اسی کرسی پر بیٹھ گی جس پر پہلے بیٹھی تھی۔

''اب بولو کیوں آئی ہو''...... شاگل نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ کی ٹیم میں مجھے بھی شامل کر دیا گیا ہے اس لئے آئی ہوں''...... آشا رائے نے کہا۔

''میری ٹیم میں اور تم۔ کس طرح یہ ممکن ہے''...... شاگل نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ آشا رائے کوئی جواب دیتی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے فائل کھول کر شاگل کے سامنے رکھ دی۔

''کیا ہے یہ''...... شاگل نے ایک نظر فائل کو دیکھنے کے بعد غصیلے لہجے میں کہا۔

''پرائم منسٹر آفس سے ای میل آئی ہے۔ کافرستانی ملٹری انٹیلی

جنس کی آشا رائے کو آپ کی اسسٹنٹ کے طور پر کافرستان سیکرٹ سروس میں ٹرانسفر کر دیا گیا ہے''...... نوجوان نے سامنے بیٹھی ہوئی آشا رائے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اس کے اس طرح دیکھنے پر مسکرا دی تھی۔

''بغیر مجھ سے پوچھے کیسے یہ سب کچھ ہوا۔ سوری میں اس پر سائن نہیں کر سکتا اور نہ ہی مجھے یہ ٹرانسفر منظور ہے۔ جاؤ جا کر پرائم منسٹر کو جوابی ای میل کر دو''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور فائل اٹھا کر واپس مڑنے لگا۔

''ٹھہرو۔ ادھر آؤ''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا تو نوجوان واپس مڑ آیا۔

''غلطی پرائم منسٹر صاحب کی ہے میں خود ان سے بات کروں گا''...... شاگل نے کہا اور فائل پر دستخط کر دیئے تو نوجوان مسکراتا ہوا فائل سمیت کمرے سے باہر نکل گیا۔

''اب مجھے کیا کرنا ہو گا جناب''...... آشا رائے نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''سیکرٹ سروس کے پاس اس وقت چار مقامی سطح کے کیس ہیں۔ تم ان میں سے جس پر چاہو کام کر سکتی ہو''...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''مقامی سطح کے کیس تو ملٹری انٹیلی جنس میں بھی تھے۔ میں تو کسی بڑے اور بین الاقوامی مشن پر کام کرنا چاہتی ہوں''...... آشا رائے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میری بات پر منہ بناتی ہو۔ چلو اٹھو۔ سٹینڈ اپ اور نکل جاؤ یہاں سے ورنہ''...... شاگل کا پارہ یکلخت ہائی ہو گیا تھا۔ آشا رائے حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

''میں نے کیا کیا ہے جو آپ اس قدر شاؤٹ ہو رہے ہیں''...... اس بار آشا رائے نے قدرے مضبوط لہجے میں کہا۔

''تم نے کیا کیا ہے یہ بھی میں بتاؤں۔ اب میں تمہارا باس ہوں اور میرے بات کرنے پر تم برے برے منہ بنا رہی ہو۔ کیا تم میرا مذاق اڑا رہی ہو''...... شاگل نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اگر میں نے آپ کا مذاق اڑانا ہوتا تو میں کیوں پرائم منسٹر کے سامنے ایک گھنٹے تک لگا تار آپ کی تعریف کرتی رہتی۔ میں نے انہیں کہا کہ میں چیف شاگل کے ساتھ کام کر کے بہت کچھ سیکھ جاؤں گی''...... آشا رائے نے احتجاجی لہجے میں کہا تو شاگل کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

''تم میری تعریفیں کرتی رہی ہو۔ کیا مطلب۔ کیا تم خود پرائم منسٹر سے ملی تھی''...... شاگل نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے آشا رائے کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''وہ رشتے میں میرے انکل ہیں اور میں نے خود جا کر ان سے کہا کہ میرا ٹرانسفر سیکرٹ سروس میں کیا جائے تاکہ میں بین الاقوامی کیسز میں کام کرسکوں۔ اب اگر آپ مجھے قبول نہیں کرنا چاہتے تو میں جا کر پرائم منسٹر صاحب سے دوبارہ ملٹری انٹیلی جنس میں واپس جانے کی اجازت لے لیتی ہوں''...... آشا رائے نے قدرے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

''بیٹھ جاؤ پلیز''...... اس بار شاگل کا لہجہ بے حد نرم تھا اور آشا رائے کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگنے لگی اور وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

''کیا واقعی تم نے میری تعریف کی تھی پرائم منسٹر کے سامنے۔ کیا واقعی''...... شاگل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ کہیں تو میں پرائم منسٹر صاحب کو فون کر کے انہیں کہوں کہ چیف شاگل مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں وہ آپ کو خود ہی سب کچھ بتا دیں گے''...... آشا رائے نے کہا۔

''ارے نہیں۔ مجھے اب مکمل یقین آ گیا ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہی ہو وہ درست ہے۔ خوش آمدید۔ سیکرٹ سروس میں تم جیسی بہادر اور حوصلہ مند ایجنٹ کی ضرورت تھی''...... شاگل نے اس بار بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

''شکریہ چیف شاگل میں تو آپ سے سیکھنا چاہتی ہوں کیونکہ پورا کافرستان آپ کی تعریفیں کرتا نظر آتا ہے اس لئے کہہ رہی تھی

کہ مجھے کسی بین الاقوامی مشن میں شامل کریں تاکہ میں کھل کر اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرسکوں''...... آشا رائے نے کہا۔

''جب تک ایسا کوئی مشن سامنے نہیں آتا تم صرف میرے آفس میں بیٹھی رہا کرو تاکہ تمہیں ٹریننگ مل سکے کہ بات چیت کیسے کی جاتی ہے''...... شاگل نے درپردہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ اگر مشن نہیں ہے تو ایسا مشن بنایا تو جا سکتا ہے۔ جیسے میں گریٹ لینڈ کے خلاف اس مشن پر کام کروں کہ وہاں سے کافرستان میں موجود اس کے ایجنٹس کی تفصیل معلوم ہو سکے۔ پھر ہم ان سب کا خاتمہ کر دیں''...... آشا رائے نے بچکانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہمیں پہلے سے معلوم ہے کہ کون یہاں کس ملک کا ایجنٹ ہے لیکن ہم انہیں ہٹاتے نہیں بلکہ ان کی صرف نگرانی کرتے رہتے ہیں کیونکہ اگر ہم انہیں ہلاک کر دیں یا یہاں سے بھگا دیں تو ان کی جگہ نئے ایجنٹ آ جائیں گے لیکن وہ کب ٹریس ہوتے ہیں اس کا کسی کو اندازہ نہیں ہوتا''...... جواب میں شاگل نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آپ اس قدر ذہین ہیں۔ کمال ہے آپ کو تو ذہانت کا سب سے اعلیٰ ایوارڈ دیا جانا چاہئے۔ کمال ہے''...... آشا رائے نے دانستہ شاگل کو حیرت بھرے انداز میں دیکھتے ہوئے کہا تو شاگل کے چہرے پر جیسے مسرت کی آبشار بہنے لگ گئی۔

''تم بھی کم ذہین نہیں ہو۔ مجھے عام ذہانت کے افراد نہیں سمجھ سکتے۔ صرف بے حد ذہین افراد ہی مجھے سمجھ سکتے ہیں''...... شاگل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات ہوتی میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ اس کا لہجہ تیز اور سخت تھا۔

''پاکیشیا سے بمل رائے عرف جہانگیر آپ سے بات کرنا چاہتا ہے''...... دوسری طرف سے لیڈی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... شاگل نے پہلے جیسے لہجے میں کہا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''پہلے بتاؤ کہ فون محفوظ ہے تمہارا یا نہیں''...... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بالکل محفوظ ہے چیف۔ میں آپ کی ہدایات کو ہمیشہ یاد رکھتا ہوں''...... دوسری طرف سے بمل رائے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے گڈ۔ اب بولو کیا کہنا چاہتے ہو''...... شاگل نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''چیف۔ مجھے اطلاع ملی کہ عمران اچانک دارالحکومت کے نواحی علاقے کی طرف گیا تو یہ بات مجھے کھٹک گئی کیونکہ وہ مطلب کے بغیر نہ کوئی کام کرتا ہے اور نہ ہی کوئی بات سنتا ہے چنانچہ میں نے انکوائری کی تو مجھے پتہ چلا کہ گرین ٹاؤن میں ایک سائنس دان ڈاکٹر وحید نے اپنی پرسنل لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ پہلے وہ ایکریمیا میں کام کرتا تھا۔ عمران اس ڈاکٹر وحید سے ملا ہے اور بڑی مشکل سے مزید صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ ڈاکٹر وحید موسم پر کنٹرول کرنے کے پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ چند روز پہلے ان کی اس پراجیکٹ پر مبنی نوٹ بک چرا لی گئی ہے البتہ انہیں زخمی یا ہلاک نہیں کیا گیا تھا۔ عمران کا اس موقع پر ڈاکٹر وحید سے ملنا کسی خاص مقصد کے لئے بھی ہوسکتا تھا۔ چنانچہ میں نے مزید تحقیقات کیں تو پتہ چلا کہ کام کافرستان سے آنے والے ایک گروپ نے کیا ہے جس کا ہیڈ وشن کمار تھا اور باقی اس کے ساتھی تھے۔ اس پر میں نے کافرستان سے مزید معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ اس گروپ کا تعلق کافرستان کی ایک ایجنسی ریڈ فلیگ سے ہے۔ میں نے مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے مزید معلومات نہیں مل سکیں اس لئے میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں''...... بمل رائے نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے کسی نوٹ بک کی بات کی ہے۔ یہ نوٹ بک کیا ہوتی ہے۔ سائنسی لیبارٹریوں میں تو فارمولے ہوتے ہیں''...... شاگل

نے کہا تو آشا رائے کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی لیکن اس نے منہ پھیر لیا تھا کیونکہ اسے اب کسی حد تک شاگل کی فطرت کا اندازہ ہو گیا تھا اور اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس کے ساتھ کس طرح ٹریٹ کیا جائے۔

''چیف۔ نوٹ بک سائنس دان اس لئے تیار کرتے ہیں کہ اپنے کام کی تفصیل سامنے آتی رہے۔ فارمولا تو ایک بند صندوق کی طرح ہوتا ہے۔ اسے کھولے اور اس میں موجود پیپرز نکالے بغیر کام آگے نہیں بڑھ سکتا''...... بمل رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا تو شاگل کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا تم بھی عمران کی طرح سائنس دان ہو''...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں جناب لیکن میں نے کافرستان کی کئی لیبارٹریوں میں بطور سیکورٹی چیف کام کیا ہے''...... بمل رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم عمران کی نگرانی مزید بڑھا دو کیونکہ اگر اس کے سامنے اس سلسلے میں کسی بھی سطح پر کافرستان کا نام آ گیا تو وہ شیطان آندھی اور طوفان کی طرح یہاں پہنچ جائے گا''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی

مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ریڈ فلیگ کے چیف کرنل راٹھور سے بات کراؤ''...... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''لو تمہارے بین الاقوامی مشن کا آغاز سمجھو ہو گیا''...... شاگل نے رسیور رکھ کر آشا رائے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو آشا رائے بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''اچھا۔ کیا مطلب۔ یہ عمران کون ہے''...... آشا رائے نے پرجوش لہجے میں پوچھا۔

''یہ اصل میں شیطان ہے اور انسانی جسم اس نے نجانے کہاں سے حاصل کیا ہے۔ بہرحال یہ عمران سو فیصد شیطان ہے اور شیطانی ذہانت کا مالک ہے۔ بظاہر اچھلتا کودتا، بے معنی باتیں کرتا وہ ایک مسخرہ ہی دکھائی دیتا ہے لیکن جب مشن کا نتیجہ سامنے آتا ہے تو پھر اس عمران کی شیطانی ذہانت پر یقین آ جاتا ہے''...... شاگل نے عمران کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو شاگل نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ریڈ فلیگ کے چیف کرنل راٹھور سے بات کریں''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ میں کرنل راٹھور بول رہا ہوں''...... کرنل راٹھور کی بھاری

سی آواز سنائی دی۔

''چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں''۔ شاگل نے کہا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ اپنا مکمل تعارف دوہرائے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔

''مجھے معلوم ہے چیف شاگل آپ کو بھلا کون نہیں جانتا''...... دوسری طرف سے کرنل راٹھور نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ شاگل سے بے پناہ مرعوب ہو۔

''تھینکس کرنل راٹھور۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ کی ایجنسی کے ایک گروپ نے جس کا لیڈر وشن کمار ہے پاکیشیا کی ایک سائنس لیبارٹری پر اٹیک کیا ہے اور وہ سائنس دان ڈاکٹر وحید کی نوٹ بک لے آئے ہیں۔ کیا ایسا ہی ہے''...... شاگل نے کہا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں ایسا ہی ہوا ہے۔ میں نے وشن کمار کو سختی سے منع کر دیا تھا کہ وہاں نہ کوئی سائنس دان ہلاک ہو اور نہ کوئی ملازم کیونکہ ایسی صورت میں وہاں ہلچل پیدا ہو گی اور وہ لوگ کہیں ہمارے سائنس دان ڈاکٹر پرشاد پر نہ چڑھ دوڑیں جن کے لئے یہ نوٹ بک حاصل کی گئی ہے اور ہم نے بڑی کامیابی سے یہ مشن حکام کی ہدایت کے مطابق مکمل کر دیا۔

اب وہ لوگ اس نوٹ بک کے پیچھے یہاں نہیں آئیں گے کیونکہ ہمارے گروپ کے چار افراد عام سیاحوں کے روپ میں وہاں گئے تھے اور کام کر کے واپس آ گئے۔ آپ کو ہمارے بارے

میں کس نے اطلاع دی ہے''...... کرنل راٹھور نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں کسی عام سرکاری ایجنسی کا نہیں۔ میں اندھیرے میں اڑنے والی چڑیا کے پر بھی گن کر بتا سکتا ہوں۔ لیکن یہ بتاؤ کہ کیا وہ نوٹ بک ڈاکٹر پرشاد تک پہنچا دی گئی ہے اور اب اسی کی تحویل میں ہے''...... کرنل شاگل نے قدرے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں ہونا تو ایسے ہی چاہئے''...... کرنل راٹھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا اس میں کوئی شک ہے''...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

''آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں۔ آپ تو اڑتی چڑیا کے پر گن لیتے ہیں وہ بھی اندھیرے میں۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے کرنل راٹھور نے چڑانے کے سے انداز میں کہا تو شاگل نے رسیور کریڈل پر اس طرح پٹخا جیسے سارا قصور اسی رسیور کا ہو۔

''بہت غلط آدمی ہے یہ کرنل راٹھور۔ ورنہ آپ سے طنزیہ انداز میں کبھی بات نہ کرتا''...... آشا رائے نے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو شاگل کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

''اوکے۔ تم آفس میں جا کر اس کیس کی فائل بناؤ۔ اب تک جو معلومات ملی ہیں وہ بھی درج کر دینا اور آئندہ ہمارا ٹاسک کیا ہو

گا یہ بھی لکھ دینا۔ میں یہ کیس تمہیں سرکاری طور پر دے رہا ہوں''...... شاگل نے کہا۔

''تھینک یو چیف۔ اب میں دیکھتی ہوں کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی کیا حیثیت رکھتے ہیں''...... آشا رائے نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ مڑ کر شاگل کے آفس سے باہر نکل گئی تو شاگل نے ایک طویل سانس لیا اور دوبارہ سامنے رکھی فائل کو پڑھنے لگا۔

عمران کی کار جیسے ہی دارالحکومت کے ایک چوک پر پہنچی تو اس نے کار کو بائیں طرف جاتی ایک سڑک کی طرف موڑ دیا۔ کچھ دیر بعد سڑک کے دونوں جانب بڑی بڑی فیکٹریاں نظر آنے لگیں۔ یہ مقامی انڈسٹریل اسٹیٹ ایریا تھا۔ عمران آگے بڑھتا چلا گیا پھر ہارڈ بورڈ بنانے والی ایک فیکٹری کے گیٹ کے سامنے اس نے کار روک دی۔ دوسرے لمحے دو سیکورٹی گارڈز اس کی طرف بڑھے۔ وہ دونوں قریب آ کر عمران کو پہچان کر چونک پڑے اور دونوں نے عمران کو باقاعدہ سیلوٹ کیا۔

''سرداور اندر ہیں یا نہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''بڑے صاحب کی طبیعت ٹھیک نہ تھی اس لئے وہ آج تشریف نہیں لائے وہیں گھر پر ہی ہوں گے''...... ان میں سے ایک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... عمران نے کہا اور کار کو آگے لے جا کر

اس نے موڑا اور واپس دارالحکومت کی طرف چل پڑا۔

''مجھے فون کر کے یہاں آنا چاہئے تھا۔ یہ کیا بات ہوئی کہ احمقوں کی طرح منہ اٹھایا اور چل پڑے''...... عمران نے اپنے آپ پر طنز کرتے ہوئے کہا۔

اسے سرداور کی لیبارٹری میں موجودگی کا معلوم کرنے کے لئے کبھی فون کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی کیونکہ وہ بہت کم گھر جاتے تھے جہاں ان کے ساتھ ایک بیٹا اپنی بیوی اور دو چھوٹے بچوں سمیت رہتا تھا۔ سرداور کی بیگم کئی سال پہلے ایک کار ایکسیڈنٹ میں فوت ہوگئی تھی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ سرداور صرف عید پر ہی گھر جایا کرتے تھے۔ ان کا اوڑھنا بچھونا ان کا کام تھا۔ عمران کار میں چلنے والی ٹیپ سے نکلتا ہوا سحر انگیز میوزک سنتا ہوا تھوڑی دیر بعد ٹاپ آفیسرز کالونی کی چیک پوسٹ پر پہنچ کر رک گیا۔ وہاں کھڑے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی آگے بڑھا اور اس نے عمران کی سائیڈ کا دروازہ کھولا تاکہ عمران باہر آسکے اور عمران کے باہر آنے پر اس سپاہی نے کار کی جنرل سی تلاشی لینی شروع کر دی۔

''اچھی طرح چیک کر لو اس میں باوردی مواد نصب ہے اور میں سرداور کی کوٹھی اڑانے جا رہا ہوں''...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو وہاں جیسے قیامت سی آ گئی۔ سیٹیاں بجنے لگیں اور تمام سپاہی دوڑتے ہوئے کار کے قریب پہنچ گئے۔ دو گارڈز نے اپنے پسٹلز کا رخ عمران کی طرف اس طرح کر لیا جیسے کوئی بین الاقوامی

مجرم ان کے ہاتھ آ گیا ہو۔ اسی لمحے چیک پوسٹ کے کیبن سے ایک نوجوان دوڑتا ہوا باہر آ گیا۔ اس نے پولیس انسپکٹر کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔

''عمران صاحب آپ''...... آنے والے انسپکٹر نے عمران کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا کر رہے ہو تم۔ اب چیک ہونے کے لئے عمران صاحب ہی رہ گئے ہیں کیا''...... انسپکٹر نے غصیلے لہجے میں سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''انہوں نے خود اقرار کیا ہے کہ ان کی کار میں بارودی مواد رکھا گیا ہے''...... ایک سپاہی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''نانسنس۔ کیا مجرم خود آ کر اقرار کرے گا اور پھر تمہیں موقع دے گا کہ تم اسے پکڑ لو۔ آئیں عمران صاحب۔ یہ لوگ آپ کے مذاق کو نہیں سمجھ سکے۔ میں بھی سیٹیوں کی آوازیں سن کر چونک پڑا تھا''...... انسپکٹر نے کہا اور واپس اس کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اس کے پیچھے چل پڑا۔

''کیا تم سرداور کو فون کر کے میرے بارے میں پوچھو گے''۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ آج صبح انہوں نے کال کر کے کہا تھا کہ صرف اسے اندر آنے دینا جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ لو ورنہ نہیں کیونکہ ان کی طبیعت خاصی خراب ہے''...... انسپکٹر نے جواب

دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ انسپکٹر نے فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔ ٹاپ آفیسرز کالونی کا آپس کا علیحدہ فون سسٹم تھا۔

''یس۔ سرداور ہاؤس''...... رابطہ ہونے پر ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''چیک پوسٹ نمبر ایک سے انسپکٹر بشیر بول رہا ہوں۔ بڑے صاحب سے بات کراؤ''...... انسپکٹر نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران فوراً پہچان گیا کہ سرداور خود بول رہے ہیں۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاۃُ یا سرداور۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدہان خود و بزبان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے انسپکٹر کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ کر خود بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تم ناٹی بوائے تم آئے ہو۔ اوکے آ جاؤ''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور انسپکٹر بشیر کی طرف بڑھا دیا۔

''آپ بڑے صاحب سے اس قدر فری ہیں میں سوچ بھی نہ سکتا تھا''...... انسپکٹر بشیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نہیں تمہارے بڑے صاحب مجھ سے بے حد فری ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر

بعد عمران ایک بڑی سی کوٹھی کے جہازی سائز گیٹ کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے ہارن بجایا تو ایک سرکاری گارڈ باہر آ گیا۔

''سرداور سے کہو کہ علی عمران آیا ہے''...... عمران نے گارڈ سے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا اندر چلا گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ بھاگتا ہوا آیا اور اس نے جلدی سے گیٹ کھول دیا۔

''آیئے جناب۔ بڑے صاحب آپ کا نام سنتے ہی خود باہر آ گئے ہیں''...... گارڈ نے اس طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے سرداور کا باہر نکل آنا عید کے چاند سے بھی زیادہ اہم ہو۔

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم یہاں نئے آئے ہو میں تو اکثر آتا جاتا رہتا ہوں''...... عمران نے اس کی بوکھلاہٹ دیکھتے ہوئے کہا اور پھر کار اس نے سائیڈ پر موجود گیراج میں روک دی۔ وہاں دو کاریں پہلے سے ہی موجود تھیں۔ عمران نیچے اترا اور کار لاک کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جہاں ڈرائنگ روم تھا اور پھر ڈرائنگ روم کے باہر کھڑے سرداور کی طرف بڑھ گیا اور پھر رسمی سلام دعا کے بعد وہ ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھ گئے۔

''آج کیسے آنا ہوا۔ خیریت ہے نا''...... سرداور نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''آپ پریشان نہ ہوں۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے۔ بس میری مرغی نے انڈے دینے بند کر دیئے ہیں اور دانہ پہلے سے

زیادہ چکنے لگی ہے''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے ملازم اندر داخل ہوا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں ٹرے پکڑی ہوئی تھی جس میں جوس کے دو بڑے گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک گلاس عمران کے سامنے اور دوسرا گلاس سرداور کے سامنے رکھا اور مڑ کر واپس چلا گیا۔

''ہاں اب بتاؤ کیا ہوا ہے کہ تمہیں یہاں تک آنا پڑا''۔ سرداور نے جوس کا سپ لیتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں گہری سنجیدگی تھی۔

''کیا آپ ڈائم ریز کے بارے میں جانتے ہیں جن سے بننے والے دو مختلف بلکہ متضاد پراجیکٹ میں سے ایک سے وسیع علاقے کو عمارات، انسانوں اور فصلات سمیت بھسم کیا جا سکتا ہے جبکہ دوسرے پراجیکٹ میں ان ڈائم ریز سے پوری دنیا کے موسم کو کنٹرول کر کے اپنی مرضی سے چلایا جا سکتا ہے اور اگر کوئی چاہے تو اس موسم کو کنٹرول کر کے وہ اپنے مخالف ملکوں میں بارش کی ایک بوند بھی نہ پڑنے دے۔ اسی طرح کی دوسری باتیں ہو سکتی ہیں''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں میں جانتا ہوں عمران بیٹے لیکن اقوام متحدہ نے ڈائم ریز کے دونوں پراجیکٹس پر کام کرنے سے سختی سے روکا ہوا ہے۔ جس ملک میں ان دونوں یا دو میں سے کسی ایک پراجیکٹ پر بھی کام ہو

رہا ہو اس پر بین الاقوامی پابندیاں لگ سکتی ہیں لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن سرداور۔ ڈائم ریز کا ایک پراجیکٹ تو انسانیت کے فائدے میں ہے۔ اپنی مرضی سے اپنے ملک میں بارشوں سے دریاؤں کا پانی کم یا زیادہ کرنا، قحط زدہ علاقوں میں بہترین فصلیں حاصل کرنا یہ سب تو انسانیت کے فائدے میں ہے۔ پھر آپ دونوں پراجیکٹس کو غلط کیوں کہہ رہے ہیں''...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ اس کے استعمال پر منحصر ہے۔ جیسے چاقو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کو پھل کاٹنے کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور کسی انسان کا گلا بھی۔ اور انسانی نفسیات کے مطابق دشمن کو مارنے کے لئے ہر انسان ایسا اقدام کرے گا جس سے اس کا دشمن مکمل طور پر ختم ہو جائے اور یہ ایسا آلہ ہے کہ دونوں آپشن اس پر موجود ایک بٹن پریس کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں''...... سرداور نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''دونوں آپشن ایک بٹن پریس کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے اس کا استعمال ہاتھوں سے تو نہیں ہو سکتا۔ لازماً کسی خصوصی سیٹلائٹ کے ذریعے اسے مخصوص جگہوں پر فائر کیا جاتا ہو گا۔ اس لئے ایک بٹن سے استعمال کا کیا مطلب ہوا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو اس کا استعمال سیٹلائٹ کے ذریعے ہی ہوسکتا ہے لیکن اسے کس طرح استعمال کرنا ہے یہ فیصلہ آپ نے خود کرنا ہے۔ اس آلے کا لنک زمین پر موجود اس کے کنٹرول روم میں مشین سے ہوگا اور یہاں سے بٹن دبا کر اس کے استعمال کی نوعیت کو تبدیل کیا جا سکتا ہے اس لئے تو اقوام متحدہ نے ڈائم ریز کے دونوں آپشنز پر انتہائی سخت پابندی لگا دی ہے لیکن تمہیں اس میں کیا انٹرسٹ پیدا ہو گیا ہے۔ پاکیشیا میں تو اس پر سرے سے کوئی کام نہیں ہو رہا۔ ایک سائنسدان ڈاکٹر وحید تھے انہوں نے اپلائی کیا تھا کہ وہ اس پر سرکاری طور پر کام کرنا چاہتے ہیں لیکن حکومت نے بین الاقوامی پابندی کی وجہ سے انکار کر دیا تھا''...... سرداور نے کہا۔

''تو کیا آپ کو معلوم نہ تھا کہ ڈاکٹر وحید نے اپنے گھر کے تہہ خانے میں لیبارٹری بنائی ہوئی تھی اور وہ اس لیبارٹری میں ڈائم ریز کے موسم کنٹرول آپشن پر کام کر رہے تھے''...... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار اچھل پڑے۔

''ڈاکٹر وحید لیکن انہوں نے تو حکومت کو جو پراجیکٹ بھیجا تھا وہ تو ڈائم ریز کے کسی تیسرے آپشن سے متعلق تھا۔ وہ ہرگز خطرناک نہیں تھا لیکن ناقابل عمل ہونے کی وجہ سے اس کی اجازت نہیں دے دی گئی تھی''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تیسرا آپشن کون سا ہو سکتا ہے اور ایک ہی ریز سے کتنے

آپشنز پر کام ہوسکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس ڈائم ریز پر دس آپشنز کے تحت کام ہوسکتا ہے۔ قدرت نے جو کچھ بنایا ہے اس میں بے پناہ گہرائی ہے۔ سینکڑوں سالوں سے سائنس دان اس کام میں لگے ہوئے ہیں کہ قدرت کی بنائی ہوئی چیزوں کے بارے میں نئے نئے انکشافات کر سکیں اور یہ سلسلہ شاید ہزاروں سالوں میں بھی مکمل نہ ہو سکے گا۔ ڈاکٹر وحید نے تیسرے آپشن کی جو تفصیل لکھی تھی اس کے مطابق ڈائم ریز کے اندر شنگرفی کلر کی چھوٹی شعاعیں اس طرح کام کرتی ہیں کہ اگر ان پر کنٹرول کر لیا جائے تو یہ شنگرفی رنگ کی شعاعیں انسانی جسم میں بغیر اس کو چیرے پھاڑے کامیاب آپریشن کر سکتی ہیں اور بھی آپشن ڈاکٹر وحید نے بتائے تھے لیکن جب میں نے اس پراجیکٹ کو سائنس دانوں کے بورڈ میں پیش کیا تو طویل بحث و مباحثہ کے بعد اسے ممکن ہی نہیں پایا گیا اس لئے اس پراجیکٹ کو مسترد کر دیا گیا۔ ہوسکتا ہے کہ ڈاکٹر وحید اپنے طور پر اس آپشن پر کام کر رہا ہو تا کہ وہ ثابت کر سکے کہ جسے بورڈ نے ناممکن قرار دیا ہے وہ ممکن ہے اور اگر واقعی یہ آپشن اس طرح کامیاب ہو جائے جیسا کہ ڈاکٹر وحید نے لکھا تھا تو یہ انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہوگی۔ بغیر جسم کو چیرے پھاڑے جسم کے اندر ہر قسم کا آپریشن کیا جانا ایک بالکل انوکھا آئیڈیا ہے''...... سرداور نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم ہنس رہے ہو۔ کیوں''...... سرداور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ جسے انوکھا آئیڈیا کہہ رہے ہیں وہ نجانے کتنے عرصے سے پاکیشیا میں رائج ہے اسے روحانی آپریشن کہا جاتا ہے''۔ عمران نے کہا تو سرداور نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ یہی سمجھے تھے کہ عمران ان کا مذاق اڑا رہا ہے جیسا کہ اس کی عادت تھی۔

''کیا مطلب۔ کیسا روحانی آپریشن''...... سرداور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''وہی جیسا کہ آپ بتا رہے ہیں جسم کو چیرے پھاڑے بغیر آپریشن نہ صرف ہو جاتا ہے بلکہ کامیاب بھی ہو جاتا ہے۔ چاہے وہ دل کا آپریشن ہو یا جگر کا صرف پانچ سو ہزار روپے میں سارا آپریشن مکمل ہو جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا اب تم نے نشہ کرنا شروع کر دیا ہے یا تمہارا دماغ اب واقعی خراب ہو چکا ہے''...... سرداور نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں۔ ہمارے دور دراز کے دیہاتوں میں جہاں غربت بہت زیادہ ہے اور لوگ ہسپتالوں میں آپریشن کرانے کے متحمل نہیں ہو سکتے وہ ان روحانی عاملوں کے چکر میں پھنس جاتے ہیں اور وہ تو یہ کہتے ہیں کہ آپریشن کامیاب ہوا ہے باقی خدا بہتر جانتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب غلط ہے۔ یہ سائنسی دور ہے اس دور میں اس قسم کی

فضولیات پر کون یقین کر سکتا ہے۔ ہم نے ڈاکٹر وحید کا آئیڈیا جو سائنس پر مبنی تھا ریجیکٹ کر دیا تھا کہ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں''۔ سرداور نے کہا۔

''آپ کا یہ ملازم جو مجھے یہاں تک چھوڑ کر گیا ہے دیہاتی ہے یا شہری۔ اس کا انداز تو دیہاتی تھا''...... عمران نے کہا۔

''دیہات کا رہنے والا ہے۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... سرداور نے چونک کر پوچھا۔

''اسے بلائیں۔ یہ اس بارے میں ضرور جانتا ہو گا کیونکہ روحانی عاملوں نے دور دراز کے دیہاتوں پر تقریباً قبضہ کر رکھا ہے۔ معاشرے کو چمٹی ہوئی وہ جونکیں ہیں جو روحانیت کے نام پر غریب لوگوں کے گلے کاٹ رہی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں پوچھ لوں گا تم اس بات کو چھوڑو۔ اصل بات پر آتے ہیں۔ تم ڈاکٹر وحید کے سلسلے میں یہاں بات کرنے آئے تھے اور اب تم اصل بات گول کر رہے ہو''...... سرداور نے کہا۔

''ڈاکٹر وحید کے ساتھ گزشتہ دنوں ایک واردات ہوئی ہے۔ ڈائم ریز پر تجربات کرتے ہوئے وہ اپنے نوٹس ایک کاپی میں لکھتے رہتے تھے۔ جیسا کہ تمام سائنس دان کرتے ہیں۔ ایک رات وہ کام ختم کر کے لیبارٹری سے نکل کر آ رہے تھے کہ وہ اچانک کسی گیس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے پھر جب انہیں ہوش آیا تو وہ ہسپتال میں تھے۔ ان کا اسسٹنٹ راحیل جو صبح کو آتا ہے اور رات

کو چلا جاتا ہے کا بیان ہے کہ وہ صبح کو آیا تو حویلی کے بڑے گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ وہ اندر آیا تو اس نے راہداری میں ڈاکٹر وحید کو فرش پر بے ہوش پڑے دیکھا جس پر اس نے ایمبولینس کے ساتھ ساتھ پولیس کو بھی اطلاع کر دی۔ ڈاکٹر وحید کو ہسپتال میں ہوش میں لایا گیا اور چونکہ مزید کوئی مسئلہ نہ تھا اس لئے انہیں ڈسچارج کر دیا گیا۔ حویلی میں آ کر انہیں یاد آیا کہ جب وہ بے ہوش ہوئے تو نوٹس کی کاپی ان کے ہاتھ میں تھی لیکن بعد میں وہ کاپی کہیں دستیاب نہ ہو سکی۔ جن لوگوں نے انہیں بے ہوش کیا تھا وہ یہ کاپی لے کر خاموشی سے واپس چلے گئے۔ آج تک پولیس ان کا پتہ نہیں چلا سکی۔ میں ان سے مل کر آ رہا ہوں اور میں نے جو کچھ بتایا ہے وہ سب ان سے معلوم ہوا ہے۔ سوائے ایک بات کے وہ کہہ رہے تھے کہ وہ موسم والے آپشن پر کام کر رہے ہیں جبکہ آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ روحانی آپریشن کے پراجیکٹ پر کام کرنا چاہتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''تو تم نے اس آپشن کا نام روحانی آپریشن رکھا ہے''۔ سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

''آپ کافرستان کے سائنس دان ڈاکٹر پرشاد کو جانتے ہیں''...... عمران نے کہا تو سرداور ایک بار پھر چونک پڑے۔

''ڈاکٹر پرشاد صاحب تو بہت نامور سائنس دان ہیں اور بطور آدمی اب وہ انسانیت کے اعلیٰ طبقے میں داخل ہو چکے ہیں۔ بے

حد خلیق اور مستقل مزاج انسان ہیں۔ خیال رکھنا کہ میں تمہیں آدمی اور انسان کا فرق بتا رہا ہوں''...... سرداور نے کہا۔

''آپ بھی سائنس دان ہونے کے ساتھ ساتھ شاعروں جیسے سخن فہم ہو گئے ہیں۔ ہمارے ایک بڑے شاعر نے کہا ہے کہ آدمی کو بھی انسان ہونا میسر نہیں ہوتا یعنی کچھ لوگ ساری زندگی باوجود کوشش کے انسان نہیں بن سکتے اور لوگ انسان بن کر بھی آدمی ہی رہتے ہیں''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''بس باتیں بہت ہو چکی ہیں اب تم آرام کرو۔ ملازم تمہیں کمرہ دکھا دے گا اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو ملازم کو بتا دینا''...... سرداور نے اٹھنے کے لئے پر تولتے ہوئے کہا۔

''یہ ہوتا ہے کسی سے جان چھڑانے کا درست طریقہ۔ لٹھ مارنے کے انداز میں کسی سے کہا جائے کہ بس بہت ہو چکی اب تم دفع ہو سکتے ہو یا آپ جیسے ڈائیلاگ بولے جائیں تو نتیجہ بہرحال ایک ہی ہو گا۔ آخری سوال کا جواب دے دیں کہ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ ڈاکٹر پرشاد کافرستان کی کس لیبارٹری میں کام کرتے ہیں یا ان کا فون نمبر ہو تو مجھے دے دیں او ر پھر میں خالی دفع نہیں بلکہ دفع دور ہو جاؤں گا''...... عمران نے کہا تو سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم ڈاکٹر پرشاد کے خلاف کام کرنا چاہتے ہو۔ کیوں کیا ڈاکٹر وحید نے ڈاکٹر پرشاد پر شک کا اظہار کیا ہے''...... سرداور نے ہونٹ

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف
ایڈ فری لنکس
ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ
ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر
کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براؤزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

بھینچتے ہوئے کہا۔

”ایسا نہیں ہے۔ انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ڈاکٹر پرشاد پر شک کرنا مجھ پر شک کرنے کے مترادف ہے۔ میں یہ اس لئے پوچھ رہا تھا کہ ڈاکٹر وحید نے خود بتایا ہے کہ ڈاکٹر پرشاد ڈائم ریز کے موسم کو کنٹرول کرنے والے آپشن پر کام کر رہے ہیں اور اسرائیل بھی ایسا کر رہا ہے لیکن وہ لوگ اگر ریسرچ کر رہے ہیں تو لازماً ڈائم ریز کے ہر چیز کو بھسم کر دینے والے آپشن پر کام کر رہے ہوں گے۔ یہ اور بات ہے کہتے یہی ہوں گے کہ ہم موسم والے آپشن پر کام کر رہے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”ڈائم ریز کے دونوں آپشنز کو اقوام متحدہ کے تحت ممنوع قرار دے دیا گیا ہے تاکہ دنیا کو تباہی سے بچایا جا سکے“...... سرداور نے کہا۔

”لیکن اقوام متحدہ کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ کون ڈائم ریز پر کام کر رہا ہے“...... عمران نے کہا۔

”اقوام متحدہ کے خصوصی سیٹلائٹ پوری دنیا کی فضاؤں میں متحرک ہیں اور ان میں ایسی مشینری نصب ہے کہ ان آپشن پر کام کرتے ہوئے وہ جیسے ہی ڈائم ریز پر دباؤ ڈالیں گے تاکہ شعاعوں کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کر سکیں۔ سیٹلائٹ نہ صرف کاشن دینا شروع کر دیں گے بلکہ وہ آپشن بھی دنیا کے سامنے آ جائے گا اور پوری دنیا اکٹھی ہو کر اس ملک کو ایسا کرنے سے جبراً روک

دے گی“...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا وہ میرے سوال کا جواب تو دے دیں کہ ڈاکٹر پرشاد کس لیبارٹری میں کام کر رہے ہیں اور ان کا فون نمبر کیا ہے“...... عمران نے کہا۔

”آج سے چھ سات ماہ پہلے ڈاکٹر پرشاد سے بات ہوئی تھی تو انہوں نے خود بتایا تھا کہ وہ کافرستان کے شمال مشرقی علاقے کے سب سے بڑے شہر راج گڑھ میں ہے البتہ فون وہ خود کرتے ہیں اور یہ فون چونکہ سیٹلائٹ سے کیا جاتا ہے اس لئے جب تک کوئی خود نہ بتائے اس کا نمبر ٹریس نہیں ہو سکتا“...... سرداور نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

”او کے سرداور۔ میں نے آپ کو اتنی دیر ریسٹ کرنے سے روکے رکھا۔ آپ تھک گئے ہیں اس لئے مجھے اب اجازت دیں“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ تم جیسے آدمی کو جو کام کرتے ہوئے تھکتا نہیں دیکھ کر تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے“...... سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جولیا کے فلیٹ پر اس وقت سوائے عمران کے باقی سب ساتھی موجود تھے۔ جولیا اکثر و بیشتر اپنے فلیٹ پر ساتھیوں کی دعوت کرتی رہتی تھی۔ وہ کھانے خود پکانے کی بجائے کسی اچھے سے ہوٹل کو آرڈر کر دیتی تھی اور کھانا اس کے فلیٹ پر سرو کر دیا جاتا تھا۔ آج بھی جولیا کی دعوت پر تمام ساتھی اس کے فلیٹ پر آئے ہوئے تھے۔

''عمران صاحب کو بھی اطلاع دے دی گئی ہے یا نہیں''۔ صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''میں نے تو اسے فون نہیں کیا کسی اور نے کہہ دیا ہو تو مجھے معلوم نہیں ہے۔ ویسے اس کی شرکت سے سب بے حد بیزار ہو جاتے ہیں اس لئے میں نے نہیں بلایا تھا''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ سب ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے کیونکہ وہ اچھی طرح عمران اور جولیا کے ایک دوسرے کے

لئے جذبات سے واقف تھے۔

''عمران کے بغیر تو لگتا ہے کہ ہم کسی کی موت کا افسوس کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ عمران محفل میں رنگ بھر دیتا ہے''۔ خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے کہا تو سب نہ صرف اچھل پڑے بلکہ حیرت بھری نظروں سے تنویر کو دیکھنے لگے تھے۔

''میں نے کوئی غلط بات نہیں کی ہے۔ عمران میں جو خوبیاں ہیں وہ بھی سب کو معلوم ہیں اور جو خامیاں ہیں وہ بھی سب کو معلوم ہیں اس لئے دونوں صورتوں میں سچ کا اظہار ضرور کرنا چاہئے''...... تنویر نے ساتھیوں کی نظریں پہچانتے ہوئے جواب دیا۔

''عمران صاحب میں خامیاں کیا ہیں تنویر''...... صدیقی نے دانستہ شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''سب سے بڑی خامی اس کی خود پسندی ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ بس وہی سب کچھ ہے باقی سب احمق ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''اس کی ذہانت کی بدولت ہے ایسے ہی''...... جولیا نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''میں عمران صاحب سے بات کرتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''صفدر بول رہا ہوں۔ عمران صاحب کہاں ہیں۔ میں نے ان سے بے حد ضروری بات کرنی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''صفدر صاحب۔ وہ صبح ناشتہ کر کے نواحی علاقے گرین ٹاؤن کسی سائنسدان سے ملنے گئے ہیں۔ اس کے بعد اب تک نہ تو ان کی واپسی ہوئی ہے اور نہ کوئی فون آیا ہے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کا سیل فون ان کے پاس ہے یا فلیٹ پر رکھ گئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''صاحب سیل فون ہر وقت ساتھ رکھتے ہیں آپ انہیں اس پر کال کر لیں''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''او کے۔ بے حد شکریہ''...... صفدر نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے عمران کے سیل فون کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ صفدر کے پاس بھی سیل فون موجود تھا لیکن اس نے لینڈ لائن فون سے اس لئے کال کی تھی کہ اس سے ہونے والی بات لاؤڈر کی وجہ سے سب اطمینان سے سن سکیں گے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی پھر عمران کی آواز سنائی دی۔

''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذات خود بذریعہ سیل فون بول رہا ہوں''...... عمران کی شرارت بھری آواز سنائی دی۔

''السلام علیکم ورحمتہ و برکاتہ۔ میں صفدر بول رہا ہوں۔ پہلے آپ کے فلیٹ پر فون کیا تھا وہاں سے بتایا گیا کہ آپ گرین ٹاؤن گئے ہوئے ہیں کسی سائنس دان سے ملنے تو مجبوراً سیل فون پر کال کیا ہے''...... صفدر نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اب کیا حکم ہے جناب صفدر یار جنگ بہادر صاحب''۔ عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ جہاں بھی ہیں مس جولیا کے فلیٹ پر پہنچ جائیں ہم سب ساتھی وہاں موجود ہیں۔ آپ کی کمی سے محفل پھیکی پھیکی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''تو کیا میں تمہاری محفل میں شوگر کی حیثیت رکھتا ہوں کہ شوگر کم ہو گی یا نہ ہو گی تو کھانا پھیکا اور بدمزہ سا محسوس ہونے لگتا ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر کے ساتھ ساتھ باقی سب ساتھی بھی مسکرا دیئے۔

''بس آ جائیں جلدی پلیز۔ اللہ حافظ''...... صفدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ گرین ٹاؤن میں کون سا سائنس دان رہتا ہے جس سے ملنے عمران صاحب گئے ہیں''...... خاموش بیٹھی ہوئی صالحہ نے کہا۔

''عمران صاحب ایسے ہی الٹے سیدھے کام کرتے رہتے ہیں۔ کبھی کسی ماہر آثار قدیمہ سے ملاقات ہو رہی ہے تو کبھی کسی ریٹائر سائنس دان سے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں وہ سائنس دان ریٹائر ہی ہوسکتا ہے جو گرین ٹاؤن میں رہتا ہے''...... صفدر نے جواب دیا پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو صفدر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سب سمجھ گئے کہ عمران آیا ہوگا۔

''کون ہے''...... صفدر نے بند دروازے کے قریب رک کر اونچی آواز میں پوچھا۔

''اس دروازے پر سوائے علی عمران کے اور کون دستک دے سکتا ہے''...... باہر سے عمران کی آواز سنائی دی تو صفدر نے دروازہ کھول دیا۔ عمران اندر داخل ہوا تو صفدر نے دروازہ بند کر دیا۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ' یا اہلیان فلیٹ دام ظلہم''۔ عمران نے اندر داخل ہو کر بڑے خضوع و خشوع کے ساتھ سلام کرتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاۃ۔ خوش آمدید لیکن عمران صاحب یہ دام ظلہم کا کیا مطلب ہوتا ہے''...... اس بار چوہان نے کہا۔

''عربی زبان میں دام کا مطلب ہوتا ہے ہمیشہ، تادیر قائم رہنے والا۔ ظل سائے کو کہتے ہیں۔ یہ بزرگان کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمیشہ ہم پر قائم رکھے''...... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ہم سب تم سے بڑے ہیں بزرگ ہیں۔ کیوں''......تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں تو عقل کے لحاظ سے کہہ رہا تھا۔ اب تمہاری مرضی ہے کہ تم کیا بننا چاہتے ہو''...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ گرین ٹاؤن جیسے نواحی علاقے میں کون سا سائنس دان رہتا ہے جس سے آپ خصوصاً ملنے گئے تھے''......صفدر نے کہا تو عمران نے ڈاکٹر وحید کے بارے میں تفصیل بتا دی اور پھر سرداور سے ملاقات اور ان سے ہونے والی بات چیت بھی مختصراً بتا دی۔

''اوہ۔ تو اس میں سیکرٹ سروس کا کیس کہاں سے نکل آیا''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ یہ سیکرٹ سروس کا کیس ہے۔ تم نے تفصیل پوچھی میں نے بتا دی''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا

''عمران صاحب۔ آپ کی بھاگ دوڑ بتا رہی ہے کہ آپ اس سلسلے میں کام کرنے کے لئے آمادہ ہیں''......صفدر نے کہا۔

''کافرستان اور اسرائیل دونوں ملک ایسے ہیں جو پاکیشیا کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے ہر وقت درپے رہتے ہیں اور وہ یقیناً ڈائم ریز کے ان تینوں آپشنز کے بارے میں تمام تفصیل بھی جانتے ہوں گے لیکن اقوام متحدہ کی طرف سے اس پر عائد پابندی کی وجہ سے وہ اسے اوپن نہیں کر رہے اور مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر وحید کو بے ہوش کر کے ان سے نوٹ بک لے جانے کا فائدہ سوائے کافرستان کے

اور کسی کو نہیں پہنچتا۔ سرداور سے ملاقات کے بعد معاملات واضح ہو گئے ہیں''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''کیسے معاملات عمران صاحب''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''ڈاکٹر وحید نے بتایا تھا کہ کافرستانی سائنسدان ڈائم ریز کے موسم پر کنٹرول کرنے والے آپشن پر کام کر رہے ہیں لیکن اب سرداور نے بتایا ہے کہ ایک بٹن کے ذریعے ایک ہی آلے کو دونوں مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے اس لئے سب نے ظاہر یہی کر رکھا ہے کہ وہ ان ریز کے اچھے آپشن پر کام کر رہے ہیں جبکہ اصل میں کام بھسم کر دینے والے آپشن پر ہو رہا ہوتا ہے۔ کافرستان اور اسرائیل دونوں پاکیشیا کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں اور اسے صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ہر وقت تلے رہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب اگر یہ نوٹ بک کافرستان کے سائنس دان نے منگوائی ہے تو وہ اس کا کیا کرے گا کیونکہ بہرحال تیسرا آپشن تو خطرناک ہی نہیں ہے وہ تو انسانیت کے فائدے میں ہے اور نوٹ بک میں اس سلسلے میں فارمولے کے پوائنٹس تحریر ہوں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے کیونکہ نوٹ بک میں پوائنٹس ہر سائنسدان اپنے ذہن کے مطابق لکھتا ہے اس لئے جب تک وہ سائنس دان جس کے یہ نوٹس ہیں ان کی خود وضاحت نہ کرے تو یہ

کسی دوسرے کے کام بہت کم آتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر پرشاد نے یہ نوٹ بک اس لئے منگوائی ہے کہ وہ چیک کر سکے کہ کیا واقعی ڈاکٹر وحید ڈائم ریز کے دوسرے آپشن پر کام کر رہے ہیں یا پہلے پر''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کیا چاہتے ہیں کہ یہ نوٹ بک واپسی لائی جائے لیکن اب تک تو اس کی سینکڑوں کاپیاں کی جا چکی ہوں گی''...... صفدر نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا ڈاکٹر پرشاد کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ کسی سائنسدان کی نوٹ بک کس طرح تیار کی جاتی ہے اور جب تک وہ سائنسدان خود نہ چاہے اس نوٹ بک سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ پہلے نوٹ بک اڑائی گئی ہو تاکہ اس کا ردعمل دیکھا جائے پھر کچھ روز بعد ڈاکٹر وحید کو بھی اغوا کر لیا جائے تاکہ نوٹ بک میں موجود پوائنٹس کی ان سے وضاحت طلب کی جا سکے اس لئے پہلے آپ ڈاکٹر وحید کے بارے میں معلوم کریں اور اگر وہ ابھی تک اغوا نہیں ہوئے تو پھر ان کی باقاعدہ نگرانی کی جائے''...... اس بار چوہان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ چوہان۔ تم نے واقعی ایک اہم بات سوچی ہے۔ ویری گڈ میں ابھی معلوم کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

وہ ٹائیگر کے سیل فون کا نمبر پریس کر رہا تھا کیونکہ اس وقت وہ اپنے رہائشی کمرے سے باہر ہوگا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... رابطہ ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ چونکہ عمران نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی ٹائیگر کی آواز کمرے میں بیٹھے سب ساتھی سن رہے تھے۔

''ٹائیگر۔ گرین ٹاؤن میں ریز پر کام کرنے والے ایک سائنسدان ڈاکٹر وحید رہتے ہیں ان کے بارے میں تازہ ترین معلومات حاصل کرو کہ کہیں انہیں اغوا تو نہیں کر لیا گیا''...... عمران نے کہا۔

''ڈاکٹر وحید جو پہلے ایکریمیا کی لیبارٹری میں کام کرتے رہے ہیں۔ ان کی بات کر رہے ہیں آپ''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ جیسے عمران کی بات سن کر اسے خاصا دھچکا لگا ہو۔

''ہاں وہی۔ کیا تم انہیں جانتے ہو''...... عمران نے بھی چونک کر پوچھا۔

''گزشتہ تین سالوں سے وہ یہاں ہیں اور تقریباً ہر ماہ ان سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ وہ ریز پر اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ مجھے بھی ریز پر کام کرنے کا ہمیشہ شوق رہا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہوگا کہ وہ کس پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں آج کل''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ ڈائم ریز کے دو پراجیکٹ سامنے آئے ہیں۔ ایک پازیٹو اور دوسرا نیگٹو، نیگٹو پراجیکٹ مکمل اور فوری تباہی کا پراجیکٹ ہے جبکہ پازیٹو پراجیکٹ سے موسم کو کنٹرول کر کے اپنی مرضی سے بارشیں کرانا یا نہ کرنا، موسم کی شدت کو بڑھانا یا کم کرنا سب کچھ شامل ہے جس سے بہترین فصلیں اگائی جا سکتی ہیں اور دنیا سے قحط کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے وغیرہ وغیرہ''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم آخری بار کب ان سے ملے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''دو ہفتے پہلے۔ کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... ٹائیگر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''چند روز پہلے ان کی رہائش گاہ میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی اور ان کی وہ نوٹ بک جس میں ان کی ریسرچ کے نوٹس درج تھے چوری کر لی گئی لیکن انہیں زندہ چھوڑ دیا گیا۔ صبح ان کا اسسٹنٹ راحیل آیا تو اس نے ڈاکٹر وحید اور ملازمین کو بے ہوش دیکھ کر پولیس اور ایمبولیس کو کال کی۔ میں اتفاق سے آج وہاں خود گیا تو مجھے ڈاکٹر وحید نے یہ ساری بات بتائی تھی''۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ تو عجیب بات ہے کہ اس انداز میں واردات کرنے کے بعد

ڈاکٹر وحید کو ہلاک کئے بغیر صرف نوٹ بک حاصل کی گئی''۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر وحید صاحب نے مجھے بتایا کہ وہ ڈائم ریز پر کام کر رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''کون سے آپشن پر وہ کام کر رہے تھے باس۔ انہوں نے کبھی مجھ سے اس بارے میں بات نہیں کی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کتنے آپشنز ہیں ڈائم ریز کے''...... عمران نے قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جہاں تک ان ریز کے بارے میں میری معلومات ہیں اس کے مطابق اس کے دو آپشنز ہیں جن کے بارے میں، میں نے پہلے بھی بتایا ہے۔ اس کا پہلا آپشن تو ایسا آلہ ہے کہ جس سے نکلنے والی ڈائم ریز اس قدر طاقتور اور مہلک ہوں گی کہ پلک جھپکنے میں وسیع علاقے میں موجود ہر انسان، ہر عمارت اور ہر درخت کو جلا کر بھسم کر دیں گی۔ ان کے اثرات ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم سے بھی زیادہ خطرناک ہوں گے جبکہ دوسرا آپشن اس سے یکسر مختلف ہے۔ دوسرے آپشن کے تحت موسم پر مکمل کنٹرول کر کے اسے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے اس سے خود فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے اور دوسرے ممالک کو تباہ و برباد بھی کیا جا سکتا ہے''۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تم واقعی اس بارے میں کافی حد تک جانتے ہو لیکن اس

کے علاوہ ایک تیسرا آپشن بھی ہے کہ ڈائم ریز کے اندر موجود مخصوص فلکیاتی شعاعیں اکٹھی کر کے ایسا آلہ بنایا جا سکتا ہے جس سے انسانی جسم کو چیرے پھاڑے بغیر جسم کے اندرونی اعضاء کا ہر قسم کا آپریشن چند منٹوں میں کیا جا سکتا ہے۔ یہ انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہے۔ ڈاکٹر وحید نے اس تیسرے آپشن پر مشتمل آلہ کی تیاری کے لئے کام کرنے کی درخواست یہاں پاکیشیا حکومت کو دی تھی لیکن یہاں کے سائنس دانوں کے بورڈ نے اسے ناممکن گردانتے ہوئے انکار کر دیا جس پر ڈاکٹر وحید نے اپنی پرائیویٹ لیبارٹری بنا لی جہاں وہ راحیل کے ساتھ مل کر کام کرتے تھے۔ ہو سکتا ہے اسی آپشن پر ہی حملہ آور کام کر رہے ہوں یا انہوں نے ڈاکٹر وحید کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں کہ وہ تیسرے آپشن کی بجائے دوسرے آپشن پر کام کر رہے ہوں۔ میں نے تمہیں فون اس لئے کیا ہے کہ تم وہاں جا کر معلومات حاصل کرو کہ کہیں حملہ آوروں نے ڈاکٹر وحید کو بھی اغوا تو نہیں کر لیا اور ساتھ ہی ان حملہ آوروں کے بارے میں معلومات بھی حاصل کرو''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں معلوم کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور فون کا رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے جیسے ٹائیگر کے ذمے کام لگا کر وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا ہو۔

ٹائیگر نے کار شوٹنگ کلب کے مین گیٹ کی طرف موڑی اور پھر وہ اسے سیدھا پارکنگ کی طرف لے گیا۔ جہاں پہلے ہی چار پانچ کاریں موجود تھیں۔ یہ مغل اعظم شوٹنگ کلب تھا جہاں لوگوں کو شوٹنگ کی ٹریننگ دی جاتی تھی تا کہ ان کا نشانہ درست ہو سکے۔ یہاں آنے والے دو طرح کے لوگ تھے۔ ایک تو شکار کا شوق رکھنے والے جو اپنا نشانہ درست بتانا چاہتے تھے اور دوسرے امیر گھرانوں کے وہ نوجوان تھے جو شوقیہ طور پر شوٹنگ کرنا اور نشانہ درست بنانے کا شوق رکھتے تھے۔ اس شوٹنگ کلب کا مالک جہانگیر نامی ایک آدمی تھا اور اس کلب کو قائم ہوئے کئی سال ہو گئے تھے۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ جہانگیر کے رابطے کافرستان کی انڈر ورلڈ سے بہت زیادہ قریبی ہیں اور وہ ٹائیگر کا خاصا گہرا دوست تھا اس لئے ٹائیگر نے سوچا کہ وہ جہانگیر کے ذریعے یہ معلوم کر سکتا ہے کہ ڈاکٹر وحید پر حملہ کس گروپ نے کیا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ جہانگیر کس

وقت کلب میں موجود ہوتا ہے اس لئے وہ اس وقت یہاں آیا تھا کہ اسے یقین تھا کہ جہانگیر آفس میں موجود ہو گا۔ ٹائیگر نے کار پارکنگ میں روکی اور وہ کار سے نیچے اترا ہی تھا کہ پارکنگ بوائے نے اسے پارکنگ کارڈ دیا اور دوسرا کارڈ کار کی ونڈ سکرین میں اٹکا کر وہ واپس مڑنے لگا۔

''ٹھہرو۔ یہ بتاؤ کہ جہانگیر صاحب اپنے آفس میں موجود ہیں یا نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''موجود ہیں جناب۔ وہ سامنے ان کی کار موجود ہے''...... پارکنگ بوائے نے سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کار لاک کر کے وہ کلب کی دو منزلہ عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بیرونی دروازے سے ہوتا ہوا سیڑھیاں چڑھ کر ایک راہداری میں پہنچ گیا۔ وہ چونکہ اکثر یہاں آتا جاتا رہتا تھا اس لئے اسے جہانگیر کے آفس کے خفیہ راستے کا علم تھا اور ٹائیگر جب بھی یہاں آتا تھا وہ عمارت کے اندر جانے کی بجائے ہمیشہ اسی خفیہ راستے سے ہی وہاں جاتا تھا۔ راہداری میں چار مسلح نوجوان موجود تھے لیکن چونکہ وہ ٹائیگر کو پہچانتے تھے اس لئے وہ دیوار کے ساتھ لگ کر خاموش کھڑے تھے۔ ٹائیگر نے آفس کے بند دروازے پر دستک دی۔

''کون ہے''...... کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی سائیڈ دیوار پر

موجود ڈور فون سے ایک گمبھیر آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر ہوں جہانگیر''...... ٹائیگر نے اونچی آواز میں کہا۔

''اوہ۔ اچھا آ جاؤ''...... جہانگیر نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ڈور فون آف ہو گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ جہانگیر نے دروازے کا لاک کھولا ہے۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ یہ خاصا بڑا کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

مہاگنی کی وسیع و عریض آفس ٹیبل کے گرد تین اطراف میں کرسیاں موجود تھیں۔ جب کہ عقب میں اونچی پشت کی ریوالونگ کرسی پر ورزشی اور سمارٹ جسم کا مالک ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سرخ رنگ کی ہاف آستین کی شرٹ اور نیچے جینز کی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ بڑا تھا البتہ اس کی آنکھیں چہرے کی مناسبت سے بہت چھوٹی تھیں لیکن مجموعی طور پر وہ خاصا وجیہہ آدمی دکھائی دیتا تھا۔

''آؤ ٹائیگر خوش آمدید'' جہانگیر نے باقاعدہ اٹھ کر سائیڈ سے اس کی طرف آ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر دوستانہ مسکراہٹ موجود تھی۔ ٹائیگر نے بڑے پرجوش انداز میں مصافحہ کیا اور پھر رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد جہانگیر واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جبکہ ٹائیگر سائیڈ پر موجود ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آج کیسے اچانک بغیر اطلاع دیئے آئے ہو''...... جہانگیر نے فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کسی کو ایپل جوس لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''ایک کام ہے تم سے۔ تم دارالحکومت کے سب سے باخبر آدمی ہو اور تمہاری صلاحیتوں کا مجھے بخوبی علم ہے''......ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جہانگیر کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی اور آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

''لگتا ہے آج مجھ سے کوئی خاص کام پڑ گیا ہے تمہیں جو اس قدر تعریف کر رہے ہو۔ بتاؤ کیا کام ہے۔ تم میرے دوست ہو اور تمہاری مدد کرنا مجھ پر فرض ہے''...... جہانگیر نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرے میں ایپل جوس کا گلاس رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے گلاس ٹائیگر کے سامنے میز پر رکھا اور واپس چلا گیا۔

''دارالحکومت کے نواحی علاقے گرین ٹاؤن کے بارے میں جانتے ہو''...... ٹائیگر نے ایپل جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

''ہاں بہت اچھی طرح میں وہاں کئی بار جا چکا ہوں۔ وہاں ایک نائٹ کلب ہے وہ مجھے بے حد پسند ہے اور اس کلب کا مالک رستم میرا بہت اچھا دوست ہے''...... جہانگیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے لیکن کیا تم گرین ٹاؤن میں رہنے والے

سائنس دان ڈاکٹر وحید سے بھی کبھی ملے ہو''...... ٹائیگر نے پوچھا تو جہانگیر چونک پڑا۔

''کیا تم کیا کہہ رہے ہو۔ سائنس دان اور گرین ٹا [illegible] ں یہ کیسے ممکن ہے''...... جہانگیر نے رک رک کر کہا لیکن ٹائیگر کو فوراً محسوس ہو گیا کہ جہانگیر کا انداز مصنوعی ہے۔

''وہاں ایک سائنس دان ڈاکٹر وحید رہتے ہیں۔ وہ ریز پر اتھارٹی ہیں۔ گرین ٹاؤن میں موجود اپنی آبائی رہائش گاہ میں انہوں نے پرائیویٹ لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ جہاں وہ رات گئے تک کام کرتے رہتے ہیں۔ کچھ روز پہلے وہ لیبارٹری سے باہر آ رہے تھے کہ انہیں نامانوس سی گیس کی بو محسوس ہوئی اور پھر وہ بے ہوش ہو گئے۔ اس وقت ان کے ہاتھ میں ایک نوٹ بک تھی جس میں وہ اپنے تجربات کے بارے میں سائنسی اشارے لکھتے رہتے تھے۔ ان کا اسسٹنٹ راحیل صبح جب وہاں آیا تو اس ڈاکٹر وحید اور ملازمین کو بے ہوش پڑے دیکھا جس پر اس نے پولیس کو کال کی اور ایمبولینس منگوا کر ڈاکٹر صاحب اور ملازمین کو ہسپتال پہنچا دیا۔ ڈاکٹر صاحب ٹھیک ہو کر واپس آئے تو دیکھا کہ کوٹھی اور لیبارٹری سے کچھ نہیں چرایا گیا تھا البتہ وہ نوٹ بک غائب تھی اس کا مطلب تھا کہ حملہ آوروں کو صرف وہ نوٹ بک ہی چاہئے تھی''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں یہ بتاؤ''...... جہانگیر نے کہا اس

کے لہجے میں حیرت تھی لیکن ٹائیگر نے فوراً محسوس کر لیا کہ اس کی یہ حیرت مصنوعی ہے البتہ اسے سمجھ نہ آ رہا تھا کہ جہانگیر کا اس قصے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے پھر اچانک بجلی کے کوندے کی طرح ایک خیال اس کے ذہن میں آیا کہ کہیں یہ جہانگیر خود تو اس معاملے میں شامل نہیں ہے لیکن چونکہ آج تک کبھی اس بارے میں ٹائیگر نے کچھ نہ سنا تھا اس لئے اس نے اپنے اس خیال کو خود ہی رد کر دیا لیکن پھر اسے دوسرا خیال آیا کہ ہو سکتا ہے جہانگیر ان لوگوں کو جانتا ہو اور یہ خیال اس کے ذہن میں جڑ پکڑ گیا۔

''ہو سکتا ہے کہ تم ان لوگوں کو جانتے ہو۔ تم پاکیشیا کے ذمے دار شہری ہو اس لئے تم اگر کچھ جانتے ہو تو مجھے بتاؤ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا''...... ٹائیگر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہیں اس کام کے لئے کس نے کہا ہے''...... جہانگیر نے کہا۔

''یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کیس ہے اور میرے استاد عمران صاحب نے میرے ذمے یہ ٹاسک لگایا ہے کہ میں ان لوگوں کے بارے میں معلومات حاصل کروں تاکہ وہ نوٹ بک بھی ان سے واپس حاصل کی جا سکے اور انہیں سزا بھی دی جا سکے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کم از کم تمہیں تو یہ بات نہیں کرنی چاہئے تمہیں تو اچھی طرح

معلوم ہے کہ میں ایسے معاملات سے ہمیشہ دور بھاگتا ہوں''...... جہانگیر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر ٹائیگر نے واضح طور پر محسوس کیا کہ یہ بات کرتے ہوئے جہانگیر کا لہجہ اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ اب وہ واقعی جہانگیر کی طرف سے کھٹک سا گیا تھا۔

''مجھے معلوم ہے لیکن پھر بھی تم ایسی جگہ اور پروفیشن میں ہو کہ نہ چاہتے ہوئے بھی معلومات بعض اوقات تمہیں مل جاتی ہوں گی۔ بہرحال اب تم نے خیال رکھنا ہے کہ اگر تمہیں اس بارے میں معمولی سی بات کا علم بھی ہو تو مجھے ضرور بتانا۔ اب مجھے اجازت تمہارے ایپل جوس کا شکریہ''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے بیٹھو تو سہی ابھی تو ہمارے درمیان کوئی گپ شپ ہی نہیں ہوئی''...... جہانگیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جب کام سر پر سوار ہو تو پھر گپ شپ کو دل نہیں چاہتا۔ ہاں اگر تمہارے پاس میرا پسندیدہ سگار ہو تو مجھے دے دو''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں میں نے اپنے لئے منگوائے تھے ایک ڈبہ تمہارے لئے بھی منگوایا تھا۔ یہی تو ایک قدر مشترکہ ہے ہمارے درمیان جس نے ہمیں دوست بنایا ہے''...... جہانگیر نے اٹھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر مسکرا دیا۔ جبکہ جہانگیر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا کیونکہ وہ سگار اور اس کے ڈبے وہیں رکھتا تھا تاکہ ان کی تیز بو سے آفس کا

ماحول خراب نہ ہو کیونکہ سگریٹ اور سگار کی بو کو بہت سے لوگ پسند نہیں کرتے تھے۔ اس کے باتھ روم کی طرف بڑھتے ہی ٹائیگر نے جیکٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا ڈکٹا فون نکالا اور اسے میز کے نیچے مخصوص انداز میں چپکا دیا۔ یہ سپر ڈکٹا فون تھا جسے کسی بھی مشینری کے ذریعے چیک نہیں کیا جا سکتا تھا اور یہ نہ صرف وہاں ہونے والی بات چیت کو ریکارڈ کرتا تھا بلکہ فون پر دوسری طرف سے آنے والی ہلکی سے ہلکی آواز کو بھی ریکارڈ کر لیتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے رسیور کے ذریعے جو کسی بلیوٹوتھ ڈیوائس کی طرح کان میں لگایا جا سکتا تھا وہاں ہونے والی تمام بات چیت ایک مخصوص ایریئے میں رہ کر با آسانی سنی جا سکتی تھی۔ ٹائیگر کو چونکہ یہ یقین ہو چکا تھا کہ جہانگیر کا جو ردعمل اس نے دیکھا اور محسوس کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بہرحال اس بارے میں کچھ نہ کچھ جانتا ہے اور وہی جاننے کے لئے اس نے یہ سپر ڈکٹا فون یہاں لگایا تھا۔ چند لمحوں بعد جہانگیر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں غیر ملکی سگاروں کا ایک بڑا ڈبہ تھا۔

''شکریہ جہانگیر تم واقعی بہت اچھے دوست ہو''...... ٹائیگر نے ڈبہ لے کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ارے بیٹھو مل کر ایک ایک سگار پئیں گے''...... جہانگیر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں پھر کبھی سہی۔ بہت ضروری کام ہے مجھے''۔ ٹائیگر

نے کہا۔

''آج تک تم نے کبھی میرے ساتھ بیٹھ کر سگار نہیں پیا''۔ جہانگیر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ ڈبہ بیچ کر میں ٹافیاں لے لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا تو جہانگیر بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ ٹائیگر نے مصافحہ کیا اور ڈبہ ہاتھ میں پکڑے وہ اسی راستے پر چلتا ہوا کلب سے باہر آ گیا جس راستے سے وہ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی کار تک پہنچ گیا اس نے سگار کا ڈبہ کار کی عقبی سیٹ پر پھینکا اور پھر کار لے کر وہ شوٹنگ کلب کی حدود سے نکل کر سائیڈ روڈ پر چلا گیا۔ جہاں قریب ہی ایک ریستوران موجود تھا۔ اس ریستوران میں اکثر وہ کافی پینے آیا کرتا تھا اور یہاں کے ملازم اور مالک سب اسے اچھی طرح جانتے تھے۔

''خوش آمدید مسٹر ٹائیگر''...... ریستوران کے گیٹ پر موجود ایک سپروائزر نے مسکرا کر اسے خوش آمدید کہتے ہوئے کہا۔

''کیسے ہیں آپ مسٹر جمال اور آپ کی چھوٹی بہن اب کیسی ہے''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اللہ تعالیٰ کا کرم ہے جناب۔ آپ کی بر وقت مدد سے اس کی جان بچ گئی ہے الحمدُ للہ''...... جمال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ بہرحال میں یہاں کسی علیحدہ جگہ پر بیٹھنا چاہوں گا۔ جہاں میں کچھ ذہنی کام کر سکوں''...... ٹائیگر

نے کہا۔

''آپ میرے آفس میں بیٹھ جائیں شام تک وہاں کوئی نہیں جائے گا''...... جمال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں وہاں فون کالز وغیرہ آتی رہتی ہیں جبکہ مجھے مکمل خاموشی چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے آئیں ایک گیسٹ روم ہے جہاں سیٹھ صاحب کے مہمان ٹھہرتے ہیں۔ آج سیٹھ صاحب شہر سے باہر ہیں اس لئے آج وہاں کوئی نہیں آئے گا لیکن خیریت تو ہے نا''...... جمال نے کہا تو ٹائیگر اس کی تشویش پر بے اختیار ہنس پڑا۔

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے چند اہم باتوں پر سنجیدگی سے غور کرنا ہے اور ساتھ ساتھ کافی پینی ہے''......ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جمال کے چہرے پر بیک وقت مسکراہٹ اور اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور پھر کچھ دیر بعد ٹائیگر جمال کی رہنمائی میں گیسٹ روم میں پہنچ گیا۔

''میں کافی بھجواتا ہوں صاحب''...... جمال نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک ویٹر کافی کے برتن اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹائیگر کو سلام کیا اور پھر کافی کے برتن ٹائیگر کے سامنے میز پر رکھ کر وہ واپس مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

ٹائیگر نے اٹھ کر دروازہ اندر سے بند کیا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ

کر اس نے پہلے کافی بنائی اور پھر جیکٹ کی اندرونی جیب سے اس نے سپر ڈکٹا فون کا رسیور نکالا اور اس کا بٹن دبا کر اسے کان میں لگا لیا۔ چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی پر فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

''یس''...... جہانگیر کی آواز سنائی دی۔

''رابرٹ بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں بولو کہاں ہے وہ''...... جہانگیر نے کہا۔

''وہ آپ کے آفس سے نکل کر فوراً ہی واپس چلا گیا ہے''۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

''تم نے پارکنگ میں چیکنگ کی ہے اس کی کار تو وہاں موجود نہیں ہے''...... جہانگیر نے کہا۔

''میں نے خود جا کر چیک کیا ہے وہ جا چکا ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''اچھا اب تم نے ڈیوٹی دینی ہے کہ اگر ٹائیگر دوبارہ آج یہاں آئے تو تم نے مجھے پہلے ہی اطلاع دینی ہے''...... جہانگیر نے کہا۔

''کیا وہ دوبارہ واپس آ سکتا ہے''...... رابرٹ نے چونک کر کہا۔

''ہاں وہ بے حد ہوشیار، تیز اور چالاک آدمی ہے۔ وہ کسی بھی وقت کچھ بھی کر سکتا ہے اور میں نے محسوس کیا ہے کہ اسے مجھ پر

شک پڑ گیا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی بھی وقت دوبارہ اچانک یہاں آ جائے''...... جہانگیر نے کہا۔

''یس باس میں خیال رکھوں گا''...... رابرٹ نے کہا اور پھر ٹائیگر نے رسیور رکھے جانے کی آواز سنی۔ پھر خاموشی طاری ہو گئی تو ٹائیگر کافی پینے لگا۔ کچھ دیر بعد فون کا رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر نے سپر ڈکٹا فون کے رسیور کا ایک بٹن پریس کر دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب جہانگیر جو کال کرے گا وہ اس کے لئے فائدہ مند ہو سکتی ہے اور اس رسیور میں یہ خصوصیت موجود تھی کہ اب جہانگیر ڈکٹا فون والے کمرے سے جو بھی فون نمبر پریس کرتا وہ ڈکٹا فون سے نکلنے والی ریڈیائی لہریں سے چیک ہو کر رسیور کی سکرین پر ڈسپلے ہو گا اور اس طرح وہ نمبر ٹائیگر کو معلوم ہو جائے گا جہاں جہانگیر فون کرے گا۔ رسیور کی سکرین پر نمبر ڈسپلے ہو رہے تھے اور جب دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر سکرین پر موجود فون نمبر دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ نمبر کے آغاز میں جو کوڈ نمبر پریس کیا گیا تھا وہ کافرستان کا تھا۔

''یس''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''جہانگیر بول رہا ہوں پاکیشیا سے''...... جہانگیر کی آواز سنائی دی۔

''آشا رائے بول رہی ہوں۔ اپنا اصل نام بتاؤ''...... دوسری طرف سے کہا گیا لہجہ تحکمانہ تھا جیسے بولنے والی آشا رائے اس

جہانگیر کی باس ہو۔

''سوری میڈم۔ یہ خطرناک ہو سکتا ہے۔ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ اصل نام نہ پوچھا کریں''...... جہانگیر نے کہا۔

''سنو۔ کیا تمہارا فون محفوظ نہیں ہے''...... آشا رائے نے کہا۔

''محفوظ ہے لیکن''...... جہانگیر کی آواز سنائی دی۔

''ایسی صورت میں تمہیں نام بتانے پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ تمہارا اعتراض بتا رہا ہے کہ تم وہ نہیں ہو جو تم اپنے آپ کو ظاہر کر رہے ہو اس لئے یا تو تم اپنا نام بتاؤ یا پھر فون بند کر دو''...... آشا رائے نے سخت لہجے میں کہا۔

''چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس جناب شاگل صاحب سے بات ہو سکتی ہے''...... جہانگیر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا تو ٹائیگر بری طرح اچھل پڑا۔

''ان سے دو روز بعد بات ہو سکے گی کیونکہ وہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ ویسے بھی اب پاکیشیا ڈیسک میرے پاس ہے''...... آشا رائے نے کہا۔

''اوکے۔ پھر بتا دیتا ہوں۔ میرا اصل نام بمل رائے ہے''۔ جہانگیر نے کہا تو ٹائیگر کی آنکھیں بے اختیار پھیلتی چلی گئیں۔

''ٹھیک ہے۔ اب بتاؤ کیوں فون کیا ہے''...... آشا رائے نے کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران کا شاگرد میرے آفس میں آیا تھا۔

وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ سائنس دان ڈاکٹر وحید کو کس نے بے ہوش کیا اور کس نے اس کی نوٹ بک حاصل کی ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس وہ نوٹ بک واپس حاصل کرنا چاہتی ہے اور ان لوگوں کو سزا بھی دینا چاہتی ہے جنہوں نے یہ کارروائی کی ہے''...... بمل رائے عرف جہانگیر نے کہا۔

''لیکن وہ تمہارے پاس کیوں آیا تھا۔ کیا اسے تم پر شک تھا''...... آشا رائے نے کہا۔

''نہیں۔ وہ میرا دوست ہے اور اسے معلوم ہے کہ میں ان معاملات میں شامل نہیں ہوا کرتا۔ ویسے بھی میرے آدمی صرف معلومات حاصل کرنے کی حد تک کام کرتے ہیں اور کبھی کسی غلط کام میں شامل نہیں ہوئے یہی وجہ ہے کہ یہاں مجھے یعنی جہانگیر کو صاف ستھرا آدمی سمجھا جاتا ہے''...... بمل رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایسی صورت میں تمہیں اور کچھ نہیں کرنا۔ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں لمحہ بہ لمحہ کی رپورٹ رکھو کہ وہ کب اور کس ذریعے سے، کتنے افراد کافرستان پہنچ رہے ہیں''...... آشا رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن میڈم۔ یہ واردات تو ریڈ فلیگ ایجنسی نے کی ہے جس کا چیف کرنل راٹھور ہے۔ وہی ان سے نمٹے گا''...... جہانگیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ ڈیوٹی ہماری ہے۔ مطلب سیکرٹ سروس کی ہے کہ وہ ملکی سازشوں کا پتہ چلتے ہی انہیں ختم کر دیں۔ ریڈ فلیگ کا دائرہ کار صرف ملٹری کے معاملات ہیں''...... آشا رائے نے سخت لہجے میں کہا۔

''جیسا آپ کہیں''...... جہانگیر کی آواز سنائی دی۔

''اس پارٹی کا انچارج کون تھا جس نے یہ واردات کی ہے''...... آشا رائے نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

''ریڈ فلیگ کا سپر ایجنٹ وشن کمار تھا۔ وہ میرا کلاس فیلو رہا ہے۔ اس لئے ہم ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس نے ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ کی نگرانی میرے ذمے لگائی تھی تاکہ جب وہ مشن مکمل کرے تو کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے لیکن میڈم اس کے ڈاکٹر وحید کو صرف بے ہوش کرنے کے بعد واپس چلے جانے سے یہاں کی سیکرٹ سروس ہوشیار ہو گئی ہے۔ اگر وہ ڈاکٹر وحید اور اس کے ملازموں کو ہلاک کر دیتا تو کسی کو پتہ بھی نہ چلتا کہ کون آیا تھا اور کون نہیں''...... جہانگیر نے کہا۔

''ہاں تمہاری بات درست ہے۔ میرے ذہن میں بھی یہی خیال آیا تھا۔ میں نے چیف شاگل سے پوچھا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ڈاکٹر پرشاد جن کے لئے یہ کام کیا گیا ہے انہوں نے خصوصی طور پر یہ حکم دیا تھا کہ ڈاکٹر وحید کو ہلاک نہ کیا جائے کیونکہ اس معاملے میں ان کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے چنانچہ ضرورت

پڑنے پر انہیں اغوا کر لیا جائے گا''...... آشا رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے میڈم''...... جہانگیر نے کہا۔

''پوری طرح ہوشیار رہنا۔ میں چاہتی ہوں کہ اس بار عمران اور اس کے گروپ کا یقینی خاتمہ کر دیا جائے''...... آشا رائے نے کہا۔

''جی بہتر میڈم''...... جہانگیر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی اور پھر کرسی کھسکنے کی آواز سن کر ٹائیگر سمجھ گیا کہ اب جہانگیر اٹھ کر راؤنڈ پر جا رہا ہے۔ پھر شاید وہ گھر واپس چلا جائے۔ ٹائیگر نے فیصلہ کیا کہ وہ عمران کے نوٹس میں یہ تمام گفتگو لے آئے اور پھر عمران جو حکم دے ویسے ہی اقدام کیا جائے۔ یہ سوچ کر اس نے رسیور کو آف کر کے جیب میں ڈالا اور گیسٹ روم سے نکل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

آشا رائے اپنے آفس میں بیٹھی ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھی کہ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چیف شاگل اس طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں داخل ہوا جیسے کسی نے عقب سے اسے زور دار دھکا دیا ہو۔ آشا رائے اس دھماکے سے اچھل پڑی تھی اور پھر شاگل کو دیکھ کر وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات تھے۔ اسے سمجھ نہ آ رہا تھا کہ شاگل اس انداز میں کیوں آیا ہے اور پھر اس نے اپنی روایت کے مطابق آنے سے پہلے اطلاع بھی نہیں دی تھی اور وہ آشا رائے کو اپنے آفس میں بھی بلوا سکتا تھا۔ یہ سارے خیالات چند لمحوں میں آشا رائے کے ذہن میں گھوم گئے۔

”کیا۔ کیا رپورٹ ہے۔ کہاں ہے وہ شیطان بولو جلدی بولو“...... چیف شاگل نے میز کی طرف آتے ہوئے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی وہ میز پر زور زور سے مکے بھی مارے جا رہا تھا۔

”کون۔ کون چیف۔ کیا ہوا ہے۔ یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے“۔ آشا رائے نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی سمجھ نہ آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے۔

”وہ شیطان عمران۔ بولو جلدی بولو۔ جواب دو“...... شاگل نے اور زیادہ چیختے ہوئے اور میز پر مکے مارتے ہوئے کہا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے شاگل کو کوئی نفسیاتی دورہ سا پڑ گیا ہو۔

”وہ۔ وہ تو پاکیشیا میں ہو گا چیف“...... آشا رائے نے اسی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تمہیں بمل رائے نے رپورٹ دی تھی۔ بولو دی تھی نا“۔ شاگل نے کہا۔

”ہاں۔ بمل رائے نے رپورٹ دی تھی“...... آشا رائے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اس رپورٹ میں عمران کا نام بھی آیا تھا۔ بولو آیا تھا نا“۔ شاگل نے کہا۔

”ہاں چیف۔ ایک بار نہیں بلکہ کئی بار نام آیا تھا“...... آشا رائے نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

”تو پھر وہ شیطان یہاں پہنچ بھی گیا ہو گا۔ وہ ایسا ہی شیطان ہے کہ اس کا نام لو اور وہ حاضر اور تم اس کا مقابلہ کرنے کی بجائے یہاں اطمینان سے بیٹھی ہو“...... شاگل نے اس بار طویل سانس لیتے ہوئے اور ایک کرسی پر اس طرح گرتے ہوئے کہا جیسے اچانک

اس کی ٹانگوں میں موجود تمام توانائی سلب ہو گئی ہو۔

''نہیں چیف۔ وہ عمران پاکیشیا میں ہی ہے''...... آشا رائے نے کہا۔

''اوہ۔ اس بمل رائے نے تمہیں کیوں فون کیا تھا نانسنس۔ تم نے فون کے محفوظ ہونے کا بھی خیال نہ کیا ہو گا''...... شاگل نے دانت پیسنے والے انداز میں کہا۔

''نہیں چیف۔ میں نے اس سے پوچھا تھا کہ کیا اس کا فون محفوظ ہے تو اس نے کہا ہاں محفوظ ہے پھر ہی اس سے بات چیت ہوئی''...... آشا رائے نے کہا۔

''کیا واقعی''...... چیف شاگل نے چونک کر ایسے انداز میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ آشا رائے بھی اس بات کا خیال رکھے گی۔

''چیف۔ میں آپ کی سروس میں نئی ہوں لیکن میں نے مکمل تربیت حاصل کر رکھی ہے''...... آشا رائے نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے شاگل ایک بار پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''لیکن تم نے اسے پہچانا کیسے کیونکہ پہلے تو اس سے تمہاری کبھی بات نہیں ہوئی۔ کیا اس نے اپنا اصل نام بھی لیا تھا''...... شاگل نے تقریباً ناچنے والے انداز میں کہا۔

''اس نے اپنا نام جہانگیر بتایا تھا پھر میرے اصرار پر اس نے اپنا اصل نام بمل رائے بتایا۔ چونکہ فون محفوظ تھا اس لئے اس سے

کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن میری تسلی ہونا ضروری تھی''...... آشا رائے نے اس بار قدرے ناراض سے لہجے میں کہا جیسے اسے اب شاگل پر غصہ آنے لگا ہو کہ وہ اس پر شک کیوں کر رہا ہے۔

''سنو۔ یہ میرا اصول ہے کہ اپنے کسی فارن ایجنٹ سے اس کا اصل نام نہ پوچھا جائے اور اس کے کوڈ نام کو ہی ہمیشہ استعمال کیا جائے اس سے ہمارا آدمی ہر لحاظ سے محفوظ رہتا ہے۔ اب دیکھو جہانگیر وہاں کئی سالوں سے کام کر رہا ہے اور آج تک کسی کو اس پر شک نہیں پڑا۔ حتیٰ کہ اس شیطان کا شاگرد ٹائیگر اس کا گہرا دوست ہے پھر بھی آج تک اسے جہانگیر پر شک نہیں پڑا اور یہ بھی کوڈ ہے کہ عمران نام فون پر مت لیا جائے اس کا کوڈ نام شیطان استعمال کیا جائے ورنہ وہ موت کے فرشتے کی طرح فوراً یہاں پہنچ جاتا ہے اور پھر جان لئے بغیر ٹلتا بھی نہیں ہے''...... شاگل نے کہا۔

''آپ کو کس نے بتایا کہ میری اس سے بات ہوئی ہے اور بات چیت میں عمران کا نام بھی لیا گیا ہے''...... آشا رائے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تمہیں معلوم نہیں ہے باقی یہاں موجود سب لوگوں کو معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کے تمام آفسز میں میرے اپنے آفس سمیت جو کال بھی آتی ہے یا کی جاتی ہے اسے باقاعدہ ریکارڈ کیا جاتا ہے اور خاص طور پر جس کال میں پاکیشیا اور شیطان کا نام آئے۔ چنانچہ اس کال کے بارے میں بھی مجھے اطلاع دی گئی تو مجھے بھاگ

کر یہاں آنا پڑا''...... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ اجازت دیں تو میں اپنے گروپ کو لے کر خود پاکیشیا چلی جاتی ہوں۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ اس ... کر ساتھ لے آؤں گی''...... آشا رائے نے کہا تو شا...

''تم نے خودکشی کرنی ہے تو بے شک چلی جاؤ ... جانے سے پہلے اپنے والد کو بھی بتا دینا کہ تم کہاں جا رہی ہو اور کیا کرنے جا رہی ہو۔ انہیں بھی اس شیطان اور اس کے کارناموں کے بارے میں بخوبی علم ہے''...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کیا کریں چیف۔ کیا ہاتھ باندھ کر بیٹھ جائیں''...... آشا رائے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''منہ مت بناؤ۔ میں نے اس لئے یہ برداشت کر لیا ہے کہ تم اس شیطان کے بارے میں کچھ نہیں جانتی ورنہ اب ... تمہارا جبڑا ٹوٹ چکا ہوتا''...... شاگل نے یکلخت غراتے ہوئے ... میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں غصے کی آگ آلاؤ کی صورت میں جل اٹھی تھی۔
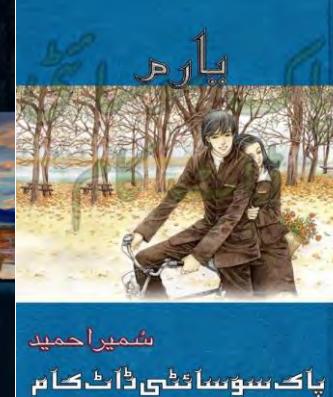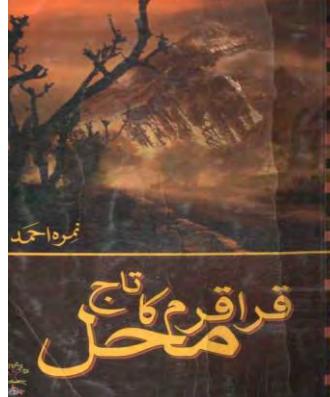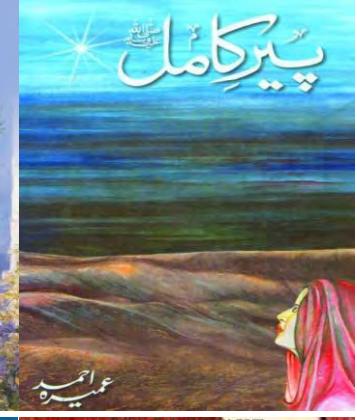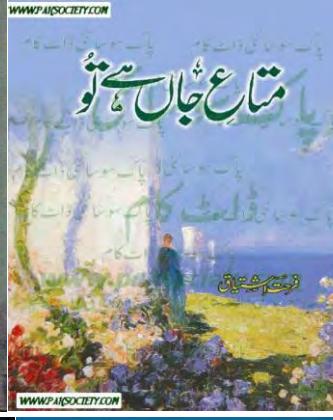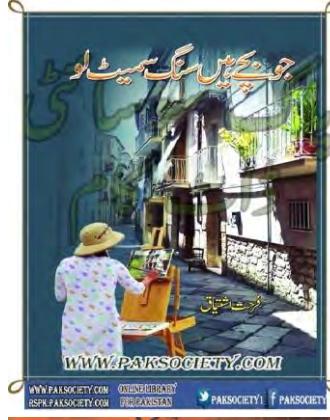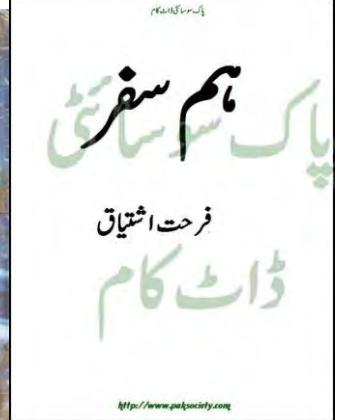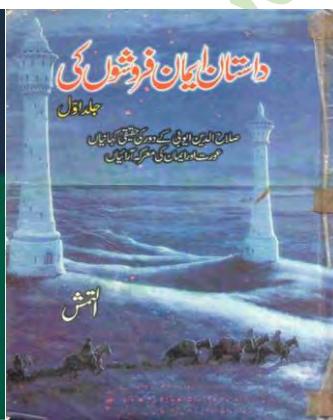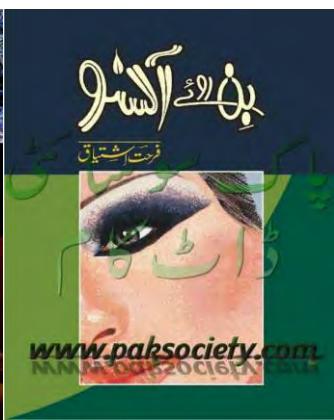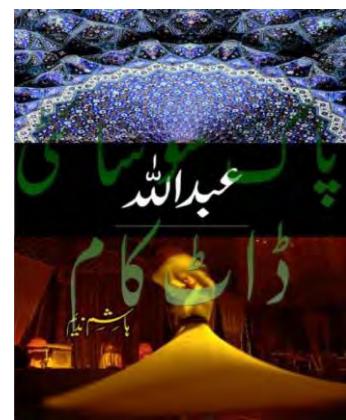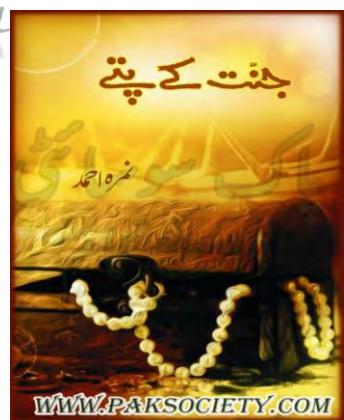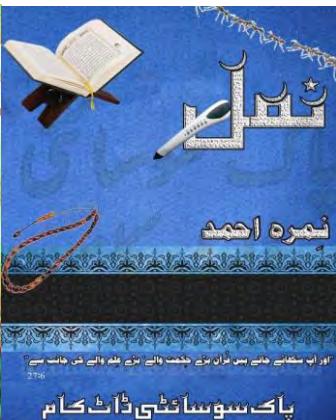
''آئی ایم سوری چیف۔ رئیلی ویری سوری''...... آشا رائے نے جان بوجھ کر خوفزدہ سے لہجے میں کہا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ مرد کی انا کو کس طرح تسکین پہنچا کر اسے راضی کیا جا سکتا ہے اور واقعی شاگل اس کا یہ انداز دیکھ کر یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔

''سنو۔ تمہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے جیسے ہی اطلاع ملی کہ ڈاکٹر وحید کی نوٹ بک کافرستان میں ہے وہ اور اس

کے ساتھی بجلی سے زیادہ تیزی سے دوڑتے ہوئے یہاں پہنچ جائیں گے پھر تم جس طرح چاہو ان سے لڑ لینا''...... شاگل نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

''لیکن انہیں کیسے معلوم ہو گا کہ نوٹ بک کافرستان میں ہے کیونکہ وہاں تو اس بارے میں کسی کو معلوم ہی نہیں ہے''...... آشا رائے کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔ اسے سمجھ نہ آ رہا تھا کہ جو کچھ چیف شاگل کہہ رہا ہے وہ کیسے ممکن ہے کہ اس قدر سیکرٹ بات عمران کو خود بخود معلوم ہو جائے۔

''ایسا ہی ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہو گا تم بہرحال تیار رہو اور اپنے گروپ کو بھی الرٹ کر دو۔ یہ مشن تمہارے سپر سیکشن نے مکمل کرنا ہے اور مجھے عمران کا سر چاہئے۔ صرف عمران کا۔ سمجھی تم''۔ شاگل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں چیف۔ آپ کے حکم کی مکمل تعمیل ہو گی۔ ایک بار اس کی شناخت ہونے دیں پھر چاہے وہ کسی بھی روپ میں ہو میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکے گا''...... آشا رائے نے بڑے مضبوط اور بااعتماد لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ گڈ لک۔ ساتھ ساتھ مجھے رپورٹ دیتی رہنا''۔ شاگل نے کہا۔

''یس چیف''...... آشا رائے نے جواب دیا تو شاگل تیزی سے ... اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آفس سے باہر نکل گیا۔

عمران نے کار ایک کلب کے مین گیٹ کی طرف موڑی اور پھر
چند لمحوں بعد اس کی کار کلب کی وسیع و عریض پارکنگ میں داخل ہو
گئی۔ وہاں پہلے سے بے شمار کاریں پارک تھیں۔ یوں لگ رہا تھا
کہ یہ کاروں کا کوئی بڑا شوروم ہو۔ ہر ماڈل، ہر کمپنی اور ہر کلر کی
کاریں موجود تھیں۔ عمران کو اس پر کوئی حیرت نہ ہوئی تھی کیونکہ
اسے معلوم تھا کہ یہ کلب جس کا نام ڈیول کلب تھا دارالحکومت کے
ان چند کلبوں میں شامل تھا جہاں ہر وہ چیز عام ملتی ہے جس کا کلب
سے باہر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ شرفا اس کلب کا نام لینا بھی گناہ
سمجھتے تھے لیکن بے شمار ایسے لوگ بھی تھے جو ایسے کلب کے حامی
تھے اور ان کی نہ صرف تعداد زیادہ تھی بلکہ ان کا رہن سہن بھی ویسا
ہی تھا جیسا یہاں کلب کے لوگوں کا دکھائی دیتا تھا۔ عمران عام طور
پر ایسے کلبوں میں جانے یا بالخصوص شام کے بعد جانے سے گریز
کرتا تھا لیکن جب اسے کوئی ضرورت ہو تو وہ یہاں آنے سے ہچکچایا

نہیں کرتا تھا۔ آج بھی عمران ایک خاص وجہ سے یہاں آیا تھا۔ اس
کے ایک دوست نے جو ایک کلب کا مینجر تھا اسے بتایا تھا کہ ڈیول
کلب کا مالک اور جنرل مینجر رابرٹ جو اطالوی نژاد تھا کے کافرستان
کی حکومت اور خاص طور پر فوج اور فوجی اداروں میں موجود اہم
شخصیات سے انتہائی گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ پھر جب اس
کے دوست نے چند واقعات مثال کے طور پر بتائے تو عمران سمجھ گیا
کہ رابرٹ کے بارے میں اس کے دوست نے جو کچھ بتایا ہے وہ
درست تھا اور عمران نے سوچا تھا کہ وہ رابرٹ سے مل کر اسے
ٹٹولے شاید کوئی ایسی بات سامنے آ جائے جس سے ڈاکٹر وحید کی
نوٹ بک کے حصول کے لئے کی گئی کارروائی کے بارے میں مزید
معلومات حاصل ہو سکیں۔ اسے یقین تھا کہ رابرٹ اس سے کوئی
بات چھپائے گا نہیں کیونکہ کچھ عرصہ پہلے وہ ٹائیگر کے ساتھ اس
سے مل چکا تھا اور اس نے ٹائیگر اور عمران کا بڑے پرجوش انداز
میں استقبال کیا تھا۔ ٹائیگر، رابرٹ کا دوست تھا اور ٹائیگر نے اسے
بتایا تھا کہ وہ کافرستان کے بارے میں زیادہ تر رپورٹس اسی سے
حاصل کرتا ہے۔ ٹائیگر، عمران کے حکم پر اس سلسلے میں کام کر رہا
تھا۔ لیکن عمران چاہتا تھا کہ وہ جلد از جلد اس معاملے کو آگے
بڑھائے کیونکہ نوٹ بک کی واپسی اس کی نظر میں بے حد ضروری
تھی کیونکہ نوٹ بک میں جس فارمولے کے نوٹس تھے وہ اس کے
نزدیک پوری انسانیت کے لئے انتہائی مفید تھا۔ ڈائم ریز کا فارمولا

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

جس کے ذریعے بغیر جسمانی چیر پھاڑ کے ہر قسم کا آپریشن کیا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے ذہن میں ڈائم ریز کے بے شمار مزید فائدے بھی موجود تھے اس لئے وہ چاہتا تھا کہ نوٹ بک جلد از جلد واپس مل جائے۔ عمران نے کار لاک کی اور پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر وہ کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ مین گیٹ کے قریب خاصا رش تھا۔ جھومتے جھومتے جوڑے کلب میں جا رہے تھے۔ عمران کو معلوم تھا کہ یہاں ہر قسم کا نشہ کھلے عام ملتا ہے اور ہر قسم کی بداخلاقی بھی کھلے عام کرنا یہاں کا وطیرہ تھا لیکن ایسا صرف باہمی رضامندی سے ہی ممکن تھا۔ اس کے علاوہ کسی میں یہ جرأت نہیں تھی کہ آنے جانے والے کسی جوڑے یا کسی عورت کو اونچی آواز میں پکارا بھی جا سکے۔ کلب کے مین ہال میں دس کے قریب مسلح گارڈز ہر وقت موجود رہتے تھے اور ان لوگوں کے لئے کسی کو مارنا چیونٹی کو پیر کے نیچے کچل دینے سے بھی کم اہمیت رکھتا تھا۔ رابرٹ کے تعلقات کی وجہ سے پولیس کلب میں داخل نہ ہوتی تھی اور لاش کو دنیا سے ہی غائب کر دیا جاتا تھا اس لئے یہاں سب کچھ ہونے کے باوجود عام طور پر امن اور سکون رہتا تھا البتہ بعض اوقات ایسے لوگ آ جاتے تھے جو یہاں کے ماحول کی وجہ سے کھل کر کھیلنا چاہتے تھے لیکن رابرٹ کے آدمی انہیں ایک وارننگ دینے کے بعد گولیوں سے بھون ڈالتے اور پھر ان کی لاشیں بھی غائب ہو جاتی تھیں۔ عمران اندر داخل ہوا تو ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور عورتوں

کی تعداد مردوں کی نسبت قدرے زیادہ تھی لیکن یہ عام عورتیں اس ماحول کا ہی حصہ دکھائی دیتی تھیں۔ ان کے انداز اور چہروں پر موجود اطمینان دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ وہ یہاں اپنے آپ کو پوری طرح محفوظ سمجھتی تھیں۔ شاید وہ اس لئے مطمئن تھیں کہ ان کی مرضی کے بغیر کوئی یہاں ان کی طرف انگلی بھی نہ اٹھا سکے گا۔ عمران لوگوں کے درمیان سے گزرتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جو ہال کے آخری کونے میں تھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے ایک نوجوان مرد اور دو لڑکیاں موجود تھیں۔ ایک لڑکی فون سننے اور کرنے میں مصروف تھی۔ نوجوان مرد ویٹرز کو آرڈرز لانے کے لئے مخصوص چٹیں جاری کر رہا تھا۔ جبکہ لڑکی آنے والوں سے بات چیت کر رہی تھی۔ عمران کاؤنٹر پر جا کر رکا تو اس وقت کاؤنٹر خالی تھا۔

''جی فرمایئے''...... لڑکی نے بڑے میٹھے سے لہجے میں کہا۔

''آپ شادی شدہ ہیں''...... عمران نے کہا تو نہ صرف وہ لڑکی اچھل پڑی بلکہ فون سننے والی لڑکی بھی ان کی طرف متوجہ ہو گئی اور نوجوان کے چہرے کا رنگ بھی بدل گیا۔

''نہیں لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... لڑکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میرا بھی یہی خیال تھا۔ کیونکہ ہم مردوں کا تجربہ یہی ہے کہ لڑکی صرف شادی کے بعد ہی کڑوے لہجے میں بولتی ہے۔ شادی سے پہلے سب کے ساتھ اس کا لہجہ میٹھا ہوتا ہے''...... عمران نے

بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو دونوں لڑکیوں اور نوجوان کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں''...... کاؤنٹر کے پیچھے موجود نوجوان نے کہا۔

''آپ اپنی بات کیجئے جناب''...... لڑکی نے شاید موضوع بدلنے کے لئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ کے کلب کے مالک اور مینجر رابرٹ صاحب ہیں۔ انہیں فون پر بتا دیں کہ علی عمران بذات خود اپنی ٹانگوں پر کاؤنٹر پر ایستادہ ہے''...... عمران نے کہا تو دونوں لڑکیاں اور نوجوان ایک بار پھر چونک پڑے۔

''یہ کون سی زبان بول رہے ہیں آپ۔ یہ ایستادہ کیا ہوتا ہے''...... لڑکی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہائے کیا زمانہ تھا کہ فارسی زبان یہاں کی سرکاری درباری زبان تھی۔ آج یہ زمانہ آ گیا ہے کہ ایستادہ کا مطلب پوچھا جا رہا ہے۔ بہرحال بتا دیتا ہوں ایستادہ کا مطلب ہے کھڑا ہوا۔ یعنی اپنی ٹانگوں پر ایستادہ ہے کھڑا ہوا ہے۔ بغیر کسی کا سہارا لئے ورنہ اس کلب میں جس انداز میں شراب اور دیگر منشیات استعمال ہوتی ہیں۔ مجھے یقین ہے ایک شخص بھی اپنی ٹانگوں پر ایستادہ نہیں ہو سکتا''...... عمران کی زبان جب رواں ہوئی تو وہ بولتا چلا گیا۔

''مم۔ میں معلوم کرتی ہوں''...... فون والی لڑکی نے عمران کی

زبان کی روانی سے گھبراتے ہوئے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سر کاؤنٹر سے ڈیمی بول رہی ہوں۔ ایک صاحب علی عمران یہاں کاؤنٹر پر موجود ہیں اور آپ سے ملاقات چاہتے ہیں''۔ ڈیمی نے کہا۔

''سوری میرے پاس کسی سے ملاقات کے لئے وقت نہیں ہے''...... دوسری طرف سے اس قدر تیز آواز میں کہا گیا کہ آواز عمران تک پہنچ گئی۔

''سوری جناب۔ باس مصروف ہیں۔ ان کے پاس ملاقات کے لئے وقت نہیں ہے''...... لڑکی نے قدرے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''اصل میں آپ نے غلط بیانی کی ہے کہ میں کاؤنٹر پر موجود ہوں حالانکہ میں کاؤنٹر سے ہٹ کر اپنی ٹانگوں پر ایستادہ ہوں۔ اب میں کاؤنٹر پر چڑھتا ہوں پھر تم فون کر کے کہہ دو کہ میں کاؤنٹر پر ایستادہ ہوں پھر وہ وقت دے دے گا۔ بالکل دے گا کیسے نہیں دے گا''...... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے دونوں ہاتھ کاؤنٹر پر رکھے اور اس کا جسم زور دار جھٹکے سے اوپر اٹھتا چلا گیا اور پلک جھپکانے سے کم عرصے میں عمران کاؤنٹر پر آلتی پالتی مارے اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے یوگا کر رہا ہو۔ عمران کے اس طرح کاؤنٹر پر چڑھنے سے دونوں لڑکیاں اور نوجوان تینوں

لاشعوری طور پر پیچھے ہٹ گئے۔

''اب کرو اسے فون اور بتاؤ اسے کہ پہلے علی عمران اپنی ٹانگوں پر ایستادہ تھا اور اب وہ کاؤنٹر پر ہے اب اگر اس نے کہا کہ اس کے پاس آفس میں ملاقات کرنے کا وقت نہیں ہے تو پھر وہ یہاں کاؤنٹر پر بیٹھ کر مجھ سے ملاقات کرلے کیونکہ ملاقات تو اسے ہر حال میں کرنی ہی پڑے گی''...... عمران نے الو کی طرح آنکھیں چاروں طرف گھماتے ہوئے کہا لیکن اس کے اس طرح کاؤنٹر پر چڑھنے کی آواز اور لڑکیوں کے حلق سے نکلنے والی ہلکی ہلکی لیکن خوفزدہ چیخوں نے پورے ہال کو چونکا دیا تھا۔ اور وہ سب بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسی لمحے مشین گن سے مسلح ایک آدمی دوڑتا ہوا کاؤنٹر کی طرف آنے لگا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

''ارے اترو نیچے کون ہو تم۔ اترو ورنہ گولی مار دوں گا''...... اس نے قریب آ کر مشین گن کا رخ کاؤنٹر پر اطمینان سے بیٹھے عمران کی طرف کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔

''اچھا اب تمہیں بھی تعارف کرانا ہوگا لیکن اس لئے اب تمہیں میری جگہ کاؤنٹر پر بیٹھنا ہوگا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ آنے والا کوئی ردعمل ظاہر کرتا۔ عمران کا جسم کسی طاقتور پرندے کی طرح ہوا میں اٹھا اور دوسرے لمحے عمران کے قدم اس آدمی کے عقب میں فرش سے لگے اور پھر اس سے

پہلے کہ وہ مسلح آدمی کوئی ردعمل ظاہر کرتا عمران کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے اور وہ آدمی ہوا میں اٹھتا ہوا ایک زور دار دھماکے سے کاؤنٹر پر گرا اور پھر چیختا ہوا واپس زمین پر آ گرا جبکہ اس کی مشین گن کاؤنٹر پر ہی پڑی رہ گئی جو عمران نے جھپٹ لی۔

''بہت خوب ٹائیگر کے استاد بہت خوب''...... اچانک عمران کو اپنے عقب سے روزی راسکل کی تیز آواز سنائی دی۔ ساتھ ساتھ وہ کسی بچے کی طرح اس طرح تالیاں بجا رہی تھی جیسے بچے کوئی تماشہ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

''رک جاؤ نامراد کیا تمہیں اپنی زندگی عزیز نہیں ہے''۔ یکلخت روزی راسکل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اسی لمحے عمران مڑا اور اس نے مین گیٹ کے کافی اندر کھڑی روزی راسکل کو دیکھا جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جبکہ ہال کی دوسری دیوار کے ساتھ کھڑے ایک مشین گن بردار نے اپنی گن کا رخ عمران کی طرف کیا تھا۔ یہ سب کچھ عمران نے چند ہی لمحوں میں دیکھ لیا اسی لمحے اس نے اس آدمی کے ہاتھ میں معمولی سی لرزش دیکھی تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک ستون کی اوٹ لے لی اور حقیقت یہ ہے کہ عمران شاید قدرتی طور پر بچ گیا ورنہ ایک لمحہ بھی وہ مزید اسی جگہ رہتا تو ہٹ ہو جاتا۔ جبکہ مشین گن کی فائرنگ کے ساتھ ہی مشین پسٹل کی فائرنگ سے ہال گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی دو انسانی چیخوں سے ہال گونج اٹھا۔ یہ دونوں سامنے دیوار

کے ساتھ موجود مسلح آدمی تھے۔ جن میں سے ایک نے عمران کو نشانہ بنانے کی کوشش کی تھی جبکہ دوسرے نے روزی راسکل کو لیکن روزی راسکل کی پھرتی اور تیزی قابل داد تھی کہ صرف پہلا آدمی فائر کر سکا جبکہ دوسرے کو اس کی اس نے مہلت ہی نہ دی تھی۔ کاؤنٹر کے ساتھ نیچے فرش پر پڑا آدمی اس دوران اٹھ کھڑا ہوا اور پھر فائر ہوتے ہی وہ تیزی سے آگے کی طرف بھاگ گیا تھا کہ یکلخت ایک بار پھر فائرنگ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ چیختا ہوا منہ کے بل سامنے ایک میز پر گرا اور ایک بار پھر پلٹ کر پشت کے بل فرش پر گرا اور ایک لمحے کے لئے اس طرح تڑپا جیسے ذبح ہوتے ہوئے بکرا تڑپتا ہے اور پھر ساکت ہو گیا اس کے ساتھ ہی ہال میں موجود بت بنے بیٹھے لوگ یکلخت اٹھ کر مین گیٹ کی طرف دوڑنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہال خالی ہو گیا جبکہ کاؤنٹر کے پیچھے موجود دونوں لڑکیاں اور نوجوان تینوں عقبی دروازے سے کہیں غائب ہو گئے تھے۔

''ٹائیگر کے استاد تم ٹھیک ہونا''......اسی لمحے ایک ستون کی اوٹ سے نکل کر عمران کی طرف آتی روزی راسکل نے کہا۔ مشین پسٹل ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ اپنے مخصوص انداز میں چلتی ہوئی آ رہی تھی۔

''تم کیسے کچے آم کی طرح ٹپک پڑیں۔ اب ٹائیگر کو کہنا پڑے گا کہ وہ تمہیں پال میں رکھ دے تا کہ تم پک کر میٹھے آم کی طرح

ہو جاؤ''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام روزی راسکل ہے روزی راسکل۔ ٹائیگر اب تک ایک ہزار بار میرے ہاتھوں مر چکا ہوتا اگر وہ واقعی ٹائیگر ہوتا لیکن وہ ایک معصوم سا بھیڑ کا بچہ ہے اس لئے زندہ پھر رہا ہے''...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب آپ اور روزی راسکل۔ یہ سب کیا ہوا ہے''...... اسی لمحے سیڑھیوں کے اوپر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی سیڑھیوں سے نیچے آتا ہوا لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک ایک آدمی سامنے آ گیا۔

''میں تم سے ملنے کے لئے آیا تھا لیکن تم نے کاؤنٹر گرل ڈیمی کو کہہ دیا کہ تم علی عمران سے نہیں ملنا چاہتے اس لئے میں یہاں رک گیا اور نتیجہ تمہارے سامنے ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر کے استاد اس پھولی ہوئی مشک نے تم سے ملنے سے انکار کیا ہے۔ اس کی یہ جرأت''...... روزی راسکل نے یکلخت غصے کی شدت سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس دوران رابرٹ سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچ چکا تھا۔

''اس کا قصور نہیں ہے اس لئے غصہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے یاد ہی نہ رہا ہو گا کہ علی عمران کون ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اپنی بے عزتی پر ہنس رہے ہو"...... روزی راسکل نے عمران کو مسکراتے دیکھ کر اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"بزرگوں کا قول ہے کہ دو چار جوتے کھانے سے عزت جاتی نہیں اور سو دو سو مارنے کوئی آتا نہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب آئی ایم سوری۔ میں ایک الجھن میں پھنسا ہوا تھا اس لئے یہ سب کچھ ہوا میں ایک بار پھر معافی چاہتا ہوں"۔ آنے والے نے جو رابرٹ تھا قریب پہنچ کر کہا اور پھر اس نے چیخ چیخ کر اپنے آدمیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔

"تم اس سے کیوں ملنے آئے ہو یہ تو کافرستانی ایجنٹ ہے"...... اچانک روزی راسکل نے اونچی آواز میں کہا تو رابرٹ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات ابھر آئے جبکہ عمران کے چہرے پر موجود مسکراہٹ کچھ اور گہری اور گئی۔

"مجھے معلوم ہے لیکن یہ صرف خصوصی اسلحہ کا کام کرتا ہے اور پاکیشیا میں بیٹھ کر یہ اس اسلحے کی اسمگلنگ میں کافرستانی ایجنٹ کا رول ادا کرتا ہے جس سے ہمارا کچھ نہیں بگڑتا کیونکہ اب ایسا اسلحہ عام دکانوں پر بھی ملنے لگ گیا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو روزی راسکل اور رابرٹ دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم اس قدر باخبر ہو حیرت ہے"...... روزی راسکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ پچھلے دو ہفتوں سے تمہاری ٹائیگر سے ملاقات نہیں ہوئی اور تم اسے ڈھونڈتی پھر رہی ہو اور کراسنگ چوک پر جب تم نے میری کار دیکھی تو تم نے تعاقب شروع کر دیا کہ شاید میں نے تمہارے ٹائیگر کو کہیں چھپا رکھا ہے اور جب میری کار اس کلب میں داخل ہوئی تو تمہارا خیال یقین میں بدل گیا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی ٹائیگر کے استاد ہو۔ اس سے کہیں زیادہ ٹیڑھے۔ مجھے کیا ضرورت ہے اس لگڑ بھگڑ کو تلاش کرنے کی جسے تم ٹائیگر کہتے ہو۔ ہونہہ میں جا رہی ہوں"...... روزی راسکل نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر پیر پٹختی ہوئی واپس چلی گئی۔

"آیئے عمران صاحب"...... رابرٹ نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کے وسیع و عریض آفس میں پہنچ چکا تھا۔

"آپ کچھ پینا پسند کریں گے"...... رابرٹ نے عمران کو سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھنے کا کہہ کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایپل جوس منگوا لو"...... عمران نے کہا تو ایک لمحے کے لئے رابرٹ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے لیکن پھر وہ نارمل ہو گیا اور اس نے فون کا رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے تین بٹن

پریس کر دیئے اور پھر کسی کو دو گلاس ایپل جوس لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''آپ کیسے تشریف لائے ہیں عمران صاحب''...... رابرٹ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ بڑے بڑے الفاظ مت بولو تمہارے منہ پر نہیں سجتے۔ سادہ اور عام انداز میں بات کرو۔ میں یہاں اس لئے آیا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے تعلقات کافرستان کی ملٹری ایجنسیوں کے ساتھ ساتھ وہاں کی انڈرورلڈ سے بھی ہیں۔ یہاں ایک واقعہ ہوا ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ ایسا کس نے کیا ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا نام کبھی سامنے نہیں آئے گا''...... عمران نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کون سا واقعہ عمران صاحب''...... رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دارالحکومت کے نواحی علاقے میں ایک سائنس دان رہتے ہیں ڈاکٹر وحید''...... عمران نے بات شروع کرتے ہوئے کہا۔

''بس اتنا ہی کافی ہے عمران صاحب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی نوٹ بک کہاں ہے''...... رابرٹ نے کہا۔

''صرف نوٹ بک کے بارے میں ہی نہیں میں ان لوگوں کے بارے میں بھی جاننا چاہتا ہوں جنہوں نے یہ کارروائی کی ہے''۔

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کام کافرستان کی ملٹری ایجنسی ریڈ فلیگ کا ہے۔ ایجنسی کے سپر ایجنٹ وشن کمار نے اسے سرانجام دیا تھا۔ مجھے صرف اتنا ہی معلوم ہے۔ اصل تفصیل آپ کے شاگرد ٹائیگر کے ذریعے معلوم ہو سکتی ہے۔ اس کا گہرا دوست جس کا نام جہانگیر ہے۔ وہ کافرستان کا سپر ایجنٹ ہے لیکن وہ اس قدر ہاتھ پیر بچا کر کام کرتا ہے کہ آج تک کسی کو اس پر شک نہیں پڑ سکا۔ یہ کام بھی اس کی سرپرستی میں ہوا ہے۔ بس اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے''...... رابرٹ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ اوکے تھینک یو''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر رابرٹ سے مصافحہ کر کے وہ اس کے آفس سے باہر آ گیا۔

ٹائیگر نے کار عمران کے فلیٹ کے قریب مخصوص جگہ پر روکی اور کار لاک کر کے وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا اور پھر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... کچھ دیر بعد اندر سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر ہوں سلیمان''...... ٹائیگر نے کہا تو دروازہ اندر سے کھول دیا گیا۔

''آؤ''...... سلیمان نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب ہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''ہاں ابھی کچھ دیر پہلے آئے ہیں''...... سلیمان نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سٹنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''آنے سے پہلے فون تو کر لیا کرو۔ میں تمہارے آنے سے

چند منٹ پہلے آیا ہوں''...... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا۔

''بات ہی ایسی تھی باس کہ فون کرنے کا خیال ہی نہیں رہا''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا بات ہے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''یہاں دارالحکومت کے ایک شوٹنگ کلب کا مالک و منیجر جہانگیر میرا دوست ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کے رابطے کافرستان کی انڈر ورلڈ سے ہیں لیکن خود وہ ہر قسم کے جرائم سے دور رہتا ہے۔ میں اس کے پاس گیا تھا''...... ٹائیگر نے بے چین سے لہجے میں بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ خاصی لمبی بات کرنے کے موڈ میں ہے لیکن عمران نے ہاتھ اٹھا کر اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی۔

''تم یہ سوچ کر گئے تھے کہ اس سے معلومات حاصل کر لو گے لیکن وہ خود کافرستان ایجنٹ نکلا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر محاورتاً نہیں حقیقتاً اچھل پڑا۔

''آپ کو کیسے معلوم ہوا باس۔ میں اس سے کئی سالوں سے مل رہا ہوں لیکن آج سے پہلے مجھے بھی اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کافرستانی ایجنٹ ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر کے لہجے میں حیرت تھی۔

''مجھے ڈیول کلب کے رابرٹ نے بتایا ہے لیکن اسے تفصیل کا علم نہیں ہے۔ میں تو تمہیں فون کرنے والا تھا کہ تم اسے ٹٹولو اور

اصل بات سامنے لے آؤ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اصل بات کھل کر سامنے آ گئی ہے باس''...... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا بات ہے''...... عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''باس۔ جہانگیر کا اصل نام بمل رائے ہے اور وہ کافرستانی ہے پاکیشیائی نہیں ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے چہرے پر حقیقتاً حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''اور اتنے عرصے سے تمہیں اس پر شک بھی نہیں ہوا تھا۔ کیوں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آئی ایم سوری باس۔ واقعی مجھے آج سے پہلے کبھی اس پر شک نہیں ہوا تھا اور اب بھی اگر میں اس کی زبان سے یہ بات نہ سن لیتا تو کبھی یقین نہ کرتا۔ اس کی زبان، اس کا لہجہ اور اس کا انداز سب پاکیشیائی ہیں اور آج تک میرے نوٹس میں نہیں آیا تھا کہ وہ کافرستان جا کر اپنے آباؤ اجداد سے ملا ہو۔ وہاں وہ جاتا تھا لیکن صرف اپنے اسمگلنگ کے کاروبار کے لئے۔ میں کئی بار اس کے ساتھ گیا ہوں لیکن کبھی مجھے اندازہ نہیں ہوا کہ وہ پاکیشیائی نہیں بلکہ کافرستانی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اس کے منہ سے سننے کا کیا مطلب ہوا۔ کیا اس نے خود تسلیم کیا تھا کہ وہ کافرستانی ہے اور اس کا نام جہانگیر نہیں بمل رائے

ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن یہ سب کچھ میں نے سپر ڈکٹا فون کے ذریعے سنا ہے۔ آج جب میں نے اس سے ڈاکٹر وحید پر ہونے والے حملے کی بات کی تو بظاہر تو اس نے کچھ بھی معلوم ہونے سے انکار کر دیا لیکن اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے وہ کچھ چھپانے کی کوشش کر رہا ہو۔ دو تین بار جب میں نے ایسا محسوس کیا تو میں نے سپر ڈکٹا فون میز کے نیچے چسپاں کیا اور پھر کچھ دور ایک ریستوران پر جا کر میں نے رسیور کے ذریعے جب بات چیت سنی تو پتہ چلا کہ اس کی اصلیت کیا ہے۔ یہ تمام بات چیت میں نے ٹیپ کر لی تھیں۔ میں آپ کو ٹیپ سناتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے سپر ڈکٹا فون کے رسیور کو نکال کر ایڈجسٹ کیا اور پھر اسے آن کر دیا تو رسیور سے فون پر ہونے والی گفتگو کی ریکارڈنگ سنائی دینے لگی۔ عمران اور ٹائیگر خاموش بیٹھے اسے سننے لگے۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے''۔ ریکارڈنگ ختم ہونے پر عمران نے ٹائیگر کے کاندھے پر ہاتھ سے تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

''شکریہ باس۔ میری ایک درخواست ہے کہ آپ مجھے حکم دیں میں یہ نوٹ بک واپس لے آؤں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''فی الحال تم اس جہانگیر کو اٹھا کر رانا ہاؤس لے آؤ تاکہ اس سے پوری تفصیل معلوم کی جا سکے۔ اس کے بعد جب کہیں جانے کا

وقت آئے گا تب سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں اسے رانا ہاؤس پہنچا کر آپ کو فون پر اطلاع دوں گا''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سلام کر کے مڑا اور چند لمحوں بعد وہ اپنی کار میں سوار دوبارہ شوٹنگ کلب کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اسے بمل رائے عرف جہانگیر کے کلب میں رہنے کے اوقات معلوم تھے اس لئے اسے معلوم تھا کہ اس وقت جہانگیر اپنے آفس میں ہی ہوگا۔ ٹائیگر چونکہ جہانگیر کا خاصا گہرا دوست رہا تھا اس لئے اسے اس کے آفس تک پہنچنے کے خفیہ راستے کا بھی علم تھا۔ اس راستے سے وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر جہانگیر کے آفس پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے عمران کے سامنے اسے اغوا کر کے لے آنے کی حامی بھر لی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے اس کی میز کے نیچے چپکا سپر ڈکٹا فون بھی واپس حاصل کرنا تھا اور پھر جہانگیر کے آفس تک پہنچنے میں اسے کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی البتہ ٹائیگر نے اس کے آفس کا دروازہ کھولنے سے پہلے جیب سے بے ہوشی کی گیس فائر کرنے والا پسٹل نکالا اور اس کی نال دروازے کے کی ہول پر رکھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ کٹاک کی آواز سنائی دی تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ چھوٹا سا کیپسول پھٹ گیا ہوگا اس لئے اس نے اپنے پاس موجود ماسٹر چابی کی مدد سے دروازے کا لاک کھول دیا لیکن چونکہ گیس انتہائی زود اثر تھی اس لئے اندر جانے کی بجائے وہ

دروازہ کھول کر خود سائیڈ پر ہو گیا۔ اسے معلوم تھا کہ گیس جتنی تیزی سے اثر کرتی ہے اتنی ہی تیزی سے وہ فضا میں تحلیل ہو کر اپنا اثر کھو بھی دیتی ہے۔ چند منٹ کے انتظار کے بعد وہ آفس میں داخل ہو گیا۔ جہانگیر کرسی پر ڈھلکا ہوا پڑا تھا۔ ٹائیگر نے سب سے پہلے وہاں موجود فون کا رسیور اٹھا کر اسے میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے کرسی پر ڈھلکے پڑے جہانگیر کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا ہی تھا کہ اسے اپنے عقب میں آفس کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے مڑا اور اسے کھلے دروازے میں ایک نوجوان کھڑا نظر آیا۔ ٹائیگر جانتا تھا وہ جہانگیر کا اسسٹنٹ ہاشم تھا جو مارشل آرٹ اور شوٹنگ میں خاصی مہارت رکھتا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

''ٹائیگر تم۔ یہ باس کو کیا ہوا''...... ہاشم نے یکلخت تیزی سے اندر آتے ہوئے کہا لیکن ٹائیگر نے اس کے ایک ہاتھ کو کوٹ کی جیب میں داخل ہوتے دیکھ لیا تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اب کیا ہوگا اس لئے اس نے ہاشم کو کوئی جواب دینے کی بجائے بجلی کی سی تیزی سے اپنے کاندھے پر لادے ہوئے بے ہوش جہانگیر کو گھما کر ہاشم کی طرف اچھال دیا اور ہاشم، جہانگیر کے جسم سے ٹکرا کر چیختا ہوا گرا ہی تھا کہ ٹائیگر نے اچھل کر اسے پیر کی ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ خود بھی اڑتا ہوا میز پر جا گرا۔ چونکہ پیر سے ضرب لگانے کے لئے وہ اچھلا تھا اور اسی وقت ہاشم نے

کروٹ لی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم اس طرح فرش سے
اوپر کو اچھلا جیسے کوئی پرندہ بیٹھے بیٹھے ہوا میں اڑنے لگ جاتا ہے۔
اس طرح ہاشم بھی کسی توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح ٹائیگر
سے ٹکرایا اور ٹائیگر اڑتا ہوا میز کے اوپر گرا۔ اس کا آدھا جسم میز پر
اور آدھا نیچے لٹک رہا تھا۔ ہاشم نے ضرب لگانے کے بعد الٹی
قلابازی لگائی اور پھر پلک جھپکنے میں وہ میز کے اوپر کھڑا تھا لیکن
اس دوران ٹائیگر پوری طرح فارم میں آ چکا تھا۔ جیسے ہی ہاشم کا
جسم قلابازی کھا کر میز پر پہنچا اسی لمحے ٹائیگر کا میز کے نیچے لٹکا ہوا
جسم اس طرح اوپر کو اٹھا جیسے بند سپرنگ اچانک کھل جاتا ہے اور
دوسرے لمحے میز پر کھڑا ہاشم پیٹ پر ٹائیگر کے دونوں پیروں کی
خوفناک ضرب کھا کر چیختا ہوا آفس کی عقبی دیوار سے ٹکرایا اور پھر
ایک دھماکے سے نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا
جبکہ ٹائیگر ضرب لگانے کے بعد ایک بار پھر ہوا میں گھوما اور اس بار
وہ میز سے ہٹ کر فرش پر جا کھڑا ہوا تھا۔ پھر وہ تیزی سے دیوار
کے ساتھ فرش پر ساکت پڑے ہاشم کی طرف بڑھا لیکن دوسرے
لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ ہاشم زندگی کی بازی ہار چکا تھا۔ ٹائیگر اس
کی اس طرح ہلاکت پر حیران تھا کیونکہ اس ضرب کے بعد ہاشم
جیسا لڑنے والا زیادہ سے زیادہ بے ہوش ہو سکتا تھا لیکن ہاشم تو
مردہ پڑا تھا۔ ٹائیگر کی نظریں ہاشم کے چہرے پر پڑیں تو اس نے
بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ ہاشم کی ناک اور منہ سے

خون باہر نکل کر جم چکا تھا اور ٹائیگر یہ خون دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ کیا
ہوا ہو گا۔ ہاشم کے پیٹ پر جہاں ضرب لگی تھی وہ دل کا حصہ تھا
اس لئے ضرب براہِ راست دل پر لگی تھی جس سے وہ پھٹ گیا اور
ہاشم فوری طور پر ہلاک ہو گیا۔ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس
نے آفس کے اس دروازے کو بند کر کے اسے اندر سے لاک کر دیا
جہاں سے ہاشم اندر آیا تھا۔ پہلے اس سے یہی غلطی ہوئی تھی کہ اس
نے دروازے کو لاک نہ کیا تھا اور اس غلطی کے نتیجے میں ہاشم عین
وقت پر وہاں پہنچ گیا تھا اور اسے اپنی جان سے جانا پڑا تھا۔ دروازہ
لاک کر کے اس نے فرش پر بے ہوش پڑے جہانگیر کو اٹھا کر ایک
بار پھر کاندھے پر ڈالا اور عقبی دروازے سے نکل کر وہ خفیہ راستے پر
آگے بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ بے ہوش جہانگیر کو کار میں
سیٹوں کے درمیان خالی جگہ پر ڈالے رانا ہاؤس کی طرف بڑھا چلا
جا رہا تھا۔

کافرستانی سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اپنی سرکاری کار میں سوار پرائم منسٹر ہاؤس کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ کار کی عقبی سیٹ پر اس طرح اکڑا ہوا بیٹھا جیسے کوئی مجسمہ سیٹ پر رکھا ہوا ہو۔ اس کے جسم یا ہاتھوں میں معمولی سی حرکت بھی نظر نہ آ رہی تھی جبکہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی آشا رائے اسے اس انداز میں بیٹھا دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ وہ پہلی بار چیف شاگل کو اس انداز میں دیکھ رہی تھی اور اسے اس کی کوئی وجہ سمجھ نہ آ رہی تھی لیکن وہ جانتی تھی کہ اگر اس نے ڈرائیور کے سامنے کوئی بات کی تو چیف شاگل سے کچھ بعید نہیں ہے کہ وہ اسے کار سے ہی اتار دے اس لئے وہ خاموش بیٹھی تھی۔ پرائم منسٹر ہاؤس میں پہنچنے پر انہیں بتایا گیا کہ پرائم منسٹر صاحب نصف گھنٹے بعد ان سے ملاقات کریں گے اس لئے وہ وزیٹر روم میں بیٹھ کر انتظار کریں اور ان کو وی آئی پی وزیٹر روم میں پہنچا دیا گیا۔ وہاں انہیں مقامی مشروبات پیش کئے گئے۔ آدھے گھنٹے بعد

ان دونوں کو پرائم منسٹر صاحب کے سپیشل میٹنگ روم میں لے جایا گیا۔ وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے تو اندرونی دروازہ کھلا اور ایک مسلح نوجوان اندر داخل ہوا اور اس نے چیف شاگل کو سلام کیا اور پھر اس طرح ادھر ادھر دیکھ کر جیسے وہ ہر چیز کا جائزہ لے رہا ہو پھر وہ واپس چلا گیا۔ آشا رائے بڑی دلچسپی سے یہ سب دیکھ رہی تھی کیونکہ اس کے لئے یہ پہلا موقع تھا۔ پھر کچھ دیر بعد دوبارہ اندرونی دروازہ کھلا اور ادھیڑ عمر پرائم منسٹر اندر داخل ہوئے تو چیف شاگل اور آشا رائے دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ چیف شاگل نے فوجی انداز میں سلام کیا جبکہ آشا رائے نے باقاعدہ فوجیوں کے انداز میں سیلوٹ کیا۔

''تشریف رکھیں''...... وزیراعظم نے سر کے اشارے سے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ خود سامنے موجود ایک کرسی پر بیٹھ گئے تو چیف شاگل اور آشا رائے بھی اپنی اپنی کرسیوں پر دوبارہ بیٹھ گئے۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی بات ہوتی اچانک سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس کے سر پر موجود بال انتہائی خشک ہو رہے تھے اندر داخل ہوا تو پرائم منسٹر اس طرح اٹھ کر کھڑے ہو گئے جیسے سکول کے بچے اپنے ٹیچر کا احترام کرتے ہیں۔

''آیئے ڈاکٹر پرشاد۔ خوش آمدید''...... وزیراعظم نے آگے بڑھ کر مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جناب پرائم منسٹر صاحب۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے میرے لئے اپنی بے پناہ مصروفیات میں سے وقت نکالا"...... ڈاکٹر پرشاد نے کہا۔

"یہ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور ان کی اسسٹنٹ آشا رائے ہیں اور یہ کافرستان کے مایہ ناز سائنسدان ڈاکٹر پرشاد ہیں۔ تشریف رکھیں"...... پرائم منسٹر نے ایک دوسرے کا تعارف خود کراتے ہوئے کہا اور پھر انہوں نے ڈاکٹر پرشاد کو اپنے قریب ایک کرسی پر بٹھا لیا۔ ان کے بیٹھ جانے کے بعد شاگل اور آشا رائے بھی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"چیف شاگل۔ آپ کو یہاں اس لئے کال کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر پرشاد کافرستان کی مجموعی سلامتی کی غرض سے آپ سے ایک کام لینا چاہتے ہیں"...... وزیراعظم نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"میں آپ کا اور ڈاکٹر پرشاد کا مشکور ہوں کہ آپ دونوں نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اور میرا ڈیپارٹمنٹ کافرستان کی سلامتی کے لئے اپنی جانیں دینے سے بھی گریز نہیں کرے گا"...... شاگل نے کسی سیاستدان کے انداز میں کہا تو آشا رائے حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ شاید اسے شاگل سے اس انداز میں بات کرنے کی توقع نہ تھی۔

"آپ کا شکریہ چیف شاگل۔ میں آپ کو پس منظر بتا دیتا ہوں پہلے میں اور پاکیشیا کے ڈاکٹر وحید ایکریمیا کی ایک لیبارٹری میں

اکٹھے کام کرتے تھے۔ وہاں ایک ایسی ریز پر کام ہو رہا تھا جنہیں ڈیتھ ریز بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا سائنسی نام ڈائم ریز ہے۔ ان ریز کے حامل آلے سے کسی بھی ملک کو پلک جھپکنے میں مکمل طور پر تباہ و برباد کیا جا سکتا ہے اس سے جو تباہی آتی ہے وہ ایٹم بموں اور ہائیڈروجن بموں سے بھی کہیں زیادہ ہوتی ہے اس فارمولے پر ایکریمین سائنسدانوں نے یہ کہہ کر کام ختم کر دیا کہ ایسا آلہ تیار کرنا ناممکن ہے لیکن میری اور ڈاکٹر وحید کی کنفرم رائے تھی کہ ایسا آلہ بنایا جا سکتا ہے۔ ہم نے جب یہ رائے ایکریمین سائنسدانوں کے سامنے رکھی تو ہمارا مذاق اڑایا گیا اور ہمیں جاہل تک کہا گیا جس پر دل برداشتہ ہو کر ہم دونوں اپنے اپنے وطن واپس آ گئے البتہ میں ڈائم ریز کا فارمولا ساتھ لے آیا۔ ایکریمین سائنسدانوں نے اس کا نوٹس نہ لیا کیونکہ وہ اسے ناممکن قرار دے چکے تھے۔ فارمولے کی ایک کاپی میرے پاس اور ایک کاپی ڈاکٹر وحید کے پاس تھی۔ ہماری فون پر بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ بہرحال مختصر طور پر بتا دوں کہ ہم دونوں نے اپنے اپنے ملک میں اس فارمولے پر کام شروع کر دیا۔ حکومت کافرستان نے مجھے ایک لیبارٹری مہیا کر دی جہاں میں اس پر کام کر رہا ہوں جبکہ ڈاکٹر وحید نے جب پاکیشیا کے سائنسدانوں سے اس فارمولے پر ڈسکس کیا تو وہاں بھی سائنسدانوں نے اسے ناممکن قرار دے دیا جس پر ڈاکٹر وحید نے اپنی رہائش گاہ کے اندر تہہ خانے میں لیبارٹری بنا لی اور وہ وہاں

اس فارمولے پر کام کر رہے ہیں۔ ایکریمیا سے واپس آنے کے بعد بھی ہمارے درمیان وہ بے تکلفی رہی جو پہلے تھی البتہ ڈاکٹر وحید سے کوئی سائنسی مشورہ کیا جائے تو وہ انکار کر دیتے تھے۔ ویسے مجھے تسلیم ہے کہ وہ بے حد محنتی، ذہین اور کامیاب سائنسدان ہیں۔ وہ اپنے کام میں خاصے آگے بڑھ گئے جبکہ میں ایک سائنسی پوائنٹ پر اٹک گیا۔ میں نے ڈاکٹر وحید کو کال کی تو انہوں نے اس سائنسی الجھن پر بات کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ پھر رات کو میں نے ان کے اسسٹنٹ راحیل کو فون کیا کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ وہ رات کو واپس اپنے گھر چلا جاتا ہے۔ پہلے تو راحیل نے بھی کچھ بتانے سے انکار کر دیا لیکن پھر دولت کے لالچ میں اس نے مجھے بتایا کہ ڈاکٹر وحید کی نوٹ بک جس میں فارمولے کے سائنسی پوائنٹس اور اس کی پیشرفت کے بارے میں نوٹس لکھے جاتے ہیں، میں میرے تمام سوالوں کے جواب موجود ہیں۔ جس پر میں نے وہ نوٹ بک حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور میرے کہنے پر پرائم منسٹر صاحب نے ملٹری ایجنسی ریڈ فلیگ کو اس ٹاسک پر کام کرنے کا حکم دے دیا۔ میں نے ریڈ فلیگ کے چیف کو سختی سے تاکید کی کہ وہ ڈاکٹر وحید کو نہ ہی زخمی کریں اور نہ ہی ہلاک کریں کیونکہ کسی بھی لمحے ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے چنانچہ ریڈ فلیگ کے ایجنٹوں نے وہاں ڈاکٹر وحید اور ان کے ملازموں کو بے ہوش کر کے ان کے ہاتھ میں موجود نوٹ بک حاصل کر لی۔ ہم نے اس نوٹ بک کا بغور مطالعہ

کیا اور ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ڈاکٹر وحید اس سائنسی الجھن کے حل کے بارے میں جانتے ہیں چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ ڈاکٹر وحید کو اغوا کر کے یہاں لایا جائے اور انہیں یہاں ایسی سہولیات دی جائیں کہ وہ واپس جانے کا نام ہی نہ لیں۔ چونکہ ہم دونوں بڑے طویل عرصے تک اکٹھے رہے ہیں اس لئے مجھے معلوم ہے کہ انہیں کیسی سہولیات دی جائیں کہ وہ خوشی سے یہاں کام کرتے رہیں''...... ڈاکٹر پرشاد مسلسل بولتے بولتے جیسے تھک کر خاموش ہو گئے۔

''کیسی سہولیات ڈاکٹر پرشاد''...... پرائم منسٹر نے چند لمحے کی خاموشی کے بعد کہا۔ ان کے لہجے میں ہلکی سی سختی کا تاثر موجود تھا۔

''آئی ایم سوری جناب پرائم منسٹر صاحب۔ مجھے پروٹوکول کا علم ہے کہ آپ سے سامنے نامکمل بات کرنا آپ کی توہین ہے لیکن میں مسلسل بول بول کر تھک گیا تھا۔ آئی ایم رئیلی ویری سوری''۔ ڈاکٹر پرشاد نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر پرشاد صاحب۔ آپ خواہ مخواہ اتنی لمبی کہانی سنا رہے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ ہم نے کرنا کیا ہے''...... اچانک شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر پرشاد کے ساتھ ساتھ پرائم منسٹر کے چہرے پر بھی کبیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

''آپ خاموش رہیں مسٹر شاگل۔ آپ کو اس گستاخی پر ابھی برطرف کیا جا سکتا ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ پرائم منسٹر کے

سامنے کیسے لہجے میں بات کی جاتی ہے اور ڈاکٹر پرشاد کو میں نے خود حکم دیا ہے کہ وہ پورے معاملے کو تفصیل سے بیان کریں تاکہ ہم ان کے اصل مطمع نظر کو سمجھ سکیں''...... پرائم منسٹر نے شاگل پر چڑھائی کرتے ہوئے کہا۔

''آئی ایم سوری سر''...... چیف شاگل نے فوراً ہی دبکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ سہولیات کا ذکر کر رہے تھے ڈاکٹر پرشاد۔ کیسی سہولیات''...... پرائم منسٹر نے اس بار ڈاکٹر پرشاد سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جناب پرائم منسٹر صاحب۔ ڈاکٹر وحید کی دلچسپیاں نہ ہی عورتوں میں ہے اور نہ ہی دولت میں۔ وہ چونکہ غیر شادی شدہ ہے اور اب اس کی عمر کافی ہو چکی ہے اس لئے اب اگر وہ شادی بھی کرے تو بچوں کی آوازیں اس کے گھر میں نہیں گونج سکتیں۔ اس کی دلچسپیاں خوبصورت اور نایاب پرندے ہیں۔ خصوصاً کاسٹریا کے ہنی مون کبوتر اور روسیاہ کے سیاہ طوطے۔ انہوں نے ایکریمیا میں بھی ایسے پرندے رکھے ہوئے تھے۔ وہ یہ پرندے پاکیشیا لے گئے تھے لیکن آب و ہوا کی تبدیلی سے یہ پرندے ہلاک ہو گئے تو وہ بڑے عرصے تک سوگوار رہے۔ اگر ہم انہیں یہ نایاب پرندے حاصل کر کے دے دیں تو انہیں یہاں سے واپس جانے کا خیال تک نہ آئے گا''...... ڈاکٹر پرشاد نے کہا۔

''بہت خوب۔ آپ صرف سائنسدان ہی نہیں بلکہ ماہر نفسیات بھی ہیں۔ یہ کام ہم سرکاری سطح پر کریں گے۔ ان دو نایاب پرندوں کے ساتھ ساتھ ہم انہیں ایسے ایسے پرندے منگوا کر دیں گے کہ وہ لیبارٹری کے بیرونی دروازے کی طرف بھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھیں گے''...... پرائم منسٹر نے کہا تو ڈاکٹر پرشاد کا چہرہ کھل اٹھا۔

''تھینک یو سر۔ آپ واقعی کافرستان کے عظیم لیڈر ہیں۔ آپ کا نام تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا''...... ڈاکٹر پرشاد نے کہا تو وزیراعظم نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

''چیف شاگل۔ آپ نے پوری تفصیل سن لی۔ اس سے پہلے جو مشن تھا وہ بڑا سادہ سا تھا اس لئے میں نے اسے ریڈ فلیگ کے ذمے لگایا تھا جو اس نے بخوبی مکمل کر لیا لیکن یہ مشن خاصا مشکل بھی ہے اور مختلف بھی۔ ڈاکٹر پرشاد چاہتے ہیں کہ ڈاکٹر وحید کو اس طرح اغوا کر کے یہاں لایا جائے کہ انہیں ذہنی یا جسمانی طور پر کوئی نقصان نہ ہو اور پاکیشیا میں کسی کو یہ معلوم نہ ہو کہ ڈاکٹر وحید کو کس نے اغوا کیا ہے اور اسے کہاں لے جایا گیا ہے۔ بس یہ سمجھا جائے کہ ڈاکٹر وحید اچانک جیسے ہوا میں تحلیل ہو گئے ہیں اور یہ کام آپ نے کرنا ہے۔ مبرے خیال میں سیکرٹ سروس پر اس معاملے میں اعتماد کیا جا سکتا ہے اور حکومت بھی آپ پر اعتماد کر رہی ہے''...... وزیراعظم نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ آپ کے حکم کی سو فیصد تعمیل کی جائے گی''...... شاگل

نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ آپ کو اس مشن کے لئے پندرہ روز دیئے جاتے ہیں اور یہ بھی سن لیں اگر آپ مشن مکمل کرنے میں ناکام رہے تو آپ کو اور آشا رائے دونوں کو سیکرٹ سروس سے فارغ کر دیا جائے گا۔ آپ اب جا سکتے ہیں۔ مجھے پندرہ روز کے اندر سو فیصد رزلٹ چاہئے"...... وزیراعظم نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کے اٹھتے ہی ڈاکٹر پرشاد، شاگل اور آشا رائے بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"لیس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... شاگل اور آشا رائے نے فوجی انداز میں پرائم منسٹر کو سیلوٹ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دونوں مڑے اور آگے پیچھے چلتے ہوئے میٹنگ روم سے باہر آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کار میں بیٹھے سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ دونوں خاموش تھے۔ آشا رائے تو اس لئے خاموش تھی کہ اب وہ کچھ کچھ شاگل کی فطرت کو سمجھنے لگ گئی تھی۔ شاگل کے چہرے پر غور و فکر کے تاثرات نمایاں تھے اور آشا رائے جانتی تھی کہ اگر وہ بولی تو شاگل کو غصہ آ جائے گا اور پھر اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ اسے اٹھا کر کار سے باہر پھینک دے۔ کچھ دیر بعد وہ سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر پہنچ گئے۔

"میرے لئے کیا حکم ہے چیف"...... آشا رائے نے کار سے اترتے ہی بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو شاگل اس طرح چونک کر اسے دیکھنے لگا جیسے اسے زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہو۔

"تم میرے آفس میں آ جاؤ"...... شاگل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے آفس کی طرف بڑھنے لگا۔ آشا رائے اس کے پیچھے تھی۔

"بیٹھو"...... آفس میں پہنچ کر شاگل نے آشا رائے سے کہا اور خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم نے سنا کہ ہمیں کیا مشن دیا گیا ہے اور ساتھ ہی کیا دھمکی دی گئی ہے کہ اگر ہم مشن میں ناکام رہے یا ہم نے اس انداز میں مشن مکمل نہ کیا جیسے حکومت چاہتی ہے تو ہمیں سروس سے ہی نکال دیا جائے گا۔ سنا ہے تم نے یا نہیں"...... شاگل نے آخر میں غراتے ہوئے کہا۔

"لیس چیف۔ میں نے سنا ہے لیکن فیصلہ تو آپ نے ہی کرنا ہے۔ میں نے تو آپ کے حکم کی تعمیل کرنی ہے البتہ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ یہ کام میرے لئے واقعی قطعاً مشکل نہیں ہے۔ ایک آدمی کو جو ایک گھر میں اکیلا رہتا ہے یا زیادہ سے زیادہ اس نے دو تین سیکورٹی گارڈز رکھے ہوں اسے اغوا کر کے یہاں لانا کیا مشکل ہو سکتا ہے اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی لیکن بہرحال فیصلہ تو آپ نے کرنا ہے"...... آشا رائے نے کہا تو شاگل کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے آشا رائے کی بات یقیناً پسند آئی تھی۔

"میں چاہتا تو یہی ہوں کہ تمہیں پاکیشیا بھجوا دوں لیکن بظاہر یہ

مشن جتنا آسان اور سادہ محسوس ہو رہا ہے ہوسکتا ہے اتنا ہی زیادہ کٹھن ثابت ہو اور چونکہ تمہارا واسطہ کبھی ان شیطانوں سے نہیں پڑا اس لئے تمہیں کسی طور پر اندازہ بھی نہیں ہوسکتا کہ یہ کیا کر سکتے ہیں اس لئے میں سائنسدان کو اغوا کرنے کا مشن راجیش کے ذمے لگا رہا ہوں البتہ تم چاہو تو اسے سپروائز کرسکتی ہو اور اس سلسلے میں پاکیشیا بھی جا سکتی ہو لیکن تم براہِ راست مداخلت نہیں کرو گی اور سپیشل زیرو فون سے ہٹ کر کسی فون سے بات بھی نہیں کرو گی''...... شاگل نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا تو آشا رائے کا بات کے شروع میں بگڑتا ہوا چہرہ آخر میں بے اختیار کھل اٹھا۔ اسے صرف اس بات پر خوشی ہوئی تھی کہ وہ مشن پر جا رہی ہے۔ باقی وہاں کیا ہوتا ہے، کیسے ہوتا ہے اس کی اسے فکر نہ تھی۔

رانا ہاؤس کے ٹارچنگ روم میں راڈز والی کرسی پر جہانگیر ڈھلکے ہوئے انداز میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ وہ بے ہوش تھا اسے یہاں ٹائیگر لے آیا تھا اور اس کے کہنے پر جوزف نے جہانگیر کو راڈز میں جکڑا تھا۔ اس وقت جوزف، ٹائیگر اور جوانا تینوں وہاں موجود تھے۔ انہیں عمران کی آمد کا انتظار تھا کیونکہ ٹائیگر نے عمران کو فون کر کے جہانگیر کو یہاں لے آنے کے بارے میں بتا دیا تھا اور عمران نے رانا ہاؤس آنے کا کہا تھا اس لئے وہ تینوں اس کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر کار کے ہارن کی آواز سن کر جوزف تیزی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے جوانا بھی باہر نکل گیا جبکہ ٹائیگر وہیں موجود تھا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے جوانا تھا جبکہ جوزف شاید سیکورٹی کے لئے باہر ہی رہ گیا تھا۔

''تو یہ ہے بمل رائے جو یہاں جہانگیر کے نام سے رہ رہا

تھا''...... عمران نے کرسی پر بیٹھ کر سامنے راڈز میں جکڑے جہانگیر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جو عمران کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ چکا تھا جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جہانگیر کو آفس سے اٹھا کر یہاں تک لانے کی تفصیل بھی بتا دی۔

''جوانا۔ اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے اپنے عقب میں کھڑے جوانا سے کہا۔

''یس ماسٹر''...... جوانا نے جواب دیا اور آگے بڑھ کر جہانگیر کی کرسی کے عقب میں پہنچ کر اس نے ایک ہی ہاتھ سے جہانگیر کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب جہانگیر کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو اس نے ہاتھ ہٹا لیا اور واپس آ کر ایک بار پھر عمران کی کرسی کے عقب میں کھڑا ہو گیا۔ کچھ دیر بعد جہانگیر ہوش میں آ گیا۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تم۔ تم ٹائیگر۔ تم تو میرے دوست ہو پھر یہ سب کیا ہے''۔ جہانگیر نے عمران کے ساتھ بیٹھے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں جہانگیر کا دوست تھا۔ کافرستانی ایجنٹ بمل رائے کا نہیں''...... ٹائیگر نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میرا کافرستان سے کیا تعلق''...... جہانگیر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے تم پر شک ہوا تو میں نے تمہاری میز کے نیچے سپر ڈکٹا فون نصب کر دیا تھا اور اس کے ذریعے تمہاری آشا رائے سے ہونے والی فون کال کی ریکارڈنگ میرے پاس موجود ہے جو تمہیں سنوائی جا سکتی ہے لیکن ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہارے بمل رائے ہونے کا ثبوت مہیا کرتے رہیں۔ تمہاری بات چیت سے یہ معلوم ہوا ہے کہ سائنس دان ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ پر حملہ کرنے والے کافرستانیوں کی سپروائزری تم کر رہے تھے۔ اب تم ہمیں بتاؤ گے کہ وہ نوٹ بک جو ڈاکٹر وحید سے چھینی گئی تھی اس وقت کہاں ہے''...... ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''تمہیں کوئی بڑی غلط فہمی ہوئی ہے ٹائیگر''...... جہانگیر اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

''تم کیوں خواہ مخواہ اپنا اور میرا وقت ضائع کر رہے ہو ٹائیگر۔ چھوڑو نوٹ بک کو وہ ہم خود ٹریس کر لیں گے۔ کسی سائنسدان تک ہی پہنچی ہو گی اور کسی ریز لیبارٹری میں ہو گی۔ ہمیں اس سے یہ معلوم کرنا ہے کہ پاکیشیا میں کافرستان کا سیٹ اپ کیا ہے اور یہ کام تم سے زیادہ اچھی طرح جوانا کر لے گا''...... عمران نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

''یس ماسٹر۔ آپ حکم دیں پھر دیکھیں کہ یہ کتنی ہڈیاں تڑوانے کے بعد اصل بات بتاتا ہے''...... عمران کے عقب میں کھڑے جوانا نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں جناب۔ یہ سب کسی بڑی غلط فہمی کا نتیجہ ہے''...... جہانگیر نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''آخری بار کہہ رہا ہوں ٹوٹ پھوٹ سے بچ جاؤ اور یہ بھی وعدہ رہا کہ تمہیں ہلاک نہیں کیا جائے گا البتہ قانون کے حوالے کر دیا جائے گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''مجھے یہاں کے سیٹ اپ کا علم نہیں ہے البتہ میرا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے اس کا چیف شاگل براہِ راست مجھے حکم دیتا ہے''...... آخر کار بمل رائے نے بولنا شروع کر دیا۔

''لیکن تم نے تو رپورٹ کسی آشا رائے کو دی ہے''...... عمران سے پہلے ٹائیگر نے کہا۔

''میرا اس سے پہلے کبھی کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ چیف شاگل کی اسسٹنٹ ہے اور پاکیشیا کا ڈیسک اس کے پاس ہے''...... بمل رائے نے جواب دیا۔

''کیا فون نمبر ہے اس کا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے تو سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کا فون نمبر معلوم ہے جس پر چیف شاگل سے بات ہوتی ہے''...... بمل رائے نے کہا اور آخر میں فون نمبر بھی بتا دیا۔

''یہ تو مجھے بھی معلوم ہے لیکن اب تمہیں یہ سب کچھ کنفرم کرانا ہو گا جو تم نے بتایا ہے۔ میں نمبر ملواتا ہوں۔ تم شاگل یا آشا رائے کسی سے بات کرو اور یہ ساری بات کنفرم کراؤ''...... عمران نے

کہا۔

''میں بات کرتا ہوں۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں آئندہ کبھی پاکیشیا کے خلاف کام نہیں کروں گا''...... بمل رائے نے بھیک مانگنے والے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی مکمل طور پر ہتھیار ڈال چکا تھا۔

''ٹائیگر۔ فون پر نمبر ملاؤ اور رسیور اس کے کان سے لگا دو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھا اور سائیڈ پر موجود چھوٹی میز پر پڑے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور بمل رائے کا بتایا ہوا کافرستان کا رابطہ نمبر اور فون نمبر پریس کر دیا اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ پھر اس نے فون اٹھایا اور اسے لے کر بمل رائے کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے رسیور اس کے کان سے لگا دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس پلیز''...... رابطہ ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں پاکیشیا سے بمل رائے بول رہا ہوں۔ چیف شاگل سے بات کرائیں''...... بمل رائے نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے شاگل کی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے بمل رائے بول رہا ہوں چیف''...... بمل رائے نے کہا۔

"بمل رائے۔ وہ کون ہے میں تو کسی بمل رائے کو نہیں جانتا"...... دوسری طرف سے شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ وہ سمجھ گیا کہ پاکیشیا سے فون کرنے پر اصل شناخت نہیں ظاہر کی جاتی ہو گی۔

"سوری چیف۔ میں جہانگیر بول رہا ہوں۔ میں نے پہلے فون کیا تھا اور میں نے اپنا تعارف جہانگیر کے نام سے کرایا تو آپ کی اسسٹنٹ آشا رائے نے مجھے ڈانٹ دیا اور اصل نام بتانے کے لئے کہا۔ میں نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ آپ نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے لیکن وہ اپنی بات پر بضد رہیں۔ جس پر مجھے مجبوراً اصل نام بمل رائے بتانا پڑا۔ اب بھی میں نے اس لئے اصل نام بتایا ہے کیونکہ میں سمجھا کہ شاید آپ نے اس کا حکم دیا ہو گا"...... بمل رائے نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وہ احمق، نانسنس ہے۔ آئندہ ایسی غلطی نہ کرنا۔ اب بتاؤ کیوں کال کی ہے"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"عمران کا شاگرد ٹائیگر میرا طویل عرصے سے دوست ہے۔ اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ عمران اور وہ کافرستان کے خلاف کام کر رہے ہیں"...... بمل رائے نے کہا۔

"کیا کام"...... شاگل نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"میرے بار بار پوچھنے کے باوجود اس بارے میں اس نے کچھ

نہیں بتایا۔ میں نے سوچا آپ کو اطلاع کر دوں تاکہ آپ پہلے سے عمران اور ٹائیگر کے شکار کے لئے تیار رہیں"...... بمل رائے نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ وہ کس مشن پر کام کر رہے ہیں اور ہم ان کا شکار کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں بلکہ اس بار ہم ان کے ملک میں ان کا شکار کھیلیں گے"...... دوسری طرف سے شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں"...... بمل رائے نے کہا۔

"نہیں۔ تم سامنے نہیں آؤ گے ورنہ انہیں تم پر بھی شک پڑ سکتا ہے۔ یہ کام راجیش اور آشا رائے مل کر کریں گے۔ اوکے"۔ شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر واپس آ کر فون کو چھوٹی میز پر رکھ دیا۔

"اب تو تم کنفرم ہو گئے ہو گے۔ اب مجھے چھوڑ دو"...... بمل رائے نے کہا۔

"تمہارا یہاں کتنا وسیع نیٹ ورک ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں بہت محدود پیمانے پر کام کرتا ہوں۔ صرف میرا اسسٹنٹ ہاشم میرے ساتھ کام کرتا ہے۔ میں سچ بول رہا ہوں تم بے شک ہاشم سے پوچھ لو"...... بمل رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب ہاشم جواب دینے کے قابل نہیں رہا"...... ٹائیگر نے کہا تو بمل رائے چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیوں''...... بمل رائے نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ میں اغوا کرنے کے لئے تمہیں بے ہوش کر کے اپنے کاندھے پر لاد چکا تھا تو اچانک تمہارا اسسٹنٹ ہاشم دوسرے دروازے سے اندر داخل ہوا۔ وہ اچھا لڑاکا تھا لیکن اس کا مقابلہ مجھ سے تھا اس لئے اسے اپنی جان کی بازی ہارنی پڑی''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ہاشم ہلاک ہو گیا ہے۔ اوہ۔ کیا واقعی لیکن وہ تو بہترین لڑاکا تھا۔ وہ کیسے فائٹ میں مارا جا سکتا ہے''...... بمل رائے نے کہا۔

''میں دوسرے کمرے میں جا رہا ہوں۔ یہ تمہارا دوست ہے۔ اس کا کیا کرنا ہے اس کا فیصلہ تم نے کرنا ہے''...... اچانک عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ جوانا بھی اس کے پیچھے ہی باہر نکل گیا تھا اور ٹائیگر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ٹائیگر پلیز۔ مجھے چھوڑ دو تم تو میرے دوست ہو''...... اسی لمحے بمل رائے نے کہا تو ٹائیگر اس طرح چونکا جیسے اسے اب احساس ہوا ہو کہ وہ کہاں موجود ہے۔

''سوری بمل رائے۔ تم نے جہانگیر بن کر میرے ملک کے خلاف کام کیا ہے اور ایسے لوگوں کی لاشیں ہمیشہ گٹر میں ڈالی جاتی ہیں۔ تمہاری لاش بھی وہیں پہنچے گی''...... ٹائیگر نے انتہائی سخت لہجے

میں کہا۔

''کیا تم اس قدر بزدل ہو کہ کسی کو راڈز میں جکڑ کر اور بے بس کر کے اس پر فائر کھولو گے۔ اگر تم بہادر ہو تو مجھے چھو دو اور یہاں سے جانے دو۔ اس کے بعد میرا چیلنج ہے کہ تم اگر مجھ پر حاوی ہو سکے تو مجھے ہلاک کر دینا''...... بمل رائے نے کہا۔

''سوری بمل رائے۔ میں ایسی جذباتی باتوں کے فریب میں نہیں آتا۔ تم اگر میرے خلاف کام کر رہے ہوتے۔ تو میں تمہیں انگلی بھی نہ لگاتا لیکن اب تمہیں چھوڑنا اپنے ملک سے غداری ہے''...... ٹائیگر نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بمل رائے کوئی جواب دیتا ٹائیگر نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی کمرہ بمل رائے کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔

آشا رائے کار میں سوار ایئر پورٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گو مشن تو چیف شاگل نے راجیش کے ذمہ لگایا تھا اور راجیش اپنے ساتھیوں کے ساتھ پاکیشیا جا رہا تھا لیکن چیف شاگل نے آشا رائے کو بھی اجازت دے دی تھی کہ وہ علیحدہ رہ کر اس مشن کو سپروائز کر سکتی ہے اور مشن کو سپروائز کرنے کی غرض سے آشا رائے پاکیشیا جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ راجیش اپنے دو ساتھیوں جن میں ایک مرد پرکاش اور دوسری ایک عورت شکنتلا نامی تھی یہ دونوں طویل عرصے سے راجیش کے گروپ میں کام کر رہے تھے اور اس گروپ کی کامیابیوں کی طویل فہرست موجود تھی۔ آشا رائے چونکہ چیف شاگل کی اسسٹنٹ تھی اس لئے باقی سب اس کے ماتحت تھے چنانچہ آشا رائے نے راجیش اور اس کے ساتھیوں سے باقاعدہ میٹنگ کی تھی اور ان کے درمیان یہ طے پایا تھا کہ آشا رائے ان سے علیحدہ رہے گی اور ان کے درمیان سپیشل سیٹلائٹ فون کے

ذریعے بات چیت ہوتی رہے گی۔ آشا رائے وہاں انہیں مشن کے لئے آسانیاں مہیا کرے گی لیکن وہ خود کھل کر سامنے نہ آنا چاہتی تھا۔ انہیں خدشہ تھا کہ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس یا ملٹری انٹیلی جنس ڈاکٹر وحید کی نگرانی نہ کر رہے ہوں کیونکہ تھوڑا عرصہ پہلے ڈاکٹر وحید پر حملہ کر کے ان کی سائنسی نوٹ بک حاصل کی گئی تھی اور اس مشن پر پاکیشیا میں یقیناً کام کیا جا رہا ہو گا لیکن یہ مشن اس انداز میں مکمل کیا گیا تھا کہ اب تک کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ یہ واردات کس نے کی ہے اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں نہ آئی تھی ورنہ وہ فوراً کافرستان پر چڑھ دوڑتی۔ راجیش اور اس کے ساتھیوں کے لئے رہائش گاہ اور کار کا حصول آشا رائے وہاں کے ایجنٹوں کے ذریعے کرے گی تاکہ اگر کسی کو شک بھی ہو تو وہ آشا رائے کے گرد گھومتا رہ جائے گا اصل آدمیوں تک نہ پہنچ سکے گا۔

اسی طرح ڈاکٹر وحید کو سمندری راستے سے کافرستان بھجوانے کے انتظامات کی ذمہ داری بھی آشا رائے نے اپنے ذمے لے لی تھی۔ ایئر پورٹ پر پہنچ کر وہ بورڈنگ کارڈ لینے کے لئے مخصوص کاؤنٹر کی طرف بڑھی ہی تھی کہ اچانک کسی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا تو آشا رائے تیزی سے اس طرف کو مڑی اور دوسرے ہی لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ کیونکہ ایک خوبصورت لڑکی اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھے مسکرا رہی تھی۔ یہ آشا رائے کی بہترین

دوست تھی۔ گریٹ لینڈ میں جہاں آشا رائے نے مارشل آرٹ کی خصوصی ٹریننگ حاصل کی تھی وہاں پر یہ لڑکی اس کے ساتھ ٹریننگ لیتی رہی تھی اور بعد میں آشا رائے تو واپس کافرستان آ گئی لیکن یہ لڑکی جو یورپی نژاد تھی اور اس کا نام ڈیمی تھا اس نے بعد میں گریٹ لینڈ کی ملٹری انٹیلی جنس جوائن کر لی اور اب ان کی ملاقات تقریباً ایک سال بعد ہو رہی تھی۔

''ارے ڈیمی تم اور یہاں''...... آشا رائے نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ ڈیمی سے بے اختیار لپٹتی چلی گئی۔

''تم کہاں گم رہتی ہو۔ چار روز سے تمہیں کافرستان میں ڈھونڈتی پھر رہی ہوں۔ اب یہ سوچ کر پاکیشیا جا رہی تھی کہ شاید تم وہاں شفٹ نہ ہو گئی ہو کیونکہ تم نے ایک بار کہا تھا کہ تمہاری ماں پاکیشیا کی رہنے والی تھی جبکہ تمہارا والد کافرستانی تھا''...... ڈیمی نے کہا تو آشا رائے بے اختیار ہنس پڑی۔

''تفصیل سے بعد میں بات ہو گی پہلے بورڈنگ کارڈ لے لیا جائے۔ چلو ہم اکٹھی سیٹیں لے لیں گی''...... آشا رائے نے کہا اور پھر واقعی انہوں نے اکٹھی سیٹیں لیں اور چونکہ ابھی فلائٹ کی روانگی میں ایک گھنٹہ رہتا تھا اس لئے دونوں ایئر پورٹ کے ریسٹورنٹ میں جا کر بیٹھ گئیں۔

''ہاں اب بتاؤ تم مجھے اس انداز میں کیوں ڈھونڈ رہی تھیں''...... آشا رائے نے ویٹر کو ہاٹ کافی لانے کا کہہ کر ڈیمی سے

مخاطب ہو کر کہا۔ کچھ دیر بعد کافی سرو کر دی گئی۔

''میں گریٹ لینڈ کی ایک سرکاری تنظیم ریڈ سرکل میں شامل ہو چکی ہوں اور میں ایک مشن کے سلسلے میں تم سے تعاون چاہتی تھی اس لئے تمہیں تلاش کر رہی تھی''...... ڈیمی نے ہاٹ کافی کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

''اور جب میں نہ ملی تو تم نے پاکیشیا جانے کا فیصلہ کر لیا۔ سچ بتاؤ کیوں جا رہی تھی تم پاکیشیا''...... آشا رائے نے کہا تو ڈیمی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تم ہنس کیوں رہی ہو''...... آشا رائے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس لئے ہنس رہی ہوں کہ کیا اتفاق ہے تم سمجھ رہی ہو کہ میں غلط بیانی کر رہی ہوں حالانکہ میں سچ بول رہی ہوں۔ میں نے کافرستانی ملٹری انٹیلی جنس کے ایک آدمی اجیت سنگھ سے تمہارے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ تم پاکیشیا گئی ہوئی ہو۔ میرے مزید پوچھنے پر اس نے بتایا کہ تم پاکیشیائی دارالحکومت میں ایک شوٹنگ کلب کے مالک بمل رائے جسے وہاں سب جہانگیر کے نام سے جانتے ہیں کے پاس رہ رہی ہو۔ میرے پوچھنے پر کیوں وہاں رہ رہی ہو تو اس نے بتایا کہ تمہارے چیف نے وہاں تمہیں ٹریننگ کے لئے بھیجا ہے چنانچہ میں نے پاکیشیا جا کر تم سے ملنے کا پروگرام بنا لیا''...... ڈیمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اجیت سنگھ سے تمہاری واقفیت کیسے ہوگئی''...... آشا رائے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''بس ایک سورس میں اس تک پہنچی تھی تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ تمہارا فرینڈ ہے''...... ڈیمی نے جواب دیا۔

''ہاں ہے تو وہ میرا فرینڈ لیکن اس نے میرے بارے میں غلط بیانی کیوں کی۔ بہرحال بعد میں دیکھا جائے گا تم بتاؤ کہ تم مجھ سے کیوں ملنا چاہتی تھی''...... آشا رائے نے کہا۔

''حکومت گریٹ لینڈ کو اطلاع ملی ہے کہ کافرستان کے مشہور سائنسدان ڈاکٹر پرشاد ڈیتھ ریز نامی کسی فارمولے پر کام کر رہے ہیں۔ یہ ایسا فارمولا ہے جسے ایکریمین سائنسدانوں نے ناممکن قرار دے کر مسترد کر دیا تھا۔ اس فارمولے پر گریٹ لینڈ میں بھی کام ہو رہا تھا اور گریٹ لینڈ کے سائنسدانوں نے اسے ممکن قرار دیا تھا۔

پھر گریٹ لینڈ حکومت کو اطلاع ملی کہ پاکیشیا میں ایک سائنس دان ڈاکٹر وحید بھی اس فارمولے پر کام کر رہے ہیں۔ گریٹ لینڈ میں ایک سائنسی پوائنٹ پر معاملہ اٹک گیا۔ گریٹ لینڈ کے سائنسدانوں نے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی لیکن وہ پرابلم حل نہ ہو سکا تو سائنسدانوں نے حکومت گریٹ لینڈ سے ڈاکٹر پرشاد کی مدد حاصل کرنے کے لئے کہا۔ ہماری حکومت نے کافرستانی حکومت سے بات کی اور ان کے درمیان کچھ معاہدے ہوئے جن سے

کافرستان کو بہت زیادہ فائدے مل سکتے تھے لیکن ڈاکٹر پرشاد نے بتایا کہ وہ خود اسی سائنسی پوائنٹ پر اٹکا ہوا ہے اور انہوں نے پاکیشیائی سائنسدان ڈاکٹر وحید کی نوٹ بک منگوالی ہے تاکہ یہ سائنسی مسئلہ حل ہو سکے لیکن نوٹ بک آنے کے بعد پتہ چلا کہ ڈاکٹر وحید ان ریز کے ایک مختلف پہلو پر کام کر رہے ہیں۔ ان ریز کی مدد سے انسانی جسم کے اندر ہر قسم کا آپریشن چیر پھاڑ کئے بغیر کیا جا سکتا ہے اور یہ انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہو گی لیکن ڈاکٹر پرشاد نے کہا ہے کہ انہوں نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ ڈاکٹر وحید کو کافرستان لے آئیں۔ یہ معلوم ہونے پر حکومت گریٹ لینڈ نے یہ ذمہ داری ریڈ سرکل پر ڈال دی کہ وہ اس اغوا کے سلسلے میں حکومت کافرستان کی مدد کرے اور چیف آف ریڈ سرکل نے ذمہ داری میرے سپرد کی ہے کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ حکومت کافرستان نے ڈاکٹر وحید کو اغوا کرنے کی ذمہ داری کافرستان کی سیکرٹ سروس کو دی ہے اور چیف شاگل نے یہ مشن تمہیں دیا ہے کیونکہ تم اس کی اسسٹنٹ ہو چنانچہ ریڈ سرکل چیف نے مجھے کافرستان بھجوایا لیکن یہاں تم سے ملاقات نہ ہو سکی تو میں اب پاکیشیا جا رہی تھی تاکہ تم سے وہیں ملاقات کر سکوں''...... ڈیمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے لیکن میں چیف شاگل کی اجازت کے بغیر تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتی اور دوسری بات یہ کہ میں

نے مشن کو صرف مانیٹر کرنا ہے جبکہ اصل مشن راجیش اور اس کے ساتھیوں نے مکمل کرنا ہے اس لئے میرے ساتھ رہ کر تم کیا کرو گی۔ تم واپس جاؤ ہم جب مشن مکمل کر لیں گے تو تمہیں اطلاع دے دی جائے گی“...... آشا رائے نے کہا۔

”میری تمہارے چیف سے فون پر بات ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ وہ تم سے بات کریں گے یقیناً انہوں نے بات کی ہو گی“۔ ڈیمی نے کہا۔

”نہیں۔ چیف نے تو ابھی تک فون نہیں کیا“...... آشا رائے نے کہا۔ اسی وقت اس کی جیب سے سیل فون کی مخصوص گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو آشا رائے نے تیزی سے جیب سے سیل فون نکالا اور اس کا ڈسپلے دیکھنے لگی۔

”اوہ۔ چیف کی کال ہے“...... آشا رائے نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ سامنے بیٹھی ہوئی ڈیمی کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

”یس چیف۔ آشا رائے بول رہی ہوں“...... آشا رائے نے کالنگ بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”تمہاری ملاقات گریٹ لینڈ کی ڈیمی سے ہو گئی ہے یا نہیں“...... شاگل نے کہا۔

”یس چیف۔ ہم ریستوران میں اکٹھی موجود ہیں“...... آشا رائے نے کہا۔

”وہ اس مشن میں تمہارے ساتھ رہے گی البتہ وہ تمہیں اسسٹ کرے گی اور اس مشن کی چیف تم ہی ہو گی البتہ یہ سن لو کہ مجھے ہر صورت میں کامیابی چاہئے اور وہاں کسی کو بھی کسی طرح یہ معلوم نہ ہو سکے کہ ڈاکٹر وحید کہاں گیا۔ سمجھ گئی تم“...... چیف شاگل نے کہا۔

”یس چیف“...... آشا رائے نے کہا۔

”اور سنو۔ شوٹنگ کلب کے مالک بمل رائے عرف جہانگیر اور اس کے اسسٹنٹ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس لئے اب تم نے ادھر کا رخ نہیں کرنا“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو آشا رائے بے اختیار اچھل پڑی۔

”کس نے کیا ہے ایسا چیف“...... آشا رائے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران کے شاگرد ٹائیگر نے کے بارے میں بتایا جاتا ہے اس لئے اگر تم نے ادھر کا رخ کیا تو تم بھی ان کی نظروں میں آ جاؤ گی“...... چیف شاگل نے کہا۔

”تو پھر ہم وہاں کس سے رابطہ کریں گے“...... آشا رائے نے کہا۔

”ڈیمی کو سامنے لے آؤ اس پر کسی کو شک نہیں پڑے گا اور پاکیشیا دارالحکومت میں ریڈ لائٹ کلب موجود ہے اس کا مالک ایڈورڈ ہے اس سے بات ہو چکی ہے۔ وہ تمہاری ہر طرح سے مدد

کرے گا''...... چیف شاگل نے کہا۔

''او کے چیف''...... آشا رائے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے دراصل یہ آئیڈیا پسند نہیں آیا تھا کہ کافرستان کی بجائے گریٹ لینڈ کے آدمیوں کے ذریعے مشن مکمل کیا جائے لیکن ظاہر ہے وہ چیف شاگل کے خلاف بات تک نہ کرسکتی تھی اس لئے خاموش ہوگئی۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ناشتے کے بعد اخبارات پڑھنے میں مصروف تھا جبکہ سلیمان حسب معمول خریداری کے لئے جا چکا تھا کہ پاس میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے اخبار سے نظریں ہٹائیں اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''صبح سویرے علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کا سلام قبول کیجئے''...... عمران نے لکھنوی لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہارے لئے صبح سویرے ہے۔ لوگ دفتروں میں آدھے سے زیادہ کام نمٹا چکے ہیں''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی قدرے غصیلی آواز سنائی دی۔

''آپ کا مطلب ہے سہ پہر ہو چکی ہے۔ صبح کی نماز تو میں نے پڑھی تھی اب اگر عصر کا وقت ہے تو پھر ظہر کی نماز کہاں گئی۔ آپ کا مطلب ہے اسے قضا پڑھوں''...... عمران نے انتہائی افسوس

بھرے لہجے میں کہا جیسے ظہر کی نماز قضا ہو جانے کا اسے بہت دکھ ہو رہا ہو۔

"ارے ارے میں نے کب کہا ہے کہ سہ پہر ہو چکی ہے۔ دس بج چکے ہیں اور آٹھ بجے دفاتر کا ٹائم شروع ہو جاتا ہے"۔ سرسلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ نے کہا ہے کہ دفتروں میں لوگ آدھے سے زیادہ کام کر چکے ہیں تو اگر لوگ دو گھنٹے میں آدھے سے زیادہ کام ختم کر لیتے ہیں تو ڈیوٹی کے باقی گھنٹے کیا لڈو یا سانپ سیڑھی کا کھیل کھیلتے رہتے ہیں۔ یہ تو بڑی ناانصافی ہے۔ تنخواہیں آپ لیں آٹھ گھنٹوں کی اور کام صرف تین گھنٹے کریں"...... عمران نے ایسے پرجوش لہجے میں کہا جیسے سیاست دان اپنے مخالفوں پر الزام لگاتے ہوئے پرجوش ہو جاتے ہیں۔

"یہ تم نے مجھے کس چکر میں پھنسا دیا۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ تم فوراً میرے آفس پہنچو۔ ایک انتہائی اہم شخصیت یہاں موجود ہے جس سے تمہارا تعارف کرانا ہے اور انہوں نے تمہیں براہِ راست کوئی اہم پیغام بھی دینا ہے۔ جلدی پہنچو میں نے ایک اہم میٹنگ بھی اٹینڈ کرنی ہے"...... سرسلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد اس کی نئے ماڈل کی سپورٹس کار خاصی

تیز رفتاری سے سنٹرل سیکرٹریٹ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ سنٹرل سیکرٹریٹ کی وسیع و عریض پارکنگ میں کار روک کر وہ سرسلطان کے آفس کی طرف بڑھ گیا۔ سرسلطان کے آفس سے پہلے ان کے پی اے کا آفس تھا۔ عمران نے پردہ ہٹایا اور پی اے کے آفس میں داخل ہو گیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ"...... عمران نے کہا۔

"وعلیکم السلام"...... پی اے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"ارے ارے کیا ہوا۔ کیا سلام کے الفاظ لوہے کی کیلیں ہیں کہ جیسے ہی میں نے سلام کیا تم بوکھلائے ہوئے انداز میں نہ صرف اٹھ کھڑے ہوئے ہو بلکہ لحہ بہ لحہ نروس سے نروس تر ہوتے چلے جا رہے ہو"...... عمران نے پی اے کے کاندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے اس طرح اچانک مکمل سلام کیا کہ میں واقعی بوکھلا گیا ہوں۔ آئی ایم سوری۔ حکم کریں میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... پی اے نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"تم نے خدمت کیا کرنی ہے میرے سلام کا جواب تو دیا نہیں تم نے۔ صرف وعلیکم السلام کہہ دیا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو پی اے بے اختیار ہنس پڑا اور اس نے سلام کا مکمل جواب ایسے انداز میں دیا جیسے چھوٹے بچے استاد کو رٹا ہوا سبق سنایا

کرتے ہیں۔

''اب یہ بتاؤ کہ سرسلطان کے آفس میں کون آیا ہے کہ سرسلطان نے اودھم مچا دیا ہے کہ میں جلد از جلد پہنچوں۔ کوئی خوبصورت خاتون تو نہیں''...... عمران نے آخری الفاظ ایسے انداز میں کہے جیسے رازدارانہ طور پر پوچھ رہا ہو۔

''ہیں تو وہ لیڈی اور خوبصورت بھی ہیں لیکن لڑکی بہرحال نہیں ہیں''...... پی اے نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ارے پھر تو تم بدقسمت رہے ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ تمہارے لئے بات کروں۔ اب کیا کیا جائے۔ اوکے اللہ حافظ''...... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے پردہ ہٹا کر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ اپنے پیچھے اسے پی اے کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔ سرسلطان کے آفس کے سامنے سٹول پر ایک نوجوان چپڑاسیوں کی مخصوص یونیفارم پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ عمران کو دیکھ کر اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اس نے باقاعدہ سر جھکا کر اسے سلام بھی کیا۔

''تمہاری شکل احمد دین سے بہت ملتی ہے اس کے بیٹے تو نہیں ہو۔ وہ خود کیوں نہیں آیا''...... عمران نے نوجوان کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''جی آپ کا خیال درست ہے۔ احمد دین میرے والد ہیں۔ وہ بیمار ہو گئے ہیں۔ میں یہاں پہلے بھی تھا البتہ آج سے بڑے

صاحب کے آفس کے باہر ڈیوٹی دے رہا ہوں''...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ارے کیا ہو گیا احمد دین کو۔ ابھی پچھلے ہفتے تو اس نے مجھے کشتی کا چیلنج دیا تھا اور میں اس کی شاندار صحت دیکھ کر دم دبا کر بھاگ نکلا تھا''...... عمران نے کہا تو نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

''صاحب۔ وہ کوئی زیادہ تو بیمار نہیں ہیں بس بخار ہو گیا ہے''...... نوجوان نے جواب دیا۔

''اللہ تعالیٰ اسے صحت دے۔ ویسے تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میرا نام ہاشم ہے جناب''...... نوجوان نے کہا۔

''اوکے۔ آج گھر جا کر اپنے ابو کو میری طرف سے سلام دینا اور تھوڑی سی رقم رکھ لو اپنے ابو کو موسم کے پھل کھلا دینا''...... عمران نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر ہاشم کے ہاتھ میں زبردستی پکڑاتے ہوئے کہا۔

''ارے صاحب۔ بڑے صاحب گھر آئے تھے وہ رقم دے گئے ہیں''...... ہاشم نے نوٹوں کی گڈی کو دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن عمران اس کی بات ان سنی کرتے ہوئے سرسلطان کے آفس کا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہو گیا۔ آفس میں سرسلطان کے سامنے کرسی پر ایک ادھیڑ عمر کی خاتون بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اطالیہ نژاد تھی۔

"آؤ آؤ عمران بیٹے۔ ان سے ملو یہ اطالیہ کی سیکرٹری سائنس میڈم سارنگ ہیں اور میڈم یہ وہی عمران ہے جس کے بارے میں، میں نے آپ کو ابھی بتایا ہے"...... سرسلطان نے دونوں کا باہمی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو آمران۔ تم سے مل کر بے حد خوشی ہوئی"...... میڈم سارنگ نے اٹھ کر مصافحے کے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہمارے یہاں اپنی عمر کے گروپ سے ہاتھ ملائے جاتے ہیں اس لئے اگر ہاتھ ملانا ہے تو سرسلطان سے ملا لیں۔ میں تو ابھی بوڑھا ہونا شروع بھی نہیں ہوا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میڈم سارنگ۔ آپ بیٹھیں یہ یونہی اول فول بولتا ہے"...... سرسلطان نے میڈم سارنگ سے کہا تو وہ ہونٹ بھینچے واپس کرسی پر بیٹھ گئی لیکن اس کے چہرے پر کبیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"سرسلطان۔ محترمہ سارنگی کون سا راگ الاپتی ہیں۔ بھیرویں، ملہار یا کوئی اور"...... عمران نے میز کی دوسری سائیڈ پر موجود ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے پاکیشیائی زبان میں کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ سارنگی نہیں سارنگ اور یہ انتہائی معزز خاتون ہیں"...... سرسلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اچھا اچھا میں سمجھ گیا۔ یہ راگ المیہ گاتی ہیں۔ اوہ میرا مطلب ہے رونے والا راگ، سیڈ سانگ"...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آتا تھا۔ اس نے اپنی طرف سے راگ کا نام ایجاد

کرتے ہوئے کہا۔

"سرسلطان۔ مجھے اجازت دیں۔ آئی ایم سوری۔ اب میں مزید ان صاحب کو برداشت نہ کرسکوں گی"...... لیڈی سارنگ نے اٹھتے ہوئے خاصے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"انکل ڈیوڈ مجھے برداشت نہ کر سکتے تھے لیکن اس کے باوجود مجھ سے ملنے کے بہانے ڈھونڈتے رہتے تھے۔ آپ ان کی وائف ہیں ظاہر ہے آپ بھی برداشت نہ کر سکیں گی لیکن انکل ڈیوڈ تو خود مجھے تلاش کرتے تھے۔ میں ازخود آپ کے پاس آ گیا ہوں اس لئے اب بتائیں کیا حکم ہے"...... عمران نے کہا اور جیسے جیسے عمران بولتا جا رہا تھا اٹھ کر کھڑی لیڈی سارنگ کے چہرے کا رنگ ویسے ہی ویسے بدلتا چلا جا رہا تھا اور یہی حال سرسلطان کا تھا۔

"تم۔ تم۔ اوہ تم وہ عمران ہو جسے ڈیوڈ ناٹی بوائے کہا کرتا تھا"...... لیڈی سارنگ نے چیختے ہوئے لہجے میں اور عمران نے زبان سے کوئی جواب دینے کی بجائے بڑے معصوم سے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم۔ تم ناٹی بوائے۔ تم ناٹی بوائے۔ اوہ گاڈ"...... لیڈی سارنگ نے عمران کے اثبات میں سر ہلاتے ہی چیخ چیخ کر ناٹی بوائے کی نہ صرف گردان شروع کر دی بلکہ اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح دونوں بازو کھولے عمران کی طرف بڑھنے لگی کہ عمران کا چہرہ یکلخت اس طرح زرد پڑ گیا جیسے اس نے اچانک کوئی بھوت

دیکھ لیا ہو۔ اسی لمحے سرسلطان زور سے کھنکارے تو فضا پر چھا جانے
والا سحر اچانک ٹوٹ گیا اور تم ناٹی بوائے، تم ناٹی بوائے کی گردان
کرتی ہوئی اور دونوں بازو کھول کر عمران کی طرف تیزی سے بڑھتی
ہوئی لیڈی سارنگ۔ یکلخت اس طرح رک گئی جیسے چابی سے چلنے
والے کھلونے کی چابی اچانک ختم ہو جائے تو وہ کھلونا یکلخت ساکت
ہو جاتا ہے۔

''آئی ایم سوری۔ میں ڈیوڈ کی وجہ سے جذباتی ہو گئی تھی''......
لیڈی سارنگ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور
پھر مڑ کر وہ اپنی کرسی کی طرف بڑھی اور اس طرح جا کر کرسی پر بیٹھ
گئی جیسے بڑی دیر کے بعد اسے بیٹھنے کا موقع ملا ہو۔

''یہ واقعی ناٹی بوائے ہے یہ دوسروں کو ایسے ہی حیرت میں مبتلا
کر دیتا ہے۔ بہرحال اب ہمیں اصل بات پر آ جانا چاہئے۔ سنو
عمران۔ میں نے ملکی سلامتی کے سلسلے میں ایک میٹنگ میں شریک
ہونا ہے اور یہ بہت اہم اور انتہائی ضروری ہے اور لیڈی سارنگ جو
مسئلہ لے کر آئی ہیں وہ بھی بے حد اہم ہے اس لئے سنجیدگی اختیار
کرو''...... سرسلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''آپ اتنی لمبی تقریر نہ بھی کرتے تب بھی میں سنجیدہ ہوں ورنہ
مجھے یقین ہے کہ اس بار لیڈی سارنگ جذباتی ہوئیں تو کسی دیونی
میرا مطلب ہے دیو کی بیگم مجھے اس طرح اٹھا کر لے جائے گی
جیسے باز کسی کبوتر کو اٹھا کر لے جاتا ہے''...... عمران بھلا کہاں باز

آنے والوں میں سے تھا۔

''اوکے۔ تم جا سکتے ہو''...... سرسلطان نے بڑے غصیلے لہجے میں
کہا۔ ان کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا تھا۔

''کیا ہوا۔ کیا غصے میں آنے کو آپ سنجیدگی کہتے ہیں''...... عمران
نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''کسی معزز مہمان سے بات کرنے کا سلیقہ ہوتا ہے۔ کوئی قرینہ
ہوتا ہے جبکہ تم معزز مہمان کو دیو کی بیگم کہہ رہے ہو۔ نانسنس''۔
سرسلطان کے لہجے میں غصہ مزید بڑھ گیا۔

''ارے آپ کو معلوم نہیں ورنہ آپ کو غصہ نہ آتا۔ لیڈی صاحبہ
کے مجازی خدا جناب ڈیوڈ بڑے منحنی سے آدمی تھے لیکن وہ اپنے
آپ کو دیو اور لیڈی صاحبہ کو لیڈی دیو کہا کرتے تھے اس طرح شاید
وہ اپنی کوئی احساس محرومی دور کرتے رہتے تھے۔ بہرحال آئی ایم
سوری۔ آپ کو چونکہ یہ بیک گراؤنڈ معلوم نہ تھا اس لئے آپ کے
سامنے مجھے یہ الفاظ نہیں کہنے چاہئیں تھے۔ آئی ایم رئیلی ویری
سوری''...... عمران نے کہا تو سرسلطان اس بار ہنس پڑے۔

''تم واقعی ناٹی ہو۔ بہرحال اب سنو لیڈی سارنگ حکومت
اطالیہ کی طرف سے خود یہاں اس لئے تشریف لائی ہیں تاکہ
حکومت پاکیشیا اور حکومت اطالیہ کے درمیان جدید ترین سائنسی
لیبارٹریوں کی تیاری کے معاہدے پر مزید بات چیت کر سکیں۔
پاکیشیا چاہتا ہے کہ اطالیہ کی مدد سے چار ایسی ریسرچ لیبارٹریز قائم

کرے جو بین الاقوامی سطح کی ہوں تاکہ ان میں ہر قسم کی سائنسی ایجادات پر بھرپور انداز میں کام ہو سکے۔ حکومت اطالیہ نے اس پر رضامندی بھی ظاہر کی ہے لیکن مسئلہ فنڈز پر آ کر رک گیا۔ حکومت پاکیشیا چاہتی تھی کہ وہ اخراجات کا بیس فیصد دے گی جبکہ حکومت اطالیہ سے درخواست کی گئی کہ بقیہ ایٹی پرسنٹ وہ ادا کرے لیکن وہ ففٹی ففٹی پر کام کرنا چاہتے تھے اس لئے بات چیت کا سلسلہ رک گیا تھا۔ اب لیڈی سارنگ نے عندیہ دیا ہے کہ حکومت اطالیہ ایٹی کی بجائے نائنٹی پرسنٹ پر بھی تیار ہے بشرطیکہ پاکیشیا ڈیتھ ریز کے فارمولے پر کام کرنے والے سائنسدان ڈاکٹر وحید کو ڈیپوٹیشن پر ایک ماہ کے لئے اطالیہ بھجوا دیں''...... سر سلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''کیا اطالیہ میں بھی ڈیتھ ریز پر کام ہو رہا ہے''...... عمران نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب آپ سے کیا چھپانا۔ دنیا کی تمام سپر پاورز اور ایڈوانس ملکوں میں ڈیتھ ریز اور اس کا اینٹی نظام بنانے پر کام ہو رہا ہے سوائے ایکریمیا کے کیونکہ وہاں کے سائنس دانوں نے اسے ناممکن قرار دے دیا ہے۔ پاکیشیا کے ڈاکٹر وحید پہلے ایکریمیا میں کام کرتے تھے''...... لیڈی سارنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کے ساتھ کافرستان کے ڈاکٹر پرشاد بھی کام کرتے تھے۔ آپ نے ان کی بجائے ڈاکٹر وحید کا کیوں انتخاب کیا''...... عمران

نے کہا تو سر سلطان بے اختیار چونک پڑے۔

''تمہیں کیسے یہ سب معلوم ہے''...... لیڈی سارنگ کے بولنے سے پہلے سر سلطان بول پڑے۔

''بس ادھر ادھر سے سنی سنائی باتیں ہیں''...... عمران نے گول مول سا جواب دیا تو سر سلطان نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ عمران کی بات سمجھ گئے ہوں۔

''کافرستان کے ڈاکٹر پرشاد کے بارے میں بھی ہمیں اطلاعات مل چکی ہیں لیکن ساتھ ہی ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر پرشاد خود ایک سائنسی نکتے پر اٹک گئے ہیں اور بے حد کوشش کے باوجود جب وہ آگے نہ بڑھ سکے تو انہوں نے ڈاکٹر وحید سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے انہیں کافرستان آنے کی دعوت دی لیکن ڈاکٹر وحید نے کافرستان جانے سے یکسر انکار کر دیا لیکن پرانے تعلقات کی بناء پر اپنی نوٹ بک انہیں بھجوا دی جس میں اس سائنسی نکتے کا جواب موجود تھا لیکن ڈاکٹر پرشاد اور اس کے ساتھی پھر بھی اس کا حل تلاش نہ کر سکے۔ ان معلومات کے ملنے کے بعد ہم نے سوچا کہ حکومت پاکیشیا سے درخواست کی جائے کہ وہ ڈاکٹر وحید کو ڈیپوٹیشن پر اطالیہ بھجوا دیں تو ہم حکومت پاکیشیا کو ان کی مطلوبہ جدید ترین لیبارٹریز کے قیام میں ہر طرح سے تعاون کریں گے اور ایک ماہ بعد ڈاکٹر وحید کو عزت و احترام سے واپس پاکیشیا پہنچا دیا جائے گا''...... لیڈی سارنگ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے

کہا۔

"لیکن لیڈی صاحبہ۔ ڈاکٹر وحید ڈیتھ ریز پر کام نہیں کر رہے وہ تو ان ریز کے تیسرے آپشن پر کام کر رہے ہیں جو انسانیت کے لئے بے حد فائدہ مند ہے۔ وہ ان ریز کے ذریعے بغیر کسی جراحی یا چیر پھاڑ کے انسان کے اندرونی اعضا کے ہر قسم کے کامیاب آپریشن کرنے کے آپشن پر کام کر رہے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کر رہے ہوں گے لیکن ہمیں ہر طرف سے یہی رپورٹس ملی ہیں کہ ڈاکٹر وحید بے حد ذہین ہیں اور وہ سائنسی الجھنوں کو سلجھانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس لئے میں خود یہاں آئی ہوں۔ پلیز آپ انکار نہ کریں اور ہماری بات مان لیں"...... لیڈی سارنگ نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا فیصلہ تو ڈاکٹر وحید کر سکتے ہیں۔ ہم انہیں مجبور تو نہیں کر سکتے"...... عمران نے کہا۔

وہ کس لیبارٹری میں ہوتے ہیں۔ پلیز مجھے ان سے ملوا دیں میں ان کے پیر پکڑ لوں گی ہمیں ہر صورت میں ڈیتھ ریز اور اس کا اینٹی نظام چاہئے ورنہ اطالیہ کو اس کے دشمن تباہ و برباد کر دیں گے۔" لیڈی سارنگ نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا۔

"انہوں نے اپنی رہائش گاہ میں ہی اپنی پرائیویٹ لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں ان سے بات کرتے ہیں میں بھی منت کروں گا۔ امید ہے آپ کا کام کسی نہ کسی انداز میں

ہو جائے گا"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"او کے سر سلطان آپ کا بے حد شکریہ۔ آپ نے انتہائی مصروفیت کے باوجود مجھے اتنا وقت دیا۔ مجھے یقین ہے دونوں ممالک کی دوستی اور ایک دوسرے سے تعاون میں اضافہ ہوگا"...... لیڈی سارنگ نے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کی آمد ہمارے لئے باعث اعزاز ہے لیڈی صاحبہ"۔ سر سلطان نے سیاسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور میری آمد تو آپ کے لئے باعث فخر ثابت ہوئی ہو گی"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ نجانے وہ اتنی دیر کیسے خاموش رہا تھا۔

"باعث فخر نہیں باعث شرم"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر میٹنگ روم کی طرف بڑھ گئے جبکہ ان کی بات سن کر لیڈی سارنگ بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

"لیڈی سارنگ کیا بوڑھیوں کو بھی شرم آتی ہے"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو لیڈی سارنگ ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس دی۔

درمیانے قد اور قدرے بھاری مگر ورزشی جسم کا مالک راجیش اپنے دو ساتھیوں پرکاش اور شکنتلا جسے عام طور پر سویٹی کہا جاتا تھا کے ساتھ اس وقت ٹیکسی میں سوار پاکیشیائی ایئر پورٹ سے نکل کر ماریو ہوٹل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تینوں کے پاس جو کاغذات تھے ان کے مطابق یہ تینوں کافرستان سے ملحقہ چھوٹے سے ملک کارنگا کے باشندے تھے اور کاغذات کے مطابق انہوں نے نام بھی بدل لئے تھے۔ اب رجیش کا نام فرینک، پرکاش کا نام رابرٹ اور سویٹی کا نام سویٹی ہی رکھا گیا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر راجیش اور عقبی سیٹ پر پرکاش اور سویٹی موجود تھے۔ وہ پہلے بھی کئی بار یہاں آ چکے تھے اس لئے یہاں کا ماحول ان کے لئے اجنبی نہ تھا اور وہ اس انداز میں باہر دیکھ رہے تھے جیسے یہ ان کے دیکھے بھالے مقامات ہوں۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے کی تیز ڈرائیونگ کے بعد ٹیکسی ہوٹل ماریو پہنچ گئی۔ ہوٹل میں تین

کمرے ریزرو کرانے میں کچھ دیر لگی اس کے بعد پرکاش اور سویٹی اپنے اپنے کمرے میں بیگز رکھنے گئے اور کچھ دیر بعد وہ دونوں راجیش کے کمرے میں پہنچ گئے۔ راجیش نے فون کر کے تینوں کے لئے شراب منگوائی جو کارنگا میں زیادہ پسند کی جاتی تھی۔ وہ دراصل ہر لحاظ سے محتاط رہنا چاہتا تھا۔

''اب کیا پروگرام ہے راجیش''......سویٹی نے کہا۔

''میرا نام راجیش نہیں فرینک ہے اور اب جب تک ہم یہاں ہیں تمہاری زبان پر کسی صورت بھی راجیش کا نام نہیں آنا چاہئے''...... راجیش نے سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''ویری سوری فرینک''......سویٹی نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''اب غصہ تھوک دو اس نے سوری تو کہہ دیا ہے''...... پرکاش نے کہا تو راجیش کے غصیلے چہرے پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

''یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اپنا ملک ہے اگر وہ غیر ملک میں برق رفتاری سے کام کر سکتے ہیں تو یہاں تو وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ بہرحال اب ہم نے دو کام کرنے ہیں ایک تو بندرگاہ پر جا کر فاضل سے ملنا ہے تاکہ وہ خصوصی موٹر بوٹ پر میرا مطلوبہ سامان خیر و عافیت سے کارنگا پہنچا دے''...... راجیش نے کہا۔

''تمہیں اس بارے میں کیسے علم ہوا''...... پرکاش نے کہا۔

''مشن مکمل کرنے کے لئے پہلے معلومات حاصل کرنا پڑتی

ہیں۔ کارنگا میں ایک بحری سمگلر روبن نے فاضل کی ٹپ دی ہے اور روبن پر مجھے مکمل اعتماد ہے کہ وہ مجھے کبھی غلط ٹپ نہیں دے گا''...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دوسرا کام کیا کرنا ہے''......سویٹی نے پوچھا۔

''ڈاکٹر وحید کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرنی ہیں تاکہ اسے اغوا کر کے فاضل تک پہنچایا جائے اور وہ انہیں کارنگا پہنچا دے''...... راجیش نے جواب دیا۔

''باس میں ایک بات سوچ رہا ہوں''...... پرکاش نے کہا تو راجیش اور سویٹی دونوں چونک پڑے۔

''کیا بولو''...... راجیش نے کہا۔

''اس بار چیف شاگل نے آشا رائے کو ہمارا انچارج بنایا ہے۔ وہ ہم سے علیحدہ رہ کر ہمارے مشن میں ہماری مدد کرے گی اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اس کی پلاننگ اور احکامات پر عمل کریں۔ اب وہ نجانے کب یہاں پہنچے اور کب ہم سے رابطہ کرے اور پھر ہمیں کوئی ایسا حکم دے جو ہمارے پلان کے خلاف ہوا تو ایسی صورت میں کیا ہو گا''...... پرکاش نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ چیف شاگل نے کارنگا سے روانگی سے پہلے فون کر کے حکم دیا تھا کہ آشا رائے گریٹ لینڈ کی ایک ایجنٹ ڈیمی کے ساتھ پاکیشیا پہنچے گی۔ وہ جو بھی کہے تم نے اپنی سہولت

دیکھنی ہے، اگر اس کے حکم پر عمل کرنے سے تمہیں مشن میں سہولت ملتی ہو تو اس پر عمل کر لینا اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا حکم ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دینا''...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیوں نہ ہم دو گروپ بنا لیں۔ آپ جا کر فاضل سے مل لیں جبکہ میں اور پرکاش جا کر ڈاکٹر وحید کی ریکی کرتے ہیں اس طرح کام جلدی نمٹ جائے گا''......سویٹی نے کہا۔

''اکیلا آدمی مشکوک لگتا ہے اور اکیلے آدمی کی نظروں سے بہت سے زاویے اوجھل رہتے ہیں اس لئے دونوں کام ہم اکٹھے کریں گے''...... راجیش نے کہا۔

''لیکن کب''...... پرکاش نے بے چین سے لہجے میں کہا تو راجیش بے اختیار ہنس پڑا۔

''ابھی چلتے ہیں ہوٹل والوں کے ذریعے رینٹ پر کار منگوا لوں''...... راجیش نے کہا اور پرکاش اور سویٹی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں نئے ماڈل کی کار میں سوار بندرگاہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر راجیش تھا جبکہ فرنٹ سیٹ پر راجیش کے ساتھ سویٹی اور عقبی سیٹ پر اکیلا پرکاش موجود تھا۔

''باس یہ خیال رکھنا کہ یہ فاضل جس سے ہم ملنے جا رہے ہیں اس کا تعلق مقامی ایجنسیوں سے نہ ہو۔ میرا مطلب ہے پاکیشیا

سیکرٹ سروس، ملٹری انٹیلی جنس یا سول انٹیلی جنس وغیرہ''...... پرکاش نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے تم فکر مت کرو۔ یہ تمام باتیں میرے بھی ذہن میں ہیں۔ فاضل ایسا آدمی نہیں ہے میں نے مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں''...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا تو پرکاش نے اطمینان بھرے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

''باس کیا ہم اس سے نئے ناموں سے ملیں گے جبکہ پہلے تو تمام بات چیت اصل ناموں سے ہوتی رہی ہے''...... سویٹی نے کہا۔

''کارنگا سے روانگی سے پہلے روبن کے ذریعے ہمارے نئے نام اس تک پہنچ چکے ہوں گے اور وہ ہمارا انتظار کر رہا ہو گا''...... راجیش نے کہا تو سویٹی نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل اور تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ بندرگاہ پہنچ گئے۔

''کہاں جانا ہے ہم نے''...... پرکاش نے پوچھا۔

''اوشن کلب''...... راجیش نے کہا اور پھر تھوڑی دیر ادھر ادھر گھومنے کے بعد راجیش نے کار دو منزلہ عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف موڑ دی۔ اس پر اوشن کلب کے نام کا بورڈ موجود تھا۔ ایک طرف پارکنگ موجود تھی۔ راجیش نے کار وہاں لے جا کر روکی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ کار لاک کرنے اور پارکنگ بوائے سے کارڈ لینے کے بعد وہ کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ کلب

میں زیادہ گہما گہمی نہیں تھی البتہ جو لوگ موجود تھے ان کا رنگ و روپ اور انداز بتا رہا تھا کہ ان سب کا تعلق کسی نہ کسی انداز میں سمندر سے ہے۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو نوجوان موجود تھے ایک کے سامنے کاؤنٹر پر فون رکھا ہوا تھا جبکہ دوسرا ہاتھ باندھے بڑے پرسکون انداز میں کھڑا تھا۔

''یس سر فرمائیے''۔ راجیش اور اس کے ساتھیوں کے کاؤنٹر پر پہنچتے ہی دوسرے نوجوان نے کاروباری لہجے میں کہا۔

''مسٹر فاضل سے بات کرو کہ کارنگا سے لارڈ گروپ آیا ہے اور ان سے ملاقات چاہتا ہے''...... راجیش نے فون والے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا اور اس نوجوان نے فون کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے شاید اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا کیونکہ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔

''یس''...... رابطہ ہونے پر ایک سخت آواز سنائی دی۔

''کاؤنٹر سے بابر بول رہا ہوں سر۔ یہاں دو صاحب اور ایک میڈم تشریف لائے ہیں ان کا کہنا ہے کہ آپ کو بتا دیا جائے کہ کارنگا سے لارڈ گروپ آیا ہے اور وہ آپ سے ملاقات چاہتے ہیں''...... کاؤنٹر مین بابر نے راجیش کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ انہیں فوراً میرے پاس بھجواؤ۔ انتہائی ادب اور احترام کے ساتھ''...... دوسری طرف سے تیز آواز سنائی دی۔

"یس سر"...... نوجوان نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک سپر وائزر کو بلا کر اسے راجیش اور اس کے ساتھیوں کو باس کے آفس پہنچانے کا کہہ دیا۔ فاضل کا آفس دوسری منزل پر تھا اور وہ دیو جیسی قدوقامت اور بھرپور جسم کا مالک تھا اس کا سائیڈوں سے سر گنجا تھا۔ البتہ سر کے درمیان بال اس انداز میں موجود تھے جیسے کوئی ٹرانسمیٹر نصب کیا جاتا ہے اس سے اس کی شخصیت خاصی پراسرار سی دکھائی دیتی تھی۔ وہ چونکہ بے تحاشا شراب پینے کا عادی تھا اس لئے اس کے چہرے کا رنگ بھی گہرا سرخ تھا اور آنکھوں میں تو اس قدر سرخی تھی کہ جیسے اس کی آنکھوں میں خون دوڑ رہا ہو۔ راجیش اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرا نام فرینک ہے۔ روبن نے تمہیں میرے بارے میں بتایا ہوگا"...... راجیش نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر روبن میرا دوست ہے اور اس کے لئے میں اپنی جان بھی دے سکتا ہوں"...... فاضل نے کہا اور پھر اس نے پرکاش اور سویٹی سے ہاتھ ملائے تو راجیش نے ان کا تعارف بھی کرا دیا۔

"بیٹھیں میرے پاس خاصی پرانی شراب موجود ہے جو میں خاص مہمانوں کو پیش کرتا ہوں"...... فاضل نے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود ریک سے ایک شراب کی بوتل اور ریک کے نچلے خانے سے چار گلاس اٹھائے اور لا کر میز پر رکھ دیئے اور پھر بوتل کھول کر اس نے چاروں گلاس تین چوتھائی بھرے اور ایک

گلاس چھوڑ کر باقی گلاس اس نے راجیش اور اس کے ساتھیوں کے سامنے رکھ دیئے۔

"لیجئے۔ پیئیں یقیناً آپ کو بے حد پسند آئے گی"...... فاضل نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوتھا گلاس اٹھا کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ تھینک یو مسٹر فاضل"...... راجیش نے شراب کا ایک سپ لیتے ہوئے کہا اور یہی تاثر اس کے ساتھیوں نے بھی دیا تو فاضل کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"شکریہ۔ قدر دانوں کو واقعی اچھی چیز کی قدر ہوتی ہے۔ بہرحال فرمایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... فاضل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم یہاں سے ایک آدمی کو اغوا کر کے صحیح سلامت کافرستان لے جانا چاہتے ہیں۔ یہ بوڑھا آدمی ہے اور سائنسدان ہے۔ اس لئے اس کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونی چاہئے اور یہ بھی بتا دوں کہ ہو سکتا ہے حکومت کی کوئی ایجنسی ہمارے خلاف کام کرے اس لئے انتظامات ہر لحاظ سے فول پروف ہونے چاہئیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس انداز میں آپ کے علاوہ اور کوئی یہ کام نہیں کر سکتا"...... راجیش نے کہا۔

"کس نے کہا ہے آپ کو کہ میں یہ کام کر سکتا ہوں"...... فاضل نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''روبن نے۔ کیوں آپ نے یہ بات اس انداز میں کیوں پوچھی ہے''...... راجیش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''روبن نے آپ سے یہ نہیں کہا ہو گا کہ میں خود یہ کام کر سکتا ہوں۔ میری سمندر میں حکومت ضرور ہے لیکن کام میرے آدمی کرتے ہیں۔ میں سائنسدان کی وجہ سے کوئی رسک نہیں لے سکتا کیونکہ میں خود تو ساتھ نہیں جا سکتا اور میرے آدمیوں سے کوئی غلطی ہو گئی تو پاکیشیا کے ساتھ ساتھ آپ اور کافرستان بھی میرے خلاف ہو جائے گا اور میں ہر طرف سے مکمل طور پر تباہ ہو جاؤں گا''۔ فاضل نے تیز تیز لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہم سائنس دان کو سمندر کے علاوہ اور کسی راستے سے بھی نکال کر لے جا سکتے ہیں لیکن ہر جگہ چیکنگ کا خطرہ ہے۔ جبکہ مجھے معلوم ہے کہ سمندر سے متعلق ایسے لوگ ہیں جنہیں کوئی کسی حالت میں بھی چیک نہیں کر سکتا''...... راجیش نے کہا۔

''جس ملک کا سائنسدان اغوا ہو گا وہ لازماً اسے تلاش کرنے میں اپنی پوری قوت لگائیں گے اور انہوں نے ہر راستے کو چیک کرنا ہے البتہ ایک حل ہے''...... فاضل نے بات کرتے کرتے رک کر کہا۔

''کیا حل ہے''...... راجیش نے چونک کر کہا۔

''یہاں ایک آدمی ہے نام تو اس کا ارباب ہے لیکن اسے عام طور پر کنگ کہا جاتا ہے۔ اس کے پاس دو تیز رفتار آبدوزیں ہیں

اور وہ ان آبدوزوں کے ذریعے انتہائی قیمتی ترین مال پاکیشیا سے کافرستان اور کافرستان سے پاکیشیا اور دیگر ملحقہ ممالک میں لے جاتا اور لے آتا ہے''...... فاضل نے کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے آبدوزوں کو تو باقاعدہ چیک کیا جاتا ہے کیونکہ اجنبی آبدوزیں دشمن کی ہی ہو سکتی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ بین الاقوامی سمندر میں وہ شاید بچ نکلتی ہوں لیکن انہیں بہرحال ملکی سمندری حصوں میں بھی آنا پڑتا ہو گا''...... راجیش نے کہا۔

''وہ جدید اور قیمتی اسلحے اور ڈرگ کا اسمگلر ہے۔ کماتا بھی خوب ہے اور دل کا بھی سخی ہے۔ نجانے اس کی سخاوت اور تعلقات کہاں تک پھیلے ہوئے ہیں کہ اسے یہ کام کرتے ہوئے دو سال سے زیادہ ہو گئے ہیں لیکن آج تک کسی نے اسے چیک نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کنگ کہلاتا ہے اور پوری دنیا اس پر اعتماد کرتی ہے''۔ فاضل نے کہا۔

''تو کیا تم خود اس سے بات کرو گے یا ہمیں بات کرنا پڑے گی''...... راجیش نے کہا۔

''آپ کہیں تو میں بات کر لیتا ہوں لیکن روبن اس کا گہرا دوست ہے اگر روبن بات کرے تو وہ انکار نہیں کرے گا''۔ فاضل نے جواب دیا۔

''او کے روبن کا نمبر ملا دیں میں اس سے بات کرتا ہوں''۔ راجیش نے کہا تو فاضل نے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا

رسیور اٹھا کر نمبر پریس کیے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی تو فاضل نے رسیور راجیش کی طرف بڑھا دیا۔

''یس روبن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''فرینک بول رہا ہوں۔ فرینک شاگل''...... راجیش نے کہا تاکہ روبن سمجھ جائے کہ کون بات کر رہا ہے۔ وہ پاکیشیا میں بیٹھ کر اصل نام نہ لینا چاہتا تھا۔

''اوہ۔ اوہ آپ۔ ملاقات ہو گئی آپ کی فاضل سے یا نہیں''...... روبن نے چونک کر کہا۔

''میں اس کے آفس میں موجود ہوں۔ انہوں نے کام کی سو فیصد کامیابی کے لئے ایک نام لیا ہے ارباب کا جو کنگ کہلاتا ہے اس کے پاس آبدوزیں ہیں اور وہ ہائی لیول پر کام کرتا ہے۔ کیا آپ اس سے رابطہ کر سکتے ہیں''...... راجیش نے کہا۔

''اوہ۔ ہاں مجھے تو اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ آپ اس وقت کہاں ہیں''......روبن نے پوچھا۔

''فاضل کے پاس''...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے آپ وہیں میری کال کا انتظار کریں۔ میں اس کو فون کر کے آپ سے دوبارہ رابطہ کرتا ہوں''...... روبن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجیش نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا

اور ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فاضل نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس فاضل بول رہا ہوں''...... فاضل نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''روبن بول رہا ہو فرینک سے بات کرائیں''...... دوسری طرف سے روبن کی آواز سنائی دی تو فاضل نے رسیور راجیش کی طرف بڑھا دیا۔

''یس فرینک بول رہا ہوں''...... راجیش نے رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''میری کنگ سے بات ہو گئی ہے اور وہ کام کرنے کے لئے تیار ہے لیکن وہ اس کام کے لئے پچاس لاکھ ڈالر طلب کر رہا ہے۔ اس سے کم پر وہ بات سننے پر بھی تیار نہیں ہے اگر تم اتنی رقم ادا کر سکتے ہو تو اس سے بات کر لو ورنہ پھر فاضل سے کام لے لو''۔ روبن نے کہا۔

''ٹھیک ہے میں تیار ہوں۔ آدھی رقم پہلے اور آدھی رقم بعد میں''...... راجیش نے کہا۔

''اوہ نہیں وہ ساری رقم پہلے لے گا۔ وہ حکومت سے لڑائی مول نہیں لے سکتا''...... روبن نے کہا۔

''او کے پھر اسے پچاس لاکھ ڈالرز کا گارنٹیڈ چیک مل جائے گا''......راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ تو پھر نمبر نوٹ کر لو اسے میرا حوالہ دینا اور ہاں فاضل نے تمہیں اس بارے میں ٹپ دی ہے اس لئے ایک لاکھ ڈالر کا چیک اسے بھی دے دینا''...... روبن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر بتا کر رابطہ ختم کر دیا تو راجیش نے ہاتھ بڑھا کر فون کو اپنی طرف کھسکایا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس''...... ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''فرینک بول رہا ہوں مسٹر کنگ۔ روبن نے ابھی آپ سے بات کی ہے اس سلسلے میں تفصیل طے کرنے کے لئے آپ سے کہاں ملاقات ہوسکتی ہے''...... راجیش نے کہا۔

''آپ کہاں سے فون کر رہے ہیں''...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

''اوشن کلب کے مالک اور جنرل مینیجر مسٹر فاضل کے آفس میں موجود فون سے''...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا فاضل سے میری بات کرائیں''...... کنگ نے کہا تو راجیش نے رسیور فاضل کی طرف بڑھا دیا۔

''یس فاضل بول رہا ہوں''...... فاضل نے کہا۔

''مسٹر فاضل آپ انہیں لے کر میرے پاس زیرو پوائنٹ پر آ

جائیں۔ ورنہ یہ مجھ تک کسی صورت نہ پہنچ سکیں گے''...... کنگ نے کہا۔

''او کے میں آ رہا ہوں''...... فاضل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ زیرو پوائنٹ کہاں ہے''...... راجیش نے پوچھا۔

''آپ میرے ساتھ چلیں پھر آپ خود ہی دیکھ لیں گے کہ یہ کہاں ہے''...... فاضل نے کہا اور راجیش نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

پاک سوسائٹی خاص کیوں ہیں:-

ہائی کوالٹی پی ڈی ایف

ایڈ فری لنکس

ایک کلک سے ڈاؤنلوڈ

ڈاؤنلوڈ اور آن لائن ریڈنگ ایک پیج پر

کتاب کی مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ

ناولز اور عمران سیریز کی مُکمل رینج

Click on http://paksociety.com to Visit Us

پاک سوسائٹی کو فیس بُک پر جوائن کریں http://fb.com/paksociety

پاک سوسائٹی کو ٹوئٹر پر جوائن کریں http://twitter.com/paksociety1

پاک سوسائٹی کو گُوگل پلس پر جوائن کریں https://plus.google.com/112999726194960503629

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بُک پر رابطہ کریں۔۔۔

ہمیں فیس بُک پر لائک کریں اور ہر کتاب اپنی وال پر دیکھنے کے لئے امیج پر دی گئی ہدایات پر عمل کریں:-

پاکیشیائی دارالحکومت کے ایک ہوٹل کے کمرے میں اس وقت ڈیمی اور آشا رائے دونوں بیٹھیں شراب پینے میں مصروف تھیں۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ایئر پورٹ سے یہاں پہنچی تھیں۔ یہ ہوٹل جس کا نام پیرا ڈائز تھا غیر ملکی سیاحوں کا پسندیدہ ہوٹل تھا کیونکہ یہاں سہولیات تو سیون سٹار ہوٹل جیسی تھیں لیکن انتظامیہ نے اسے تھری سٹار رجسٹرڈ کرایا ہوا تھا جس کی وجہ سے یہاں کے کرائے نسبتاً کم تھے۔ یہاں ہر وہ کام دھڑلے سے کیا جا سکتا تھا جس کا شاید دوسرے ہوٹلوں میں تصور بھی نہ کیا جا سکتا ہو۔ یہ ہوٹل چھ منزلہ تھا اس لئے یہاں کمرے ہر وقت دستیاب ہو جاتے تھے۔ ویسے بھی ٹورسٹ آتے جاتے رہتے تھے۔ ان دونوں کو بھی یہاں پہنچتے ہی اکٹھے دو کمرے مل گئے تھے لیکن ڈیمی اپنے کمرے میں جانے کی بجائے آشارائے کے کمرے میں آ کر بیٹھ گئی تھی۔

''اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ کیا تم اکیلی سائنسدان کو اغوا

کرنے اور اسے کافرستان پہنچانے کا کام کرو گی''...... ڈیمی نے کہا تو آشا رائے بے اختیار مسکرا دی۔

''میں یہ کام کیسے کر سکتی ہوں۔ جبکہ یہاں کی سیکرٹ سروس سے سب ڈرتے ہیں''...... آشا رائے نے شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم یہاں کیوں آئی ہو۔ کیا صرف سیر کرنے''...... ڈیمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میری سربراہی میں سپر ایجنٹس کی پوری ٹیم یہاں پہنچ چکی ہے وہ کام کرے گی اور میں انہیں مانیٹر بھی کروں گی اور انہیں سہولیات بھی مہیا کروں گی''......آشا رائے نے کہا۔

''ٹیم لیکن ہمارے ساتھ تو کوئی آدمی نہیں آیا''...... ڈیمی نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ ہم سے چند گھنٹے پہلے کی فلائٹ سے یہاں پہنچے ہوں گے اور مکمل ریکی کر کے اور پلان بنا کر وہ مجھ سے رابطہ کریں گے پھر میں ان کے پلان کا جائزہ لے کر یا تو اس میں ترامیم کر دوں گی یا پھر اسے او کے کہہ دوں گی اور اگر مشن کے راستے میں کوئی رکاوٹ ہوئی تو میں اس رکاوٹ کو دور کروں گی۔ کام بہرحال ٹیم نے کرنا ہے اور وہ کر رہی ہو گی کیونکہ ٹیم کا لیڈر راجیش بہت تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی ہے''...... آشا رائے نے شراب کا آخری گھونٹ حلق میں اتارنے کے بعد کہا اور گلاس کو میز پر پڑی ٹرے

میں رکھ دیا۔

''اور تم اس مشن کے کامیاب ہونے کے بعد اپنی ٹیم اور اغوا کنندہ سے ملو گی''...... ڈیمی نے کہا۔

''میں کیوں ملوں گی مجھے تو صرف اتنی رپورٹ ملے گی کہ مشن مکمل ہو گیا ہے اور میں واپس چلی جاؤں گی''...... آشا رائے نے کہا۔

''اور میں کیا کروں گی''...... ڈیمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم گھومو پھرو سیاحت کرو پھر ہم اکٹھی کافرستان واپس چلی جائیں گی''...... آشا رائے نے کہا۔

''نہیں میں کام کرنا چاہتی ہوں۔ چیف شاگل نے مجھے بھجوایا ہی اس لئے ہے کہ میں اس مشن میں تمہارے ساتھ کام کروں''...... ڈیمی نے کہا۔

''چلو فرض کیا تمہیں کام کرنے کے لئے آزادی دی بھی جائے تو تم کیا کرو گی''...... آشا رائے نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم مجھ پر طنز کر رہی ہو۔ یہ تو ہماری حکومتیں دوست ہیں اگر دشمن ہوتی اور پھر ہمیں ایک دوسرے کے خلاف کام کرنے کا موقع ملتا تو پھر تم دیکھتی کہ میں کیا کر سکتی ہوں۔ بہرحال تمہارے سوال کا جواب دے دوں کہ پہلے مجھے وہ راستہ تلاش کرنا ہو گا جس راستے سے اس اغوا شدہ سائنسدان کو پاکیشیا سے نکال کر لے جایا جا سکے

اور اس سلسلے میں تمام انتظامات مکمل کر لئے جائیں اس کے بعد رات کے پچھلے پہر سائنسدان کی رہائش گاہ پر ریڈ کیا جائے۔ وہاں سے اسے بے ہوش کر کے لے جایا جائے اور پہلے سے کئے ہوئے انتظامات کے ذریعے خاموشی سے ملک سے باہر نکال دیا جائے''...... ڈیمی نے کہا۔

''تم نے درست پلاننگ کی ہے ایسا ہی ہو گا۔ راجیش اور اس کی ٹیم سائنسدان کو اغوا کرے گی اور میں اسے باہر نکالنے کے انتظامات کروں گی اس طرح کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا کہ سائنسدان کہاں گیا لیکن پہلے راجیش اور اس کے ساتھی اسے چیک کر کے رپورٹ تو دیں''...... آشا رائے نے کہا۔

''اور اگر راجیش اور اس کی ٹیم نے خود ہی سائنسدان کو کافرستان پہنچا دیا اور تم یہاں بیٹھی رپورٹ کا انتظار کرتی رہ جاؤ تو پھر''...... ڈیمی نے کہا تو آشا رائے چونک پڑی۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو ڈیمی۔ مجھے اس سے خود ہی رپورٹ لینی چاہئے''...... آشا رائے نے کہا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکال کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن کافی دیر کوشش کرنے کے باوجود جب رابطہ نہ ہو سکا تو آشا رائے نے سیل فون واپس جیکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

''یہ سم صرف کافرستان کے لئے کام کرتی ہو گی''...... ڈیمی نے کہا۔

"ارے نہیں اس کا لنک سیٹلائٹ سے ہے اور یہ پورے براعظم میں کام کرتی ہے لیکن راجیش کا سیل فون آف ہے"...... آشا رائے نے کہا۔

"تو کیا پھر ہم سوتے رہیں جب تک راجیش کا فون آن نہ ہو جائے"...... ڈیمی نے کہا تو آشا رائے بے اختیار ہنس پڑی۔

"تمہیں اس قدر بے چینی کیوں ہو رہی ہے۔ یہ مشن اب پلک جھپکنے میں تو ختم نہیں ہو جائے گا"...... آشا رائے نے کہا۔

"مجھے تم پر غصہ آ رہا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے تم مشن پر آنے کی بجائے کسی پکنک پر آئی ہو۔ پہلے یہ بتاؤ کہ فرض کیا کہ یہ سائنسدان اغوا ہو چکا ہے اب اسے کافرستان لے جانا ہے بولو کس راستے سے لے جاؤ گی۔ ریل کے ذریعے، سمندر کے راستے یا ہوائی جہاز کے ذریعے"...... ڈیمی نے کہا۔

"گڈ تمہارا ذہن واقعی کام کرتا ہے۔ میرے خیال میں اسے سمندر کے راستے لے جانا زیادہ محفوظ ہو گا اس طرف کسی کا خیال تک نہ جائے گا"...... آشا رائے نے کہا۔

"جب کہ میرا خیال تم سے مختلف ہے"...... ڈیمی نے کہا تو آشا رائے بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا"...... آشا رائے نے چونک کر پوچھا۔

"پاکیشیا اور کافرستان نہ صرف ہمسایہ ممالک ہیں بلکہ ان دونوں کی طویل سرحدیں ایک دوسرے سے ملتی ہیں اور لازماً ان سرحدی

علاقوں کے درمیان ایسے پہاڑی راستے ہوں گے جن کا علم یہاں کی کسی ایجنسی کو نہ ہو گا کیونکہ اسمگلر ایسے راستے کے ذریعے ہی کام کرتے ہیں اس لئے اگر ہم کسی ایسے سمگلر سے ملیں تو وہ رقم لے کر ہمیں ایسے راستے بتا دے گا جہاں کوئی ہمیں چیک نہ کر سکے گا اس کا ایک اور فائدہ بھی ہو گا کہ ہم بہت جلد سرحد کراس کر کے کافرستان میں داخل ہو جائیں گے جبکہ باقی تمام راستے طویل ہو سکتے ہیں اور ہمارے پیچھے یہاں کی سیکرٹ سروس بھی لگ سکتی ہے"...... ڈیمی نے کہا۔

"تم تو واقعی بے حد ذہین ہوں۔ او کے میں بات کرتی ہوں"...... آشا رائے نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کسے فون کرو گی۔ راجیش کو"...... ڈیمی نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ ایڈورڈ کو جو یہاں لائٹ کلب کا منیجر ہے۔ ہمارے لئے پہلے جو آدمی یہاں کام کرتا تھا وہ ہلاک ہو گیا اس لئے اب چیف نے ایڈورڈ کی ٹپ دی ہے۔ وہ سارے معاملات کو آسانی سے ڈیل کر لے گا"...... آشا رائے نے جواب دیا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر پہلے وہ بٹن پریس کیا جس کے بعد کال ہوٹل ایکسچینج کی بجائے ڈائریکٹ ملتی تھی اور ٹون آنے پر آشا رائے نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"لیس لائٹ کلب"...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے ایک

نسوانی آواز سنائی دی۔

''جنرل منیجر ایڈورڈ سے بات کرائیں۔ انہیں کہیں کہ نتاشا شاگل بات کرنا چاہتی ہے۔ آشا رائے نے اپنا مخصوص کوڈ نام بتاتے ہوئے کہا تو ڈیمی بے اختیار مسکرا دی۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

''ہیلو کیا آپ لائن پر ہیں''...... تھوڑی دیر بعد وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''یس''...... آشا رائے نے جواب دیا۔

''بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو میں نتاشا شاگل بول رہی ہوں''...... آشا رائے نے ایک بار پھر وہی کوڈ نام لیتے ہوئے کہا۔

''ایڈورڈ بول رہا ہوں کیا آپ کا فون محفوظ ہے''...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''یس فون محفوظ ہے''...... آشا رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ اس وقت کہاں موجود ہیں''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''ہوٹل پیراڈائز میں''...... آشا رائے نے جواب دیا۔

''تو پھر آپ یہاں میرے کلب میں آ جائیں تاکہ تفصیل سے بات ہو سکے''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''او کے آپ کاؤنٹر پر ہمارے بارے میں بتا دیں۔ نتاشا اور ڈیمی ہم دو ہیں''...... آشا رائے نے کہا۔

''ڈیمی کیا مطلب۔ کیا کوئی ایکریمین خاتون ہے''...... ایڈورڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایکریمین نہیں گریٹ لینڈ نژاد ہیں اور موجودہ مشن میں میرے ساتھ کام کر رہی ہیں''...... آشا رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ دونوں آ جائیں۔ باقی باتیں یہیں پر ہوں گی''...... ایڈورڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آشا رائے نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''چلو اٹھو ڈیمی تمہاری خواہش کے مطابق کام کا آغاز کریں''...... آشا رائے نے اٹھتے ہوئے کہا اور ڈیمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ دونوں لائٹ کلب کے مالک اور جنرل منیجر ایڈورڈ کے سپیشل آفس میں موجود تھیں۔ ایڈورڈ درمیانے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا جس کا چہرہ دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا تھا کہ وہ انتہائی خرانٹ ٹائپ آدمی ہے اور بڑی سوچ سمجھ کر بات کرتا ہو گا۔

''اب آپ بتائیں میڈم آشا رائے کہ موجودہ مشن کیا ہے اور میں اس میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں''...... مقامی مشروب پینے کے بعد ایڈورڈ نے آشا رائے سے مخاطب ہو کر کہا تو آشا رائے

نے مختصر طور پر اسے بتادیا کہ وہ ڈاکٹر وحید نامی سائنسدان کو اس طرح اغوا کر کے کافرستان پہنچانا چاہتی ہے کہ پاکیشیا کی کسی ایجنسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ سائنسدان کہاں گیا ہے۔ یہ سائنسدان گرین ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ایٹی میں رہتا ہے۔

’’لیکن یہ کام کرے گا کون۔ کیا آپ دونوں یا آپ کے ساتھ مزید لوگ بھی ہیں‘‘...... ایڈورڈ نے کہا۔

’’ہمیں یہ کام کرنے سے پہلے یہ طے کرنا ہے کہ سائنسدان کو ہم فول پروف طریقے سے کیسے یہاں سے کافرستان پہنچا سکتے ہیں اور اس معاملے میں تم ہماری کیا مدد کر سکتے ہو‘‘...... آشا رائے نے کہا۔

’’یہاں سے کافرستان جانے کے چار راستے ہیں۔ ریل کے ذریعے، ہوائی جہاز کے ذریعے، سمندر کے راستے یا سڑک کے راستے آپ کس راستے کو ترجیح دیں گی‘‘...... ایڈورڈ نے کہا۔

’’کیا کوئی پہاڑی راستہ ایسا نہیں ہے کہ جسے اسمگلر استعمال کرتے ہوں اور اس کے بارے میں کسی اور کو علم نہ ہو‘‘...... ڈیمی نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

’’ہاں ایک راستہ ہے لیکن اس راستے سے گزرنے کے لئے بہت بڑی قیمت ادا کرنا پڑے گی‘‘...... ایڈورڈ نے کہا۔

’’کیا مطلب۔ کون لے گا یہ قیمت‘‘...... آشا رائے نے چونک کر پوچھا۔

’’اس راستے کو اسمگلروں کی زبان میں سلکی وے کہا جاتا ہے۔ اس راستے پر پاکیشیا اور کافرستان دونوں ملکوں کی انڈر ورلڈ میں کام کرنے والے ایک گروپ جسے کوڈ میں ہائی فائی کہا جاتا ہے کا قبضہ ہے۔ یہ گروپ دونوں ملکوں میں بے پناہ طاقت کا مالک ہے اور دونوں ملکوں کے درمیان حساس اسلحے سے لے کر منشیات اور ڈرگ سب کی اسمگلنگ اس کی سرپرستی میں ہوتی ہے۔ چاہے یہ اسمگلنگ کسی بھی راستے سے ہو ہائی فائی کو حصہ دینا پڑتا ہے اور یہ راستہ بھی ہائی فائی کے تحت ہے ان کی اجازت کے بغیر یہاں سے چڑیا بھی نہیں گزر سکتی اور اگر انہوں نے اجازت دی تو پھر مال کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری ان کی ہو گی اس کا وہ بھاری معاوضہ لیتے ہیں‘‘...... ایڈورڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’ہائی فائی۔ عجیب سا نام ہے یہ‘‘...... آشا رائے نے کہا تو ایڈورڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

’’یہ دو بھائی ہیں۔ ایک کو ہائی اور دوسرے کو فائی کہا جاتا ہے حالانکہ ان کے اصل نام کچھ اور ہیں چونکہ اس گروپ کو کنٹرول دونوں کرتے ہیں اس لئے اس گروپ کو ہائی فائی کہا جاتا ہے‘‘...... ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’ان کے ساتھ رابطہ کون کرے گا اور ان سے ہماری بات کون کرائے گا‘‘...... آشا رائے نے کہا۔

’’میں جو آپ کی خدمت کے لئے موجود ہوں‘‘...... ایڈورڈ نے

کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کتنا معاوضہ لے گا یہ گروپ ایک آدمی کو سلکی وے سے کافرستان پہنچانے کے لئے''...... آشا رائے نے کہا۔

''کم از کم پچاس لاکھ ڈالرز لیکن کام گارنٹی سے ہو جائے گا''...... ایڈورڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے کراؤ بات''...... آشا رائے نے کہا۔

''یہ تو بہت بڑی رقم ہے نتاشا''...... ڈیمی سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑی۔

''ڈیتھ ریز کے فارمولے کے مقابل اس رقم کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور تم بھی اسی لئے یہاں آئی ہو ویسے آدھی رقم تو تمہیں دینی چاہئے''...... آشا رائے نے کہا تو ڈیمی بے اختیار ہنس پڑی۔

''تم درمیان سے ہٹ جاؤ پھر دیکھنا کہ میں اس سائنسدان کو بغیر ایک ڈالر بھی خرچ کئے کیسے گریٹ لینڈ لے جاتی ہوں''۔ ڈیمی نے کہا۔

''مجھے بتائیں میں نے کیا کرنا ہے''...... ایڈورڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میری بات کراؤ اور تم نے کیا کرنا ہے''...... آشا رائے نے کہا تو ایڈورڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے سرخ رنگ کا ایک سپیشل فون نکال کر اس کا ایریل کھینچ کر اونچا کیا اور پھر اسے میز پر رکھ کر اس کے بٹن پریس کرنے شروع

کر دیئے۔ آشا رائے جانتی تھی کہ یہ سپیشل سیٹلائٹ فون ہے اور یہ ہر لحاظ سے انتہائی محفوظ سمجھا جاتا ہے۔ اس فون کی ایڈورڈ کے پاس موجودگی بتا رہی تھی کہ اس کے ہاتھ کافی لمبے ہیں۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ آخر میں ایڈورڈ نے خود ہی پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے بجنے والی گھنٹی کی آواز کمرے میں گونج اٹھی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس''...... ایک غراتی ہوئی سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے لائٹ کلب کا مالک ایڈورڈ بول رہا ہوں۔ چیف صاحبان میں سے جو بھی موجود ہو میری ان سے بات کراؤ''۔ ایڈورڈ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''چیف فائی موجود ہیں بات کرو''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہی آواز سنائی دی لیکن اب لہجہ نارمل تھا۔

''ہیلو چیف میں ایڈورڈ لائٹ کلب سے بول رہا ہوں''۔ ایڈورڈ نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا تمہیں۔ کیا کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے''...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''نہیں چیف۔ ایک اہم بات کرنی ہے میرے پاس کافرستان کی سیکرٹ سروس سے تعلق رکھنے والی دو شخصیات موجود ہیں۔ یہ یہاں سے ایک آدمی کو جو سائنسدان ہے بے ہوشی کے عالم میں اغوا کر کے کافرستان انتہائی سیف طریقے سے پہنچانا چاہتی ہیں۔ ان

کی کلیرنس میں دیتا ہوں''...... ایڈورڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''سوری ایڈورڈ ہم سرکاری آدمیوں کو لفٹ نہیں کرا سکتے۔ وہ کسی وقت بھی ہمارے خلاف کام کر سکتے ہیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو تمہارے ملک کی سرکاری ایجنسی تو بہرحال پیچھے آئے گی اس طرح بھی نقصان ہمارا ہی ہو گا''...... چیف فائی نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

''چیف مجیب میں نے کلیئرنس دے دی ہے تو آپ کو مجھ پر اعتماد کرنا چاہئے اور یہ بھی بتا دوں کہ آپ یہ کام کر کے کافرستان حکومت اور ایجنسیوں کا اعتماد جیت سکتے ہیں اس طرح آپ کے کاروبار کو مزید وسعت مل جائے گی''......ایڈورڈ نے کہا۔

''اوہ اچھا یہ بات ہے تو ٹھیک ہے لیکن اس کا طریقہ کار کیا ہو گا۔ کیا اس بے ہوش سائنسدان کو ہمارے سپرد کر دیا جائے گا اور ہم اسے کافرستان پہنچائیں گے یا دوسری صورت میں وہ خود اسے سلکی دے سے لے جانا چاہتی ہیں اور ہم انہیں صرف راستہ دیں اور ان کی حفاظت کریں گے''...... چیف فائی نے کہا۔

''میڈم آشا موجود ہیں ان سے بات کر لیں۔ طریقہ اور معاوضہ یہ طے کریں گی''...... ایڈورڈ نے کہا اور رسیور آشا رائے کی طرف بڑھا دیا۔

''او کے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''میں آشا رائے بول رہی ہوں۔ ڈپٹی چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس''...... آشا رائے نے خاصے رعب دار لہجے میں کہا۔

''ڈپٹی چیف۔ کیا آپ چیف شاگل کی ڈپٹی ہیں''...... دوسری طرف سے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ہاں''...... آشا رائے نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ اب میں پوری طرح مطمئن ہوں کیونکہ جس طرح چیف شاگل اپنی زبان کے پابند رہتے ہیں آپ بھی یقیناً ایسی ہی ہوں گی۔ بہرحال آپ بتائیں کہ آپ کیا چاہتی ہیں''...... چیف فائی نے کہا۔

''وہی جو ایڈورڈ نے ابھی آپ کو تفصیل سے بتایا ہے''...... آشا رائے نے کہا۔

''اس کے لئے آپ کو معاوضہ دینا ہو گا اور وہ کم از کم پچاس لاکھ ڈالرز ہو گا اور وہ بھی مکمل ایڈوانس۔ اس کے بعد چاہے آپ اس سائنسدان کو سلکی دے کراس کرانے کے لئے ہمارے حوالے کر دیں یا خود لے جائیں ایک ہی بات ہے''...... چیف فائی نے کہا۔

''یہ راستہ کہاں ہے اور اس پر کیسے سفر کیا جا سکتا ہے۔ کیا پیدل چلنا ہو گا یا کوئی جیپ وغیرہ بھی چل سکتی ہے''...... آشا رائے نے کہا۔

''یہ راستہ پاکیشیا کے مشہور پہاڑی علاقے سارکان میں ہے۔ یہ راستہ تقریباً بیس میل طویل ہے اور بغیر خصوصی گائیڈ کے کوئی

اسے کراس نہیں کر سکتا۔ چھوٹی جیپ اس راستے پر چلائی جا سکتی ہے بشرطیکہ ڈرائیور پہاڑی علاقے کا ماہر ڈرائیور ہو''...... چیف فائی نے کہا۔

''ٹھیک ہے معاوضہ مجھے منظور ہے گارنٹیڈ چیک دے دوں گی لیکن کسے دینا ہوگا اور مشن کے آغاز کے لئے ہمیں کہاں اور کس سے بات کرنی ہوگی۔ جیپ، ڈرائیور اور گائیڈ کا انتظام آپ کو کرنا ہوگا''...... آشا رائے نے کہا۔

''آپ ایڈورڈ کو چیک دے دیں نام نہ لکھیں تو ہم آپ کا مشن مکمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اغوا شدہ آدمی کو آپ نے سارکان پہنچانا ہے۔ سارکان شہر میں ایک ہوٹل ہے جس کا نام ٹاپ ہوٹل ہے۔ ایڈورڈ سب جانتا ہے۔ وہ اس ہوٹل کے مالک اور مینجر شمس کو فون کر دے گا اور وہ جیپ، ڈرائیور اور گائیڈ کا بندوبست کر دے گا لیکن اسے سلکی وے پر پہنچنے سے آٹھ گھنٹے قبل اطلاع دینی ہوگی۔ فون ایڈورڈ کو دیں''...... چیف فائی نے کہا۔

''او کے۔ ڈن''...... آشا رائے نے کہا اور رسیور ایڈورڈ کی طرف بڑھا دیا۔

عمران اپنی سپورٹس کار میں سوار تیزی سے دارالحکومت کے نواحی علاقے گرین ٹاؤن کی طرف بڑھا جا رہا تھا جہاں ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ تھی۔ اس کے عقب میں بھی ایک کار تھی اس کار میں لیڈی سارنگ سوار تھی اور کار ڈرائیور چلا رہا تھا۔ عمران اب پچھتا رہا تھا کہ اس نے لیڈی سارنگ کو ساتھ لے جانے کی حامی کیوں بھر لی۔ لیکن پھر وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ ڈاکٹر وحید کسی صورت بھی لیڈی سارنگ کے ساتھ اطالیہ جانے پر رضا مند نہ ہوں گے کیونکہ وہ ڈیتھ ریز کا نام بھی سننا پسند نہ کرتے تھے۔ ان کے خیال کے مطابق ڈیتھ ریز کے ذریعے لاکھوں انسانوں کو چند لمحوں میں جلا کر راکھ بنایا جا سکتا تھا اور ڈاکٹر وحید ایسے انسانیت سوز فارمولے سے دور بھاگتے تھے۔ گرین ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ایٹ کے سامنے پہنچ کر دونوں کاریں آگے پیچھے رک گئیں۔ عمران نے کار سے نیچے اتر کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... اندر سے ایک چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی۔ بولنے کا لہجہ اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ کوئی ملازم ہے۔

"ڈاکٹر وحید کو کہو کہ علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بنفس نفیس خود کار چلا کر ملنے آیا ہے اور اس کے ساتھ ملک اطالیہ کی سیکرٹری سائنس لیڈی سارنگ بھی ہے"......عمران نے اونچی آواز میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"مم۔مم میں پھاٹک کھولتا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے اس بار خاصے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ شاید وہ عمران کی ڈگریاں سن کر بری طرح مرعوب ہو گیا تھا۔ عمران واپس کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھل دیا گیا تو عمران کار اندر لے گیا اس کے عقب میں موجود دوسری کار بھی اندر داخل ہوئی۔ ایک سائیڈ پر خاصی وسیع پارکنگ بنی ہوئی تھی وہاں سفید رنگ کی پرانے ماڈل کی کار پہلے سے موجود تھی۔ پھاٹک کھولنے والا ملازم تھا اس نے دونوں کاروں کے اندر آنے کے بعد پھاٹک بند کیا اور پھر وہ مڑ کر پارکنگ کی طرف آ گیا۔ اس دوران عمران کار پارک کر کے نیچے اتر چکا تھا۔ جبکہ لیڈی سارنگ کی کار کا ڈرائیور دروازے کھولے لیڈی سارنگ کے کار سے اترنے کا منتظر تھا اور پھر جب تک ملازم پارکنگ تک پہنچا۔ لیڈی سارنگ نیچے اتر کر اپنا لباس درست کرنے میں مصروف ہو گئی۔

"آیئے سر ادھر ڈرائنگ روم میں تشریف رکھیں میں ڈاکٹر

راحیل صاحب کو اطلاع کرتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب تو لیبارٹری میں ہیں"...... ملازم نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے چلو"...... عمران نے کہا اور پھر وہ لیڈی سارنگ کے ساتھ وسیع اور شاندار انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گیا جبکہ ڈرائیور کار کے اندر ہی بیٹھ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ملازم ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹرے میز پر رکھی اور ٹرے میں رکھی مقامی مشرب کی بوتلیں عمران اور لیڈی سارنگ کے سامنے رکھیں اور مڑ کر واپس چلا گیا۔ کچھ دیر بعد دروازے کا پردہ ہٹا اور راحیل اندر داخل ہوا عمران چونکہ اسے پہلے بھی مل چکا تھا اس لئے اس کے اندر داخل ہونے پر عمران نے ساتھ موجود لیڈی سارنگ سے اس کا تعارف کرایا لیکن چونکہ عمران اس کی آمد پر استقبال کے لئے نہ اٹھا تھا اس لئے لیڈی سارنگ بھی بیٹھی رہی تھی اور عمران دانستہ راحیل کے استقبال کے لئے کھڑا نہ ہوا تھا کیونکہ لیڈی سارنگ جیسی غیر ملکی اہم عہدے پر فائز خاتون کا راحیل کے لئے اٹھنا پروٹوکول کے خلاف تھا۔ راحیل نے انہیں سلام کیا لیکن اس کے چہرے پر ہلکے سے تردد کے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے لیکن جب عمران نے لیڈی سارنگ کا تعارف راحیل سے کرایا تو راحیل کا چہرہ نارمل ہو گیا کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ لیڈی سارنگ ایک بڑے ملک کی اعلیٰ عہدے پر فائز خاتون ہیں۔ راحیل سامنے کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"ڈاکٹر صاحب تشریف لا رہے ہیں میں نے انہیں اطلاع دے دی ہے"...... راحیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد دروازے کے سامنے موجود پردہ ہٹا اور ادھیڑ عمر ڈاکٹر وحید کمرے میں داخل ہوئے تو راحیل اور عمران اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی لیڈی سارنگ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ڈاکٹر صاحب ہم پہلے سے اطلاع دیئے بغیر حاضر ہو گئے ہیں جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں لیکن چونکہ لیڈی سارنگ آپ سے فوری ملاقات چاہتی تھیں اور اطالیہ اور پاکیشیا کے درمیان ایسی دوستی ہے کہ ہم انہیں انکار نہ کر سکتے تھے اس لئے ہم بغیر اطلاع دیئے آ گئے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ معذرت کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کی آمد ہمارے لئے باعث افتخار ہے۔ میں لیڈی سارنگ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... ڈاکٹر وحید نے کہا۔

"اطالیہ میں بھی ڈیتھ ریز پر کام ہو رہا ہے لیکن ایک سائنسی نکتے پر کام مزید آگے بڑھنے سے رک گیا ہے اور اس سائنسی الجھن کو آپ ہی حل کر سکتے ہیں اس لئے حکومت اطالیہ نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ اگر آپ ہمارے ساتھ اطالیہ چلیں تو آپ کو مکمل پروٹوکول دیا جائے گا اور پاکیشیا کے عوام کی بہتری کے لئے ہم سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ عمران نے مجھے بتایا تھا کہ آپ انکار کر

دیں گے لیکن میں یہاں اس لئے آ گئی ہوں کہ آپ کے پیر پکڑ کر آپ کو رضامند کر لوں گی"...... لیڈی سارنگ نے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے لیڈی سارنگ۔ آپ مجھے کیوں شرمندہ کر رہی ہیں۔ اب میں ڈیتھ ریز پر کام نہیں کر رہا اس پر میں نے جتنا کام بھی کیا تھا ایکریمیا میں کیا تھا۔ اب تو میں ڈائم ریز کے تھرڈ آپشن پر کام کر رہا ہوں"...... ڈاکٹر وحید نے کہا۔

"ہمیں معلوم ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے سائنسدانوں کا خیال ہے کہ آپ چاہیں تو اس سائنسی الجھن کو حل کر سکتے ہیں"...... لیڈی سارنگ نے کہا۔

"لیڈی سارنگ اگر آپ یہاں میرے گھر میں خود چل کر نہ آئی ہوتیں تو میں صاف انکار کر دیتا لیکن ہم لوگ گھر آئے مہمان کی بات موڑ نہیں سکتے اس لئے میرا وعدہ ہے کہ میں اطالیہ ضرور جاؤں گا لیکن آپ کو مجھے ایک ہفتے کی مہلت دینی ہو گی کیونکہ میں ڈائم ریز پر اپنے کام میں ایسے پوائنٹ پر پہنچ چکا ہوں کہ اگر میں نے فوراً یہ کام نہ کیا تو میری ساری محنت یکسر ضائع ہو جائے گی البتہ وعدہ رہا کہ ایک ہفتے بعد میں خود اطالیہ پہنچ جاؤں گا"...... ڈاکٹر وحید نے کہا تو لیڈی سارنگ کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اطالیہ کی حکومت اور عوام بالعموم اور میں بالخصوص آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ آپ مجھے وہ دن بتا دیں جب آپ یہاں

سے روانہ ہوں گے تو یہاں کا سفارت خانہ آپ کی روانگی کے تمام انتظامات کر دے گا اور اطالیہ میں آپ کا استقبال میں کروں گی اور ہمارے سائنسدان میرے ساتھ ہوں گے‘‘..... لیڈی سارنگ نے کہا تو ڈاکٹر وحید نے انہیں تاریخ بتا دی۔

’’اب مجھے اجازت دیں میں نے یہ خوشخبری سرسلطان اور اپنی حکومت کو پہنچانی ہے‘‘..... لیڈی سارنگ نے کہا۔

’’میں آپ کو سرسلطان کے آفس چھوڑ آؤں‘‘..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اس کے اٹھتے ہی ڈاکٹر وحید اور راحیل بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

’’اوہ نہیں میں تو سفارت خانے جاؤں گی وہاں سے فون پر سرسلطان سے بات ہوگی۔ آپ کا شکریہ‘‘..... لیڈی سارنگ نے کہا۔

’’آپ میرے گھر تشریف لائیں ہیں میں آپ کو کار تک چھوڑ آؤں‘‘..... ڈاکٹر وحید نے کہا۔

’’کس قدر خوبصورت ہے مشرق کی تہذیب کہ ایک دوسرے کی خلوص دل سے عزت کی جاتی ہے جبکہ مغرب میں اس سے الٹ کیا جاتا ہے‘‘..... ڈرائنگ روم سے باہر نکلتے ہوئے لیڈی سارنگ نے کہا تو عمران، ڈاکٹر وحید اور راحیل تینوں بے اختیار مسکرا دیئے۔

لیڈی سارنگ کو روانہ کرنے کے بعد عمران اور ڈاکٹر وحید واپس آ کر ڈرائنگ روم میں بیٹھ گئے۔ جبکہ راحیل دوبارہ ڈرائنگ روم میں

نہ آیا تھا اس لئے اب عمران اور ڈاکٹر وحید وہاں اکیلے تھے۔

’’ڈاکٹر صاحب مجھے حیرت ہے کہ آپ نے حامی کیوں بھر لی جبکہ آپ کا خیال تھا کہ ڈیتھ ریز انسانیت کے قتل عام کا باعث بنیں گی اس لئے آپ نے خود اس پر کام نہیں کیا تو کیا اطالیہ میں ڈیتھ ریز کا جو ہتھیار بنے گا وہ انسانیت کا قاتل نہیں ہوگا‘‘۔ عمران نے کہا تو ڈاکٹر وحید مسکرا دیئے۔

’’پہلی بات تو یہ ہے کہ میری غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ایک خاتون چل کر میرے گھر آئے اور میں اسے انکار کر دوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ اطالیہ کے سائنس دانوں کو کون سی سائنسی الجھن کا سامنا ہے۔ وہاں کے انچارج ڈاکٹر وائن نے فون پر مجھ سے بات کی تھی اس الجھن کا حل واقعی مجھے معلوم ہے اور میں ان کی الجھن وہاں اپنے طور پر کام کر کے ختم بھی کر دوں گا لیکن اس سائنسی الجھن کے حل ہونے کے باوجود وہ ڈیتھ ریز تیار نہ کر سکیں گے اس لئے میں نے حامی بھر لی ہے‘‘..... ڈاکٹر وحید نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

’’یہ نتیجہ آپ نے کیسے نکالا ہے کہ سائنسی الجھن کے حل ہونے کے باوجود وہ ڈیتھ ریز بنانے میں کامیاب نہ ہوسکیں گے‘‘۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’اس لئے کہ میری جو ڈاکٹر وائن سے تفصیلی بات ہوئی ہے اس سے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ جس لائن پر کام کر رہے ہیں وہ

انہیں کامیابی تک نہ پہنچائے گی''...... ڈاکٹر وحید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب کافرستان کے سائنس دانوں نے آپ کی نوٹ بک آپ سے چھین لی لیکن آپ تو ڈائم ریز کے تھرڈ آپشن پر کام کر رہے ہیں اور اس نوٹ بک میں موجود نوٹس بھی اس سے متعلق ہوں گے جبکہ سنا ہے کہ کافرستان میں ڈیتھ ریز پر کام ہو رہا ہے۔ پھر وہ نوٹ بک کا کیا کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''نوٹ بک دیکھنے سے پہلے وہ یہی سمجھتے تھے کہ میں بھی ڈیتھ ریز پر کام کر رہا ہوں کیونکہ ڈاکٹر پرشاد میرے ساتھ ایکریمیا میں ڈیتھ ریز پر کام کرتے رہے ہیں''...... ڈاکٹر وحید نے کہا۔

''کیا آپ ڈاکٹر پرشاد سے سینئر ہیں جو انہوں نے آپ کی نوٹ بک اس انداز میں حاصل کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''سینئر تو میں ہوں لیکن ڈاکٹر پرشاد نے زیادتی کی ہے وہ مجھے فون پر بتا دیتے کہ وہ کس سائنسی الجھن میں پھنسے ہوئے ہیں تو میں ان کا مسئلہ حل کر دیتا''......ڈاکٹر وحید نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''ویل ڈن ڈاکٹر صاحب۔ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ڈیتھ ریز پر اتھارٹی ہیں''...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ میں تو صرف انسانیت سوزی

کی وجہ سے اس پر کام نہیں کر رہا ورنہ میرے سامنے کوئی سائنسی الجھن نہیں آئے گی''...... ڈاکٹر وحید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا اطالیہ کی طرح کافرستان کو بھی یہ بات معلوم ہے کہ آپ اس ایجاد کے راستے میں آنے والی تمام سائنسی رکاوٹوں کو دور کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں''...... ڈاکٹر وحید نے کہا۔

''تو ڈاکٹر صاحب اب آپ کی باقاعدہ نگرانی کرنی پڑے گی ورنہ کافرستان کسی بھی وقت آپ کو اغوا کر سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر وحید ہنس پڑے۔

''آپ ہنس رہے ہیں''...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس لئے ہنس رہا ہوں کہ تم ڈاکٹر پرشاد کو نہیں جانتے۔ میں نے اس کے ساتھ ایک ہی لیبارٹری میں دس سال کام کیا ہے وہ ایسا آدمی نہیں ہے کہ کسی کو اغوا کرائے''...... ڈاکٹر وحید نے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب جہاں معاملہ ذاتی ہو وہاں تک تو میں آپ کی بات مان سکتا ہوں لیکن جہاں معاملہ ملک کا ہو وہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال آپ محتاط رہیں گے''......عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے تم بے فکر رہو''...... ڈاکٹر وحید نے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ڈاکٹر وحید سے اجازت لی اور کچھ دیر بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

گرین ٹاؤن کی ایک کوٹھی میں اس وقت آشا رائے اور ڈیمی دونوں موجود تھیں۔ یہ رہائش گاہ ایڈورڈ نے انہیں ارینج کر کے دی تھی۔ رہائش گاہ میں نئے ماڈل کی ایک کار بھی موجود تھی۔ آشا رائے اور ڈیمی دونوں شراب کے جام ہاتھوں میں لئے کرسیوں پر بیٹھیں رات کو ڈاکٹر وحید کو اغوا کرنے کے بارے میں ڈسکس کر رہی تھیں۔ چونکہ ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ گرین ٹاؤن میں ہی تھی اسی لئے انہوں نے اسی کالونی میں ہی رہائش گاہ حاصل کی تھی۔ ایڈورڈ نے ڈاکٹر وحید کے بارے میں جو معلومات حاصل کرائی تھیں ان کے مطابق ڈاکٹر وحید کی کوٹھی میں ایک مسلح گارڈ اور ایک چن بوائے دن کے وقت موجود رہتے تھے جبکہ ڈاکٹر وحید کے ساتھ ان کا اسسٹنٹ راحیل بھی سارا دن رہتا تھا البتہ رات کو دس بجے کے بعد وہ اپنے گھر واپس چلا جاتا تھا۔

''اب کیا پروگرام ہے آشا۔ آج رات ہی کام کرنا ہے یا ایک

دو روز انتظار کرنا ہوگا''...... ڈیمی نے کہا۔

''راجیش کی طرف سے ابھی تک کوئی رابطہ نہیں کیا گیا پہلے اس سے بات ہو جائے کہ وہ کیا کرتے پھر رہے ہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ اغوا شدہ ڈاکٹر وحید کو لے جاتے ہوئے سلکی وے پر راجیش اور اس کے ساتھی بھی ہمارے ساتھ ہوں کیونکہ راستے میں کوئی بھی مسئلہ ہوسکتا ہے وہ ساتھ ہوں گے تو ہم ہر مسئلے کو آسانی سے حل کر لیں گے''...... آشا رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کو چھوڑو ہم دونوں مل کر کام کرتی ہیں۔ فیلڈ کے کام ایڈورڈ کر دے گا''...... ڈیمی نے کہا۔

''نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ اگر میں نے ایسا کیا تو چیف شاگل کم از کم مجھے ضرور گولی مار دے گا''...... آشا رائے نے کہا تو ڈیمی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیوں۔ کیا مطلب''...... ڈیمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف شاگل نے حکم دیا تھا کہ تمام کارروائی راجیش اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کرے گا۔ میں نے صرف انہیں مانیٹر کرنا ہے اور تم کہہ رہی ہوں کہ میں چیف شاگل کے اس حکم کی خلاف ورزی کروں۔ تم چیف شاگل کو جانتی نہیں ہو وہ اپنی حکم عدولی پر ایک لمحہ توقف کئے بغیر مجھے گولی مار دے گا''...... آشا رائے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑا اپنا بیگ اٹھایا اس کو کھول

کر اس میں سے خصوصی سیل فون نکالا اور اس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی کی آواز سنائی دیتی رہی پھر رابطہ ہونے پر ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"لیس میڈم آشا میں فرینک بول رہا ہوں"...... مردانہ آواز میں کہا گیا۔

"تم لوگ کہاں ہو اور کیا کر رہے ہو۔ تم نے اب تک مجھ سے رابطہ بھی نہیں کیا"...... آشا رائے نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سوری میڈم ہم اپنے مشن کے سلسلے میں اس قدر مصروف تھے کہ رابطہ کرنے کا وقت ہی نہیں ملا اور آپ کی کال آنے سے دو گھنٹے پہلے چیف شاگل سے تفصیل سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے مشن کی ذمہ داری مکمل طور پر ہمیں دے دی ہے اور ہمیں کہا ہے کہ وہ آپ سے خود بات کر لیں گے"...... راجیش نے اس انداز میں کہا جیسے مزے لے لے کر بات کر رہا ہو۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے تمہارے مشن کو مانیٹر کرنا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ تم نے اب تک کیا کیا ہے"...... آشا رائے نے چیختے ہوئے کہا۔

"سوری میڈم۔ آپ چیف سے بات کر لیں۔ گڈ بائی"۔

راجیش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آشا رائے نے ہونٹ چباتے ہوئے سیل فون پر چیف شاگل کے خصوصی نمبر

پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لیس چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے چیف شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"آشا رائے بول رہی ہوں چیف"...... آشا رائے نے نرم لہجے میں کہا لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ بڑی مشکل سے نرم لہجے میں بات کر رہی ہے۔

"ہاں بولو۔ تم اور ڈیمی کہاں ہو اور کیا کر رہی ہو"...... دوسری طرف سے شاگل نے کہا۔

"ہم مشن پر کام کر رہے ہیں۔ ہم نے مال آپ کے پاس پہنچانے کا سارا انتظام کر لیا ہے۔ اسمگلنگ کے راستے سلکی وے کو ہم نے بک کرا لیا ہے۔ اب ہم نے مال اٹھانا ہے اور اسے اس سلکی وے سے آپ کے پاس پہنچا دینا ہے"...... آشا رائے نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"مال اٹھانے کے لئے کیا پلان بنایا ہے تم نے"...... شاگل نے کہا۔

"آج رات کو وہاں بے ہوشی کی گیس فائر کر کے ہم اسی بے ہوشی کے عالم میں مال اٹھا کر لے جائیں گے۔ ایڈورڈ کے آدمی ہماری مدد کریں گے"...... آشا رائے نے کہا۔

"اچھا ہوا کہ تم نے مجھے فون کر دیا ورنہ تم ماری جاتیں۔ مجھے تم

سے ایسی حماقت کا تصور تک نہ تھا۔ مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد یقیناً ڈاکٹر وحید کی کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہوں گے اس لئے جیسے ہی کوئی اندر جائے گا اسے پکڑ لیا جائے گا یا ہلاک کر دیا جائے گا''...... شاگل نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اگر ایسا ہے تو راجیش کیا کرے گا''...... آشا رائے نے بھی قدرے تیکھے لہجے میں کہا۔

''وہ سپر ایجنٹ ہے کوئی نہ کوئی راستہ نکال لے گا تم دونوں فوری طور پر واپس آ جاؤ''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آشا رائے نے سیل فون جیب میں ڈال لیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ معاملہ ٹائیں ٹائیں فش''...... ڈیمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ چیف کی زیادتی ہے لیکن اب کیا کیا جا سکتا ہے''...... آشا رائے نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی میں سیکشن چیف کے طور پر کام کرنا چاہتی ہو۔ جہاں تمہارے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جائے گا''...... ڈیمی نے کہا تو آشا رائے چونک پڑی۔

''اوہ تو تم میرے بارے میں اس انداز میں سوچتی ہو کہ میں اپنے ملک سے غداری کروں گی اور اپنے ملک کو چھوڑ کر تم سے مل

جاؤں گی۔ سوری ڈیمی میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی اور اس کے ساتھ ہی تمہارا میرا ساتھ بھی ختم ہو سکتا ہے اور پھر تم اپنے طور پر جو چاہو کر سکتی ہو لیکن اگر کسی مشن میں ہمارا آپس میں ٹکراؤ ہو گیا تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ آشا رائے کیا کر سکتی ہے اور کیا نہیں''...... آشا رائے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ارے اس میں اتنا غصہ دکھانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے تمہاری بھلائی کے لئے ایک آفر کی تھی تم نے انکار کر دیا بس ختم اور جہاں تک اس مشن کا سوال ہے تو تمہیں اس سے روک دیا گیا ہے اس لئے اب تمہارے پاس واپس جانے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے لیکن میں آزاد ہوں اور اب میں یہی کر سکتی ہوں کہ میں راجیش اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کام کروں تاکہ کافرستان سے ڈاکٹر وحید کو گریٹ لینڈ بھجوا دیا جائے''...... ڈیمی نے کہا تو آشا رائے بے اختیار ہنس پڑی۔

''جو تمہاری مرضی آئے کرو میں تمہیں روک تو نہیں سکتی لیکن اگر تم میرا ساتھ دو تو ایک اور کام ہو سکتا ہے کہ ہم ڈاکٹر وحید کو بظاہر کافرستان لے جائیں گے لیکن وہاں سے فوراً گریٹ لینڈ پہنچا دیں گے۔ میں دراصل چیف شاگل سے انتقام لینا چاہتی ہوں جنہوں نے راجیش کو مجھ پر ترجیح دی ہے''...... آشا رائے نے کہا تو ڈیمی کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا تم واقعی ایسا کرنا چاہتی ہو لیکن راجیش وغیرہ کا کیا ہو

گا''...... ڈیمی نے کہا۔

''اس کا مشن ڈاکٹر وحید کو کافرستان لے جانے کی حد تک ہے اس کے بعد کیا ہوتا ہے یہ اس کا مسئلہ نہیں ہے''......آشا رائے نے کہا۔

''تم کرنا کیا چاہتی ہو۔کھل کر بات کرو''...... ڈیمی نے کہا۔

''میں راجیش کو اپنے مقابلے میں اس مشن میں ناکام ہوتے دیکھنا چاہتی ہوں''...... آشا رائے نے کہا۔

''تو پھر کھل کر میدان میں نکل پڑو اور اپنے چیف پر ثابت کر دو کہ تم راجیش سے زیادہ عقلمند اور فعال ہو''...... ڈیمی نے کہا۔

''تم چیف شاگل کے مزاج کو نہیں جانتی۔ وہ مجھے واقعی گولی مار دے گا''...... آشا رائے نے کہا۔

''تو پھر تم ایک سائیڈ پر ہو جاؤ۔ میں ڈاکٹر وحید کو اغوا کر کے براہ راست گریٹ لینڈ لے جاتی ہوں اس طرح سے راجیش اور اس کے ساتھی چیف شاگل کی نظروں میں گر جائیں گے''...... ڈیمی نے کہا۔

''لیکن تم اکیلی یہاں کیا کرو گی۔ یہاں فیلڈ میں تمہاری مدد کون کرے گا''...... آشا رائے نے کہا۔

''یہاں گریٹ لینڈ کے ایجنٹ موجود ہیں''...... ڈیمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ شروع کرو کام''...... آشا

رائے نے کہا تو ڈیمی کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''یہ ہوئی نا بات''...... ڈیمی نے کہا اور سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا کیونکہ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز آشا رائے کو بھی سنائی دے رہی تھی۔

''یس اسپاڈو ہوٹل''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''رابرٹ سے بات کراؤ۔ میں ریڈ سرکل سے ڈیمی بول رہی ہوں''...... ڈیمی نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو رابرٹ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''چیف آف ریڈ سرکل نے تمہیں کال کیا ہو گا۔ میرا نام ڈیمی ہے''...... ڈیمی نے کہا۔

''یس میڈم حکم فرمائیں''...... اس بار دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تمہارا ہوٹل کہاں ہے۔ ہم تم سے ملنا چاہتی ہیں۔ میں اور میرے ساتھ کافرستان سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف آشا رائے''...... ڈیمی نے کہا۔

"مشہور وکٹری چوک کے ساتھ دائیں ہاتھ پر آٹھ منزلہ فائیوسٹار ہوٹل ہے۔ اسپاڈو ہوٹل آپ وہاں تشریف لے آئیں"...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ ہم دونوں آ رہی ہیں۔ تم کاؤنٹر پر ہمارے بارے میں اطلاع کر دو"...... ڈیمی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

گرین ٹاؤن کی ایک کوٹھی کے بڑے سے ہال نما کمرے میں راجیش اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ اس وقت رات ہونے والی تھی۔ ہر طرف تیزی سے اندھیرا چھاتا چلا جا رہا تھا لیکن ابھی نہ ہی سٹریٹس لائٹس روشن ہوئی تھیں اور نہ ہی رہائش گاہوں کی بیرونی روشنیاں جلائی گئی تھیں۔

"کیا بات ہے راجیش تمہارے چہرے پر اس قدر فکر مندی کے تاثرات کیوں دکھائی دے رہے ہیں۔ کیا تم مشن کے لئے فکر مند ہو"...... شکنتلا عرف سویٹی نے قدرے لاڈ بھرے لہجے میں کہا تو ساتھ بیٹھا ہوا پرکاش بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ہنس رہے ہو کیوں"...... سویٹی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ تم سمجھ رہی ہو کہ راجیش مشن کے سلسلے میں فکر مند ہے"...... پرکاش نے ایک بار پھر ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر کس کے لئے فکر مند ہے"...... سویٹی نے مزید غصیلے

لہجے میں کہا۔

''میں آشا رائے کے لئے متفکر ہوں''...... راجیش نے کہا تو سویٹی کا چہرے غصے کی شدت سے کسی الاؤ کی طرح سرخ ہو گیا۔

''تم۔ تم اس کے لئے فکر مند ہو۔ کیوں۔ جاؤ اس کے پیر پکڑ لو''...... سویٹی نے چیختے ہوئے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر جانے لگی۔

''بیٹھ جاؤ سویٹی۔ یہ سب مشن کا حصہ ہے۔ اور کچھ نہیں ہے''...... راجیش نے کہا تو سویٹی کا بگڑا ہوا چہرہ تیزی سے نارمل ہونا شروع ہو گیا۔

''کیا مطلب میں سمجھی نہیں''...... سویٹی نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

''آشا رائے کے ساتھ ابھی جو گفتگو ہوئی ہے اس کے بعد اس نے لامحالہ ہمارے خلاف انتقامی کارروائی کرنی ہے اور اس نے کوشش کرنی ہے کہ ہمارا مشن ناکام بنا دے تاکہ چیف آئندہ ہمیں اس پر ترجیح نہ دے''...... راجیش نے کہا۔

''لیکن اب وہ کیا کر سکتی ہے۔ ہم تو آج رات مشن مکمل کر لیں گے''...... سویٹی نے کہا۔

''کئی باتیں ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ براہ راست ہم پر چڑھائی کر دے اور ہمیں ہلاک کر کے ظاہر کرے کہ ہم پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے

معلوم ہو گیا ہو کہ ہم کس راستے سے اور کہاں ڈاکٹر وحید کو لے جانا ہے وہ ہم پر راستے میں بھی حملہ کر سکتی ہے''...... راجیش نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ وہ اپنے ملک سے غداری نہیں کرے گی''...... سویٹی نے کہا۔

''اس کے ساتھ گریٹ لینڈ کی ایجنٹ ڈیمی بھی ہے۔ وہ بھی کوئی کارروائی کر سکتی ہے''...... پرکاش نے کہا۔

''ہاں ایسا ہو سکتا ہے''...... راجیش نے کہا۔

''تو پھر تم نے کیا فیصلہ کیا ہے''...... سویٹی نے کہا۔

''ہمیں پہلے ان کو مفلوج کرنا پڑے گا''...... راجیش نے کہا۔

''وہ کیسے''...... سویٹی نے چونک کر کہا۔

''ان کی رہائش گاہ میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے''...... راجیش نے کہا۔

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں رہائش پزیر ہیں''...... سویٹی نے چونک کر کہا۔

''مجھے معلوم تو نہیں ہے لیکن معلوم کیا جا سکتا ہے''...... راجیش نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے میز پر پڑے فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

''لیس تاج محل کلب''...... رابطہ ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

''جانسن سے بات کراؤ میں فرینک بول رہا ہوں۔ اسسٹنٹ جناب شاگل''...... راجیش نے کہا۔

''اوہ اچھا ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''جانسن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''فرینک بول رہا ہوں مسٹر جانسن۔ جناب شاگل نے آپ کو ہمارے بارے میں کال کی ہو گی''...... راجیش نے کہا۔
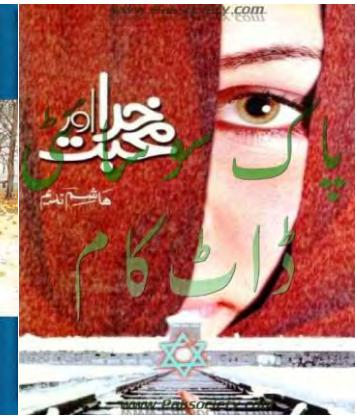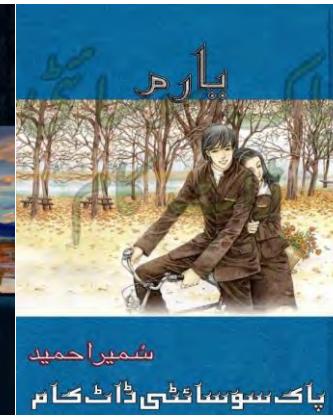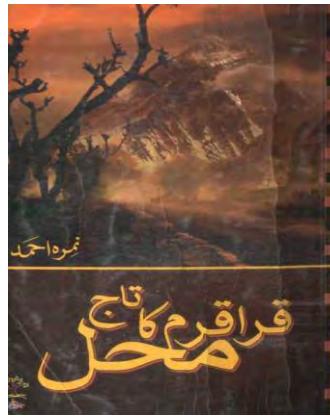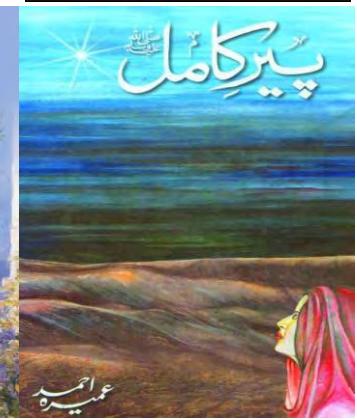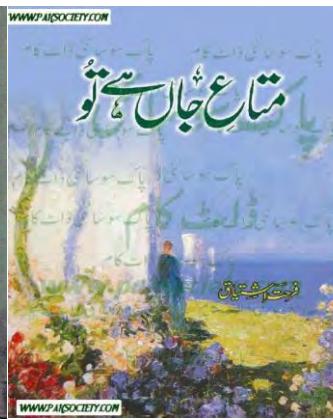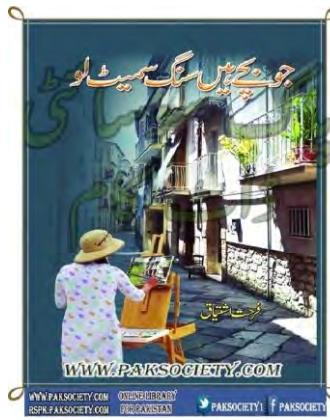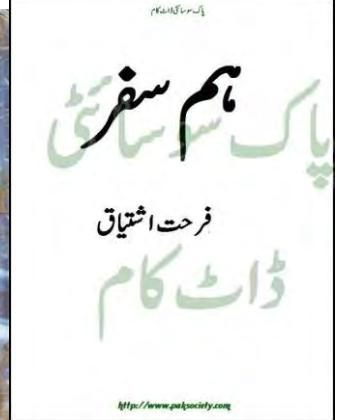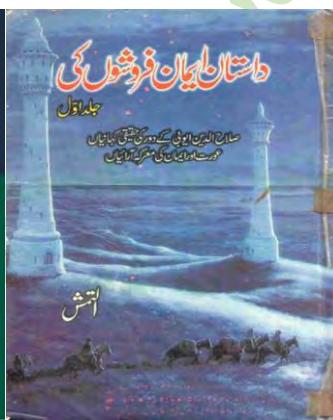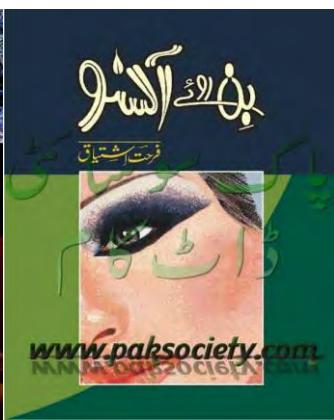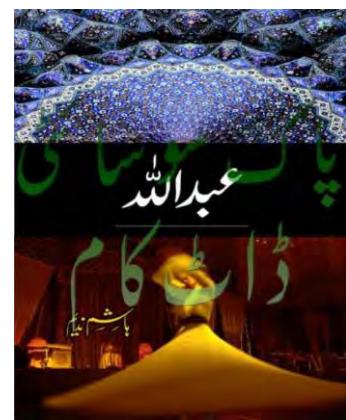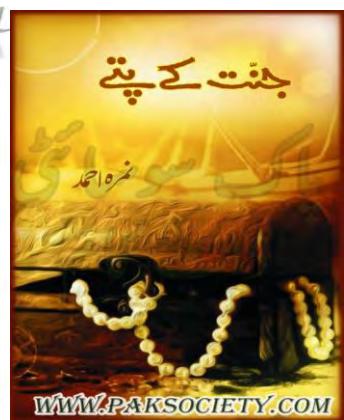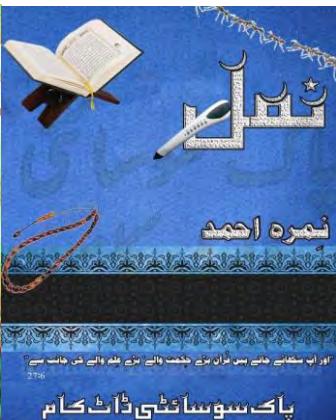
''یس سر حکم فرمائیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''محترمہ آشا رائے جو کافرستان سے آئی ہیں۔ آپ کے نیٹ ورک نے انہیں چیک کیا ہے یا نہیں''...... راجیش نے کہا۔

''نو سر ہمیں اس کا حکم نہ تھا۔ اب آپ حکم دیں تو ہم ایک گھنٹے کے اندر آپ کو رپورٹ دے سکتے ہیں''...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہاں آپ کا نیٹ ورک بے حد وسیع ہے۔ آشا رائے اور گریٹ لینڈ نژاد ڈیی اکٹھی یہاں آئی ہیں۔ ہمیں تفصیل چاہئے کہ وہ اس وقت کہاں موجود ہیں''۔ راجیش نے کہا۔

''اسی فون نمبر پر آپ کو رپورٹ دی جائے یا کوئی اور نمبر

ہے''...... جانسن نے کہا۔

''اسی نمبر پر''...... راجیش نے جواب دیا۔

''او کے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجیش نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''کیا یہ واقعی ایک گھنٹے میں سراغ لگا لیں گے''...... سویٹی نے پوچھا۔

''ان کا نیٹ ورک بے حد وسیع ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ دس منٹ میں ہی معلومات حاصل کر لیں گے لیکن ہم پر رعب ڈالنے کے لئے ایک گھنٹے کا وقت کہا گیا ہے اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راجیش نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس فرینک بول رہا ہوں''...... راجیش نے کہا۔

''جانسن بول رہا ہوں تاج محل کلب سے کیا یہ فون محفوظ ہے''...... دوسری طرف سے جانسن کی آواز سنائی دی۔

''یس کھل کر بات کیجئے''...... راجیش نے کہا۔

''آشا رائے اور ان کی یورپی نژاد ساتھی عورت اس وقت گرین ٹاؤن کی کوٹھی نمبر بیس اے میں موجود ہیں جناب''...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ بات کنفرم ہے''...... راجیش نے کہا۔

''یس سر ہم کنفرم انفارمیشن دیتے ہیں ورنہ معذرت کر لیتے

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

ہیں''...... جانسن نے جواب دیا۔

''جب سے وہ پاکیشیا آئی ہیں۔ ان کے رابطے کن کن سے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان کیا باتیں ہوئی ہیں''...... راجیش نے کہا تو سویٹی اور پرکاش دونوں حیرت بھری نظروں سے راجیش کو دیکھنے لگے کیونکہ گزرے ہوئے وقت کے متعلق وہ کیا بتا سکتا تھا۔

''سوری سر جب وہ یہاں آئیں تو ہمارے آدمیوں نے انہیں مارک کر لیا تھا لیکن جب وہ ٹورسٹوں کے معروف ہوٹل پیراڈائز میں پہنچ گئیں تو ان پر شک ختم ہو گیا اور اب آپ کی کال پر میں نے انہیں تلاش کرنے کا حکم دیا اور کنفرم رپورٹ یہ ملی ہے کہ وہ گرین ٹاؤن کی کوٹھی میں موجود ہیں''...... جانسن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ آسانی سے یہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں کہ یہ دونوں پاکیشیا آنے کے بعد کس کس سے ملاقات کرتی رہی ہیں''...... راجیش نے کہا۔

''سوری سر ایسا کرنا ناممکن ہے البتہ اگر آپ آئندہ کے لئے ایسا کرنے کا حکم دیں تو ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں''...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اچھا آپ یہ تو معلوم کر سکتے ہیں کہ گرین ٹاؤن میں سائنس دان ڈاکٹر وحید کی رہائش کس کوٹھی میں ہے جہاں انہوں نے ذاتی لیبارٹری بھی بنائی ہوئی ہے اور جب ہم اس کوٹھی میں کوئی ایکشن

کریں تو آپ ہمیں پہلے سے بتا سکیں کہ کوٹھی میں کتنے افراد موجود ہیں''...... راجیش نے کہا۔

''ہاں یہ کام ہم کر سکتے ہیں''...... جانسن نے جواب دیا۔

''تو یہ کام کریں میں آدھی رات کے بعد آپ سے بات کروں گا تا کہ ہم اپنا مشن شروع کر سکیں''...... راجیش نے کہا۔

''او کے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راجیش نے رسیور رکھ دیا۔

''گڈ تو اب ہم مشن مکمل کرنے کی تیاری کر لیں''...... سویٹی نے کہا تو راجیش نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آشا رائے اور ڈیمی کا کیا ہو گا''...... پرکاش نے کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ چیف کے فون کرنے کے بعد اب وہ کوئی حماقت نہ کرے گی''...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہ ڈیمی ضرور کوئی حرکت کر سکتی ہے''...... سویٹی نے کہا۔

''جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ہم نے ہر حال میں اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ ہم نے گرین ٹاؤن سے ڈاکٹر وحید کو اغوا کر کے خصوصی پوائنٹ پر پہنچانا ہے۔ وہاں سے ہم ڈاکٹر وحید سمیت آبدوز کے ذریعے کافرستان پہنچیں گے اور ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا''۔ راجیش نے کہا۔

''ہم کتنی دیر میں آبدوز کے ذریعے پاکیشیا سے کافرستان پہنچ

جائیں گے''...... سویٹی نے کہا۔

''ہم پہلے پاکیشیا سے کالنگا جائیں گے اور پھر وہاں سے کافرستان۔ اس طرح ہم اپنے پیچھے آنے والے تمام ایجنٹوں کو دھوکا دے سکیں گے اور وہ پاکیشیا سے کافرستان جانے والا سمندری روٹ چیک کرتے رہیں گے جبکہ ہم پاکیشیا سے کالنگا جا رہے ہوں گے۔ پھر کالنگا سے ہم محفوظ راستے سے کافرستان پہنچ جائیں گے''۔ راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا واقعی کوئی ہمارے عقب میں نہیں آئے گا''...... پرکاش نے کہا۔

''میرے خیال میں نہیں لیکن پھر بھی ہمیں ہر طرح کی صورت حال سے نمٹنے کے لئے پلاننگ کر لینی چاہئے''...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار پرکاش اور سویٹی دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

گرین ٹاؤن میں واقع اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں ڈاکٹر وحید اور ان کا اسسٹنٹ راحیل دونوں بیٹھے فائل ورک میں مصروف تھے۔ اس وقت رات ہو چکی تھی۔ راحیل نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے فائل بند کر دی کیونکہ اس کے واپس جانے کا وقت ہو چکا تھا۔ اسی لمحے سامنے میز پر پڑے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راحیل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... راحیل نے کہا۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تو راحیل کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے وہ بلند آواز میں قہقہہ لگانا چاہتا ہو لیکن ڈاکٹر وحید کی موجودگی کی وجہ سے ایسا نہ کر رہا ہو۔

”راحیل بول رہا ہوں عمران صاحب“...... راحیل نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

”سائنسدان بولا نہیں کرتے فرمایا کرتے ہیں کیونکہ سائنسدان ملک کا سرمایہ افتخار ہوتے ہیں“...... عمران نے کہا تو راحیل اس بار بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ بھی تو سائنس دان ہیں عمران صاحب“...... راحیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میں تو ڈگریوں کی حد تک سائنس دان ہوں اس لئے ڈگریاں بتا بتا کر دوسروں پر رعب ڈالتا رہتا ہوں“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کون ہے راحیل“...... ڈاکٹر وحید نے نظریں فائل سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب“...... راحیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور اس نے ڈاکٹر وحید کی طرف بڑھا دیا البتہ اس نے دوسرے ہاتھ سے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

”یس ڈاکٹر وحید بول رہا ہوں“...... ڈاکٹر وحید نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃٗ۔ میں آپ کا شاگرد علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو ڈاکٹر وحید کے

چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”ایسا سلام بڑی دیر بعد سنا ہے خدا تمہیں خوش رکھے۔ مجھے یاد ہے کہ میرے دادا جان اسی طرح سے سلام کیا کرتے تھے پھر شاید مصروفیت بڑھنے کی وجہ سے سلام مختصر ہوتا چلا گیا۔ بہرحال اللہ تمہیں اس کا اجر دے گا۔ اب بتاؤ کیوں فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات“...... ڈاکٹر وحید نے انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا۔

”میں نے صرف آپ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے کال کی ہے ویسے اگر آپ اجازت دیں تو ملٹری انٹیلی جنس کو کہہ دوں کہ آپ کو دن رات سیکورٹی دے کیونکہ ڈاکٹر پرشاد کسی وقت بھی آپ کو اغوا کر سکتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں ڈاکٹر پرشاد کو وہ ایسا نہیں کر سکتے تم فکر مت کرو۔ میں تمہاری نظروں میں اہم ہو سکتا ہوں کیونکہ یہ تمہاری محبت ہے لیکن میں ڈاکٹر پرشاد کے لئے اتنا اہم نہیں ہوں“...... ڈاکٹر وحید نے کہا۔

”ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں ہمیں تو آپ کی خیریت مطلوب ہے۔ اللہ حافظ“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر وحید نے رسیور واپس راحیل کی طرف بڑھا دیا۔

”سر۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک ہفتہ تک رات کو بھی یہاں رہ جاؤں“...... راحیل نے رسیور کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

”کیوں۔ تم کیا کرو گے۔ کیا سیکورٹی کا کام کرو گے“...... ڈاکٹر

وحید نے مسکراتے ہوئے کہا تو راحیل بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں سیکورٹی تو نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے اس کی ٹریننگ حاصل نہیں کی ہوئی اور نہ ہی ہمارے پاس اسلحہ ہے لیکن بزرگ کہتے ہیں کہ ایک سے دو بھلے''...... راحیل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم فون کر دو تاکہ تمہارے گھر والے پریشان نہ ہوں''...... ڈاکٹر وحید نے کہا اور دوبارہ فائل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ راحیل نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے یہاں رہنے کی حامی تو بھر لی تھی لیکن اگر یہاں کوئی حملہ ہو گیا تو وہ کیا کر سکے گا۔ اسے تو سوائے سائنسی فارمولوں کے اور کچھ نہ آتا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ اپنے کسی دوست کو بلا لے اور پھر دونوں باری باری جاگ کر ڈیوٹی دیں اگر کوئی گڑبڑ ہو تو فوراً پولیس ایمرجنسی کو اطلاع دی جا سکے۔ دوسرے کمرے میں پہنچ کر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور جیب سے سیل فون نکال کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اس لئے دوسرے کمرے میں آ گیا تھا کیونکہ وہ ڈاکٹر کو یہ نہ بتانا چاہتا تھا کہ اس نے کسی اجنبی دوست کو بلایا ہے کیونکہ وہ اس کی اجازت نہ دیں گے جبکہ اسے معلوم تھا کہ ڈاکٹر وحید رات کو تہہ خانے میں موجود لیبارٹری میں چلے جائیں گے اور تقریباً ساری رات وہاں قیام کریں گے اور رات کے پچھلے پہر ان کی واپسی ہو گی پھر وہ نماز اور عبادت میں مصروف ہو جائیں گے۔

''یس۔ افضل بول رہا ہوں''...... رابطہ ہونے پر سیل فون سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''راحیل بول رہا ہوں افضل''...... راحیل نے کہا۔

''اوہ ہاں راحیل۔ کیسے ہو کافی دنوں سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔ شاید لیبارٹری میں مصروفیت بڑھ گئی ہے تمہاری''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ اچھا سنو تم پولیس کے محکمے میں فیلڈ میں کام کرتے رہے ہو نا''...... راحیل نے کہا۔

''ہاں کیوں''...... افضل نے چونک کر پوچھا تو راحیل نے اسے ساری بات تفصیل سے بتا دی۔

''تو پھر مجھے کیوں فون کیا ہے۔ پولیس کو کال کرو وہ حفاظت کرے گی''...... افضل نے کہا۔

''ارے نہیں۔ ڈاکٹر صاحب تماشا نہیں بننا چاہتے۔ پولیس کی وجہ سے خبریں اخبار میں شائع ہو جائیں گی اور پھر ساری دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ ڈاکٹر وحید کہاں اور کیا کر رہے ہیں اور پھر ان کے اغوا یا قتل کا خطرہ بہت زیادہ بڑھ جائے گا اس لئے ہم نے صرف پہرہ دینا ہے۔ ویسے حملے کا ابھی تک امکان تو نہیں ہے لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہے''...... راحیل نے کہا۔

''آج تو میں نہیں آ سکتا البتہ کل پروگرام بنا لیں گے لیکن کتنے دن کے لئے''...... افضل نے کہا۔

''صرف ایک ہفتہ''...... راحیل نے کہا۔

''اوکے۔ کل بات ہو گی پھر پروگرام طے کر لیں گے''...... افضل نے کہا اور راحیل نے اس کا شکریہ ادا کر کے رابطہ ختم کر کے سیل فون جیب میں رکھ لیا۔ اسی لمحے اسے بڑے کمرے سے ڈاکٹر وحید کی آواز سنائی دی جو اسے بلا رہے تھے۔

''یس سر۔ میں آ رہا ہوں''...... راحیل نے کہا اور اٹھ کر بڑے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

''یس سر''...... راحیل نے بڑے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری کی الماری سے میری سرخ نوٹ بک لے آؤ۔ میں نے آج ایک نئی ریز پر کام کرنا ہے''...... ڈاکٹر وحید نے کہا۔

''یس سر''...... راحیل نے کہا اور اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو لیبارٹری کی طرف جاتا تھا۔ ابھی وہ خفیہ لیبارٹری کے اندر پہنچا ہی تھا کہ اس کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتا اس کا ذہن پہلے کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھوما اور پھر مکمل تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

ہوٹل اسپاڈو کا مالک اور جنرل مینجر رابرٹ لمبے قد اور دوہرے جسم کا مالک تھا۔ اس کا بڑا سا سپاٹ چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ انڈرورلڈ میں کوئی نمایاں حیثیت رکھتا ہے وہ گریٹ لینڈ نژاد تھا۔ آشا رائے اور ڈیمی کے آفس میں داخل ہوتے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے بااخلاق انداز میں دونوں سے مصافحہ کیا اور پھر ان کے سامنے شراب سے بھرے ہوئے جام رکھ دیئے۔

''کیا آپ کا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے''...... رابرٹ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں میرا تعلق کافرستان سے ہے اور میں کافرستان سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہوں میرا نام آشا رائے ہے اور ڈیمی نہ صرف میری ذاتی دوست ہے بلکہ اس نے اور میں نے اکٹھے مارشل آرٹ کی تربیت بھی حاصل کی ہے''...... آشا رائے نے تفصیل سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''تو آپ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف جناب شاگل کی ڈپٹی ہیں۔ ویری گڈ آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی''...... رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ چیف شاگل کو جانتے ہیں''...... آشا رائے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے یہ ہوٹل پانچ سال پہلے خریدا ہے اس سے پہلے میں کافرستان کے دارالحکومت میں معروف کلب چلاتا تھا۔ تب سے آپ کے چیف کے ساتھ بڑی اچھی دوستی رہی ہے''...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مسٹر رابرٹ گریٹ لینڈ کے مفاد میں ایک کام جو بے حد اہمیت کا حامل ہے آپ نے کرنا ہے''...... ڈیمی نے کہا۔

''آپ حکم کریں آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ مجھے چیف نے ذاتی طور پر فون کر کے حکم دیا ہے کہ آپ کی ہر صورت میں مدد کی جائے''...... رابرٹ نے کہا۔

''ایک سائنسدان ڈاکٹر وحید جو گرین ٹاؤن کی ایک کوٹھی میں رہتے ہیں انہیں اغوا کر کے گریٹ لینڈ پہنچانا ہے اور اس انداز میں کہ وہ بالکل بخیریت وہاں پہنچ جائیں اور ہو سکتا ہے کہ ان کے اغوا کے بعد ملٹری انٹیلی جنس یا سیکرٹ سروس حرکت میں آ جائے تو ان کے ہاتھ سائنسدان تک نہیں پہنچنے چاہئیں''...... ڈیمی نے کہا۔

''آپ نے کوئی پلان تو بنایا ہو گا وہ مجھے بتا دیں تا کہ میرے

سامنے کوئی لائن آف ایکشن آ جائے''...... رابرٹ نے کہا۔

''پہلے یہ کام آشا رائے نے کرنا تھا اس نے ڈاکٹر وحید کو کافرستان لے جانا تھا پھر وہاں سے ہم اسے گریٹ لینڈ لے جاتے۔ آشا رائے نے لائٹ کلب کے ایڈورڈ سے بات کی تو اس نے سارکان علاقے میں واقع سمگلنگ کے ایک خفیہ لیکن محفوظ راستے کی نشاندہی کی اس پر دو بھائیوں ہائی فائی کا قبضہ ہے۔ فائی سے ڈیل ہو گئی لیکن اب آشا رائے پیچھے ہٹ گئی ہے اور میں آگے آ گئی ہوں اور اب ہمیں ڈاکٹر وحید کو کافرستان نہیں بلکہ گریٹ لینڈ لے جانا ہے۔ اس لئے ہم تمہارے پاس آئے ہیں''...... ڈیمی نے کہا۔

''آشا رائے کیوں پیچھے ہٹ گئی۔ وجہ''...... رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک شرط پر بتا سکتی ہوں کہ تم حلف دو کہ تم یہ بات کسی کو نہیں بتاؤ گے''...... ڈیمی نے کہا۔

''میں حلف دیتا ہوں میڈم اور سب جانتے ہیں کہ رابرٹ جو کہتا ہے وہی کرتا ہے''...... رابرٹ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''آشا تم خود بتاؤ''...... ڈیمی نے آشا رائے سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کچھ زیادہ لمبی بات نہیں ہے۔ چیف شاگل نے مجھ پر مکمل اعتماد نہیں کیا۔ انہوں نے سیکرٹ سروس کا ایک گروپ یہاں بھجوایا

اور مجھے صرف مانیٹر کرنے کے لئے کہا۔ میں ڈیمی کے ساتھ یہاں پہنچی تو میں نے از خود ڈیمی کے ساتھ مل کر سلکی دے کے ذریعے ڈاکٹر وحید کو کافرستان لے جانے کا پلان بنایا اور اس کے لئے تمام انتظامات کر لئے لیکن پھر چیف کا فون آ گیا ہے کہ مشن کو اس گروپ پر چھوڑ کر واپس آ جاؤں۔ اس طرح میری عزت نفس بے حد مجروح ہوئی تو میں نے فیصلہ کیا کہ میں پیچھے ہٹ جاتی ہوں اور ڈیمی کو آگے کر دیتی ہوں''...... آشا رائے نے کہا۔

''کون سا گروپ کیا ڈیوڈ گروپ یا راجیش گروپ''...... رابرٹ نے کہا۔

''راجیش گروپ چیف کا چہیتا گروپ ہے اور میں اسے اپنے مقابلے میں ناکام دیکھنا چاہتی ہوں''...... آشا رائے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا ہوا آپ نے مجھ سے بات کر لی ہائی فائی دونوں انتہائی غلط آدمی ہیں۔ یہ آپ سے بھی بھاری رقم لے لیتے اور یہاں کی پولیس کو بھی خفیہ اطلاع دے دیتے نتیجہ یہ نکلتا کہ آپ رقم سے بھی محروم ہو جاتیں اور اپنے مشن میں بھی ناکام ہو جاتیں''...... رابرٹ نے کہا۔

''تو تم بتاؤ کیا ہونا چاہئے۔ ہم کس طرح انتہائی محفوظ طریقے سے ڈاکٹر وحید کو گریٹ لینڈ لے جائیں''...... ڈیمی نے کہا۔

''راجیش اور اس کے گروپ کے بارے میں یقیناً یہاں پولیس،

انٹیلی جنس یا کسی اور ایجنسی کو اطلاع مل گئی ہو گی۔ اس لئے جیسے ہی ڈاکٹر وحید اغوا ہوا۔ یہی سمجھا جائے گا کہ یہ کام کافرستان کا ہے گریٹ لینڈ کا کسی کو خیال تک نہ آئے گا اور ہم اطمینان سے ڈاکٹر وحید کو مریض کے طور پر کسی بھی چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے گریٹ لینڈ لے جائیں گے''...... رابرٹ نے کہا۔

''پلاننگ تو اچھی ہے لیکن راجیش بہت تیز رفتاری سے کام کرنے کا عادی ہے اس لئے اس کام میں ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ ورنہ ہم سوچتے اور پلاننگ بناتے ہی رہ جائیں گے۔ جو کچھ کرنا ہے آج رات ہی کر لینا چاہئے''...... آشا رائے نے کہا۔

''میں دو گھنٹوں کے اندر تمام معاملات حتمی طور پر طے کر لوں گا اور آج رات ہم ڈاکٹر وحید کو یہاں سے اغوا کر کے گریٹ لینڈ پہنچا دیں گے''...... رابرٹ نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''او کے تو کام شروع کرو اور فیلڈ میں کون کام کرے گا''...... ڈیمی نے کہا۔

''میرا اپنا گروپ ہے جو ایسے معاملات کا ماہر ہے۔ آپ بے فکر رہیں تمام کام بے داغ انداز میں ہو جائے گا۔ کیا آپ ساتھ جائیں گی''...... رابرٹ نے ڈیمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں بھی ساتھ جاؤں گی تاکہ چیف کو یقین دلا سکوں کہ میں ڈیمی کے ساتھ چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے گریٹ لینڈ چلی گئی تھی''...... آشا رائے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس طرح تم پر تمہارے چیف کو کسی صورت بھی شک نہ ہو گا''...... ڈیمی نے کہا اور رابرٹ نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

''خیال رکھنا رابرٹ۔ راجیش گروپ ڈاکٹر وحید کی کوٹھی کی نگرانی نہ کر رہا ہو''...... آشا رائے نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں ہم ایسے کام کرنے والے لوگ ہیں اس لئے چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی ہماری نظر رہتی ہے''...... رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار ڈیمی اور آشا رائے دونوں اطمینان بھرے انداز میں مسکرا دیں۔

راجیش اپنی رہائش گاہ کے ایک کمرے میں بیٹھا تھا کہ سویٹی اور پرکاش اندر داخل ہوئے۔

''اب کب تک انتظار کرتے رہیں گے۔ آدھی سے زیادہ رات گزر چکی ہے''...... پرکاش نے کہا۔

''جلدی نہ کرو یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ میں جانسن سے بات کر لوں پھر ہم روانہ ہو جائیں گے تیاریاں تو ہم نے مکمل کر ہی لی ہیں''...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''کیا جانسن اس وقت بھی کلب میں ہو گا''...... سویٹی نے کہا۔

''نہیں اس کا پرسنل نمبر میرے پاس ہے''...... راجیش نے کہا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس جانسن بول رہا ہوں"...... جانسن نے کہا۔

"راجیش بول رہا ہوں کیا رپورٹ ہے آشا رائے اور ڈیمی کے بارے میں"...... راجیش نے کہا۔

"آشا رائے اور ڈیمی ایئر پورٹ پر پہنچی ہیں۔ وہاں ان کی چارٹرڈ فلائٹ پہلے سے تیار تھی۔ یہ فلائٹ گریٹ لینڈ کے لئے بک کرائی گئی ہے اور ایک مفلوج مریض بھی اس فلائٹ میں موجود ہے جسے علاج کے لئے گریٹ لینڈ لے جایا جا رہا ہے"...... جانسن نے کہا تو راجیش کے ساتھ ساتھ کمرے میں موجود پرکاش اور سویٹی بھی بے اختیار اچھل پڑے۔

"مفلوج مریض۔ وہ کون ہے"...... راجیش نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ کمپنی کی طرف سے بھجوایا جا رہا ہے اور اس کے لئے کمپنی نے آشا رائے اور ڈیمی سے ہاف کرایہ لیا ہے اور ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے"...... جانسن نے کہا۔

"او کے۔ یہ بتاؤ کہ وہ فلائی کر گئے ہیں یا نہیں"...... راجیش نے کہا۔

"ہاں ان کی فلائٹ کو پرواز کئے ایک گھنٹہ ہو چکا ہے۔ چھ گھنٹے بعد فلائٹ گریٹ لینڈ پہنچ جائے گی"...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے یہ دونوں تو میدان سے ہٹ گئیں اب بتاؤ ڈاکٹر وحید

کی کوٹھی کا نمبر کیا ہے اور کوٹھی میں اس وقت کتنے افراد موجود ہیں"...... راجیش نے کہا۔

"تازہ ترین رپورٹ کے مطابق کوٹھی میں دو افراد موجود ہیں۔ ان میں سے ایک سیکورٹی گارڈ ہے کیونکہ اس کی موجودگی کی نشاندہی گیٹ کے پاس ہوئی ہے جبکہ دوسرا عمارت کے اندر ہے اور کوٹھی کا نمبر ایٹی ہے"...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر وحید کوٹھی میں اکیلے ہیں۔ سیکورٹی گارڈ کو تو ہم باہر ہی کور کر لیں گے"......راجیش نے کہا۔

"یہ آپ کا کام ہے سر جیسے آپ مناسب سمجھیں"...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے شکریہ"...... راجیش نے کہا اور فون کا کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کنگ بول رہا ہوں"...... رابطہ ہونے پر ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"راجیش بول رہا ہو۔ کیو۔ ایس ۔ ایس"...... راجیش نے کہا۔

"کیو۔ ایس۔ ایس یہ کیا ہے میں سمجھا نہیں"...... دوسری طرف سے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"کافرستان سیکرٹ سروس کا کوڈ ہے"...... راجیش نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ فرمائیں کیا حکم ہے"...... دوسری طرف

سے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا گیا۔

''کیا آپ ہمارے مشن کے آغاز کے لئے تیار ہیں ہم آج رات ہی یہ مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں''...... راجیش نے کہا۔

''بالکل تیار ہیں ایک آبدوز تیار کھڑی ہے اس میں بے ہوش آدمی کو نارمل رکھنے کے لئے تمام انتظامات بھی کر لئے گئے ہیں کریو بھی تیار بیٹھا ہے لیکن آپ کو مکمل معاوضہ پہلے دینا ہو گا اس کے بعد ہم حرکت میں آئیں گے''...... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے گارنٹیڈ چیک آپ کو مل جائے گا۔ آپ یہ بتائیں کہ ہم نے ڈاکٹر وحید سمیت کہاں پہنچنا ہے''...... راجیش نے کہا۔

''آپ اسی زیرو پوائنٹ پر پہنچ جائیں جہاں فاضل آپ کو لے آیا تھا میں بذات خود وہاں موجود ہوں گا۔ آپ کب تک پہنچ سکیں گے''...... کنگ نے پوچھا۔

''ہم مشن کا آغاز کر رہے ہیں زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے کے اندر ہم ڈاکٹر وحید سمیت آپ کے پاس پہنچ جائیں گے اور ہاں ایک بات اور''...... راجیش نے کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے اچانک اسے کوئی خیال آیا ہو۔

''بولیں''...... کنگ نے کہا۔

''ہمارا گروپ تین افراد پر مشتمل ہے چوتھے ڈاکٹر وحید ہوں گے۔ کیا ہم چاروں اکٹھے آبدوز میں سفر کر سکتے ہیں''...... راجیش

نے کہا۔

''جی ہاں بہت آسانی سے''...... دوسری طرف سے کنگ نے جواب دیا تو راجیش اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

ٹائیگر اپنے ایک دوست سے ملاقات کرنے کے بعد اب سونے کے لئے واپس اپنے ہوٹل جا رہا تھا وہ اس وقت گرین ٹاؤن کی ایک مین شاہراہ پر تھا اور پھر جیسے ہی وہ ایک موڑ مڑا تو ڈاکٹر وحید کی کوٹھی کے سامنے دو پولیس گاڑیوں اور کئی افراد کو کھڑے دیکھ کر وہ چونک پڑا۔ اس نے گاڑی سائیڈ پر موجود ایک پبلک پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار کو لاک کیا اور تیزی سے دوڑتا ہوا ڈاکٹر وحید کی کوٹھی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اتنی رات گئے یہاں پولیس کو دیکھ کر اس کے دل میں خدشات نے گھر کر لیا تھا اس نے جیب سے وہ کارڈ نکالا جس کے مطابق وہ ایک مقامی لیکن معروف اخبار کا سپیشل کرائم رپورٹر تھا۔ دونوں جیپوں کے ساتھ صرف دو مسلح پولیس والے موجود تھے کوٹھی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔

”یہاں کیا ہوا ہے“...... ٹائیگر نے ایک پولیس والے سے

پوچھا۔

”آپ کون ہیں“...... پولیس والے نے اپنے مخصوص شک بھرے انداز میں پوچھا۔

”میں سپیشل کرائم رپورٹر ہوں اور میری رپورٹ تمہیں ترقی دلا سکتی ہے۔ میں تمہارے حوالے سے رپورٹ شائع کروں گا“۔ ٹائیگر نے کہا۔

”گڈ۔ میرا نام افضل ہے اور میرا تعلق گرین ٹاؤن پولیس اسٹیشن سے ہے“...... پولیس والے نے اپنا تعارف کرانا شروع کر دیا۔

”ہوا کیا ہے یہاں۔ یہ تو سائنس دان ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ ہے“...... ٹائیگر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”اس کوٹھی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا جس پر نزدیکی کوٹھی کے چوکیدار نے پولیس کو رپورٹ کر دی ہم فوراً یہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ پھاٹک کے قریب ہی ایک سیکورٹی گارڈ بے ہوش پڑا ہے۔ باقی کوٹھی خالی ہے۔ اس سیکورٹی گارڈ کو ہوش میں لایا جا رہا ہے تاکہ اس سے تفصیل سے بات ہو سکے“...... پولیس والے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گرین ٹاؤن پولیس اسٹیشن کا انچارج احسن ہے نا“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ وہی اندر تفتیش کر رہے ہیں“...... پولیس والے نے

جواب دیا تو ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور کوٹھی کے اندر داخل ہو گیا۔ گیٹ کی سائیڈ پر زمین پر ایک نوجوان ساکت پڑا ہوا تھا اس کے ساتھ ہی ایک سپاہی بھی موجود تھا پھر اس سے پہلے کہ وہ پولیس والا ٹائیگر سے کچھ پوچھتا عمارت کے برآمدے سے ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

''کون ہیں آپ اور کیوں اندر آئے ہیں''...... بولنے والے کا لہجہ کرخت تھا لیکن ٹائیگر اس کی آواز پہچان گیا تھا۔ وہ گرین ٹاؤن پولیس اسٹیشن کا انچارج احسن تھا۔

''میں سپیشل کرائم رپورٹر رنموان ہوں''...... ٹائیگر نے اونچی آواز میں کہا۔

''اوہ آپ اور یہاں اس وقت۔ حیرت ہے رات گئے آپ کا موقع واردات پر پہنچ جانا عجیب بات ہے''...... احسن نے ٹائیگر کے قریب آ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

''کوئی عجیب بات نہیں۔ ہم صحافیوں پر کوئی بڑی واردات ہوتے ہی خود بخود بے چینی طاری ہو جاتی ہے اور یہ بے چینی اسی وقت دور ہوتی ہے جب واردات کی مکمل تفصیلات ہمیں مل جاتی ہیں۔ ویسے اس میں کیا حیرت کی بات ہے یہ کوٹھی معروف سائنسدان ڈاکٹر وحید کی ہے اور رات گئے اس کے باہر پولیس گاڑیوں کی موجودگی سے ہی اندازہ ہو جاتا ہے کہ کوئی خاص واردات ہوئی ہے۔ کیا ہوا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے

کہا تو احسن بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں۔ قریبی کوٹھی کے چوکیدار نے پولیس اسٹیشن فون کر کے بتایا تھا کہ اس کوٹھی سے کچھ وقفے سے آگے پیچھے دو کاریں نکل کر گئی ہیں۔ پہلے جو کار گئی ہے اس میں دو عورتیں تھیں پھر کچھ دیر کے بعد دوسری کار نکل کر گئی ہے اس میں ایک عورت اور دو مرد سوار تھے اور کوٹھی کا پھاٹک پورا کھلا ہوا ہے اور اندر کوئی نقل و حرکت نہیں ہے۔ معاملہ مشکوک تھا اس لئے ہم جو پٹرولنگ پر تھے وقوع کا سن کر فوراً یہاں آ گئے''...... احسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب تو بخیریت ہیں نا''...... ٹائیگر نے بے چینی سے پوچھا۔

''اندر اس ملازم کے سوا اور کوئی موجود ہی نہیں ہے اور ملازم بھی مر چکا ہے''...... احسن نے جواب دیا۔

''کیا مطلب۔ کیا ڈاکٹر وحید کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ آپ نے ان کی لیبارٹری چیک کی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہاں بھی کوئی نہیں ہے۔ مجھے اعلیٰ حکام کو رپورٹ کرنی ہوگی''...... احسن نے کہا۔

''کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں خود چیک کر لوں''...... ٹائیگر تے کہا۔

''ہاں کر لیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ ہماری کوئی مدد کر سکیں''......

احسن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اس کا شکریہ ادا کر کے تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے کوٹھی میں پھیلی ہوئی ہلکی سی نامانوس بو بھی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہاں پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی تھی پھر واردات کی گئی تھی پھر ٹائیگر نے پوری کوٹھی چیک کر لی لیکن وہاں واقعی کوئی انسان موجود نہ تھا۔ ٹائیگر نے پولیس آفیسر احسن سے اجازت لی اور پھر کار لے کر وہ اپنے ہوٹل جانے کی بجائے عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا لیکن پھر اسے خیال آیا کہ رات کافی گزر چکی ہے اس لئے اسے پہلے چیک کر لینا چاہئے کہ عمران جاگ رہا ہے یا نہیں چنانچہ اس نے کار ایک پبلک فون بوتھ کے قریب روکی اور نیچے اتر کر وہ بوتھ میں داخل ہو گیا اور اس نے مطلوبہ کارڈ جیب سے نکال کر فون کے خانے میں ڈال کر ایک بٹن دبایا تو فون پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا اور ٹائیگر نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ نیند سے اٹھا ہے۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ رات کو سلیمان ہی فون اٹینڈ کرتا ہے اس لئے اسے سلیمان کی آواز سن کر حیرت نہ ہوئی تھی۔

''میں ٹائیگر بول رہا ہوں سلیمان۔ آئی ایم سوری تمہیں اس

وقت ڈسٹرب کیا۔ عمران صاحب تک ایک ضروری بات پہنچا کر ان سے ہدایات لینی ہیں''...... ٹائیگر نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''صاحب ابھی جاگ رہے ہیں۔ ایک کتاب پڑھنے میں مصروف ہیں۔ میں بات کراتا ہوں تمہاری''...... سلیمان نے کہا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''کیا ہوا ہے ٹائیگر۔ رات کے اس وقت کیوں فون کیا ہے۔ خیریت تو ہے نا''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے ڈاکٹر وحید کے اغوا کے بارے میں ساری بات بتا دی۔

''تم میرے پاس آ جاؤ۔ اس معاملے میں ہمیں فوری کارروائی کرنی ہو گی''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اپنا کارڈ واپس نکال کر جیب میں ڈالا اور چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے عمران کے فلیٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ساتھ ساتھ وہ سوچتا بھی جا رہا تھا کہ اسے اس معاملے میں خود کیا کرنا چاہئے۔ فلیٹ کے نیچے کار روک کر وہ نیچے اترا اور کار لاک کر کے سیڑھیاں چڑھتا ہوا فلیٹ کے بند دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا تو چند لمحوں بعد سلیمان نے دروازہ کھول دیا۔ اسے سلام کرنے کے بعد ٹائیگر آگے بڑھا تو اس نے عمران کو سٹنگ روم میں بیٹھا دیکھا۔ ایک ضخیم کتاب سامنے میز پر رکھی ہوئی تھی۔

''السلام علیکم''...... ٹائیگر نے اندر داخل ہوتے ہی سلام کرتے

ہوئے کہا۔

''واہ۔ اب ٹائیگر بھی دوسروں کی سلامتی کی دعائیں مانگنے لگے ہیں۔ ویسے کہا جاتا ہے کہ اگر گھوڑا گھاس سے دوستی کر لے تو بھوک سے مر جائے گا۔ اس لئے ٹائیگر دوسروں کو سلامتی کی دعائیں دے گا تو خود کیا کھائے گا۔ آؤ بیٹھو۔ وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے سے ذرا برابر بھی یہ محسوس نہ ہو رہا تھا کہ اتنی رات گئے جاگنے کی وجہ سے اس پر کوئی بیزاری طاری ہو۔

''اتنی رات کو فون کرنے پر معذرت خواہ ہوں باس لیکن بات ہی کچھ ایسی تھی کہ مجھے فون کرنا پڑا''...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''حالات وقت دیکھ کر تبدیل نہیں ہوتے۔ اب تفصیل سے بتاؤ کہ کیا ہوا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے ڈاکٹر وحید کی کوٹھی کے سامنے موجود پولیس گاڑیوں کے نظر آنے سے لے کر وہاں سے واپسی تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

''اس کا مطلب ہے کہ میرا اندازہ درست نکلا''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کون سا اندازہ باس''...... ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

''پہلے کافرستان کے ڈاکٹر پرشاد نے ڈاکٹر وحید کی نوٹ بک

حاصل کی لیکن جب نوٹ بک سے وہ کوئی خاص فائدہ حاصل نہ کر سکا تو اس نے ڈاکٹر وحید کو اغوا کرا لیا۔ میری ملاقات ڈاکٹر وحید سے ہوئی تو میں نے اندازہ لگایا کہ وہ اب انہیں اغوا کرائیں گے لیکن ڈاکٹر وحید کو مکمل یقین تھا کہ ڈاکٹر پرشاد ایسا نہیں کر سکتے جبکہ اطالیہ کو بھی ڈاکٹر وحید کی خدمات چاہئے تھیں۔ اطالیہ کی سیکرٹری سائنس اس سلسلے میں خصوصی طور پر یہاں آئی تھیں اور چونکہ وہ خود چل کر ڈاکٹر وحید کے گھر گئی تھیں اس لئے ڈاکٹر وحید نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کچھ روز بعد فارغ ہو کر خود ہی اطالیہ پہنچ جائیں گے۔ اب اگر انہیں ڈاکٹر وحید کے اغوا کی خبر ملی تو شاید وہ یہ سمجھیں کہ ہم نے انہیں چکر دینے کے لئے خود اغوا کا ڈرامہ رچایا ہے۔ میں نے سوچا بھی تھا کہ ڈاکٹر وحید کی کوٹھی کی نگرانی ملٹری انٹیلی جنس سے کراؤں لیکن پھر اس لئے میں نے یہ خیال ترک کر دیا کہ ڈاکٹر وحید جیسے سائنس دان بڑے نازک مزاج ہوتے ہیں وہ اس بات پر ناراض نہ ہو جائیں''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''باس۔ یہ بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر وحید کی کوٹھی سے خاصے وقفے سے دو کاریں نکل کر باہر گئی ہیں۔ پہلی کار میں دو عورتیں تھیں جبکہ دوسری کار میں تین افراد تھے۔ ایک عورت اور دو مرد اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ تو معلوم کرنا پڑے گا ویسے میرے پاس ڈاکٹر وحید کے

اسسٹنٹ راحیل کی رہائش گاہ کا نمبر موجود ہے۔ اس سے بات کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر فون کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ سلیمان فون سیٹ آ کر رکھ گیا تھا۔ عمران نے رسیور اٹھا کر نمبر پریس کئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ کافی دیر بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

''ہیلو کون ہے''...... نیند میں ڈوبی ہوئی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''آپ کو اتنی رات کو ڈسٹرب کیا ہے اس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں لیکن ایک مجبوری تھی۔ میں ڈاکٹر وحید صاحب کا دوست بول رہا ہوں۔ راحیل صاحب سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں راحیل کا بڑا بھائی اجمل بول رہا ہوں۔ راحیل تو آج گھر واپس آیا ہی نہیں البتہ اس نے فون کر کے کہا تھا کہ وہ ایک ہفتہ تک رات کو بھی گھر واپس نہیں آئے گا کیونکہ اسے ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ضروری سائنسی کام کرنا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ شکریہ''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے باس کہ راحیل کو بھی اغوا کر لیا گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں یہی ہو سکتا ہے ورنہ سیکورٹی گارڈ کی طرح اس کی بھی لاش پڑی وہاں مل جاتی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اسے اغوا کرنے کا انہیں کیا فائدہ ہوگا۔ وہاں رہائش گاہ میں بے ہوشی کی گیس فائر کی گئی تھی۔ میں نے اس کی ہلکی سی بو بھی محسوس کی تھی۔ اس صورت میں راحیل بھی بے ہوش ہو گیا ہوگا پھر اسے ساتھ لے جانے کی کیا ضرورت تھی''...... ٹائیگر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ اغوا کنندگا دو علیحدہ علیحدہ گروپ ہوں کیونکہ تم نے خود کہا ہے کہ دو کاریں خاصے وقفے سے رہائش گاہ سے نکلی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ راحیل کو ایک گروپ ڈاکٹر وحید سمجھ کر لے گیا ہو''...... عمران نے کہا۔

''لیکن وہ چیکنگ تو کر سکتے تھے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں تمہاری بات درست ہے لیکن ہوا کچھ ایسا ہی ہو گا۔ بہرحال اب ہم نے فوری کام کرنا ہے۔ یہ ایک گروپ ہے یا دو۔ ان میں سے ایک گروپ لازماً کافرستان کا ہوگا اور اس کی مدد لازماً یہاں کے کسی گروپ نے کی ہو گی۔ یہاں کے اس گروپ کو تلاش کرنے کا کام تم نے کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ کیا ہمیں فوری ان کے پیچھے کافرستان جانا چاہئے''...... ٹائیگر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹر وحید کی جان کو فوری طور پر کوئی

خطرہ نہیں ہے۔ انہیں ہلاک کرنا مقصود ہوتا تو وہ یہ کام یہیں پر آسانی سے کر سکتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ ڈاکٹر وحید کا زندہ رہنا اغوا کرنے والوں کے اپنے مفاد میں بھی انتہائی ضروری ہے ورنہ جو کچھ وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ نہ کر سکیں گے۔ تم اب جاؤ کل سے اس پر کام شروع کر دینا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار اپنے رہائشی ہوٹل کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

جدید ماڈل کی سیاہ رنگ کی کار تیزی سے گرین ٹاؤن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ڈیمی اور سائیڈ سیٹ پر آشا رائے بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کی منزل گرین ٹاؤن میں موجود ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ تھی۔ رابرٹ نے انہیں اوکے کا سگنل دیا تھا اس لئے وہ تیزی سے گرین ٹاؤن میں ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

''تم نے ڈاکٹر وحید کو دیکھا ہوا ہے''...... ڈیمی نے آشا رائے سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں لیکن سائنس دان تو دور سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔ پریشان بال، سنجیدہ چہرہ''...... آشا رائے نے کہا تو ڈیمی بے اختیار ہنس پڑی۔

''مجھے بھی خیال نہیں رہا ورنہ یقیناً فائل میں ان کی تصویر موجود ہو گی۔ اب تو اندازہ ہی لگانا ہو گا۔ رابرٹ نے جو پلاننگ کی ہے

اس کے مطابق وہ اغوا سے پہلے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرے گا ورنہ کوٹھی میں موجود کسی سے پوچھ لیتے کہ ڈاکٹر وحید کون ہے''...... ڈیمی نے کہا تو آشا رائے بے اختیار ہنس پڑی۔ پھر اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ ڈاکٹر وحید کی کوٹھی کے قریب پہنچ گئیں۔ ڈاکٹر وحید کی کوٹھی کے سامنے سڑک پر ایک پبلک پارکنگ موجود تھی۔ ڈیمی نے کار وہاں لے جا کر روک دی۔ اسی لمحے دو آدمی تیز تیز قدم اٹھاتے ان کی کار کے قریب پہنچ گئے۔ وہاں پارکنگ میں دو تین کاریں اور بھی موجود تھیں۔

''میرا نام جیفری ہے میڈم۔ میں رابرٹ کا اسسٹنٹ ہوں''...... ایک آدمی نے ڈیمی کے کار سے باہر نکلتے ہی قریب آ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وہ آدمی کون ہے''...... ڈیمی نے دوسرے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ میرا ساتھی جیمز ہے''...... جیفری نے جواب دیا۔

''او کے۔ اب بتاؤ کیا پلاننگ ہے اور رابرٹ خود کیوں نہیں آیا''...... ڈیمی نے کہا جبکہ آشا رائے اس کے ساتھ خاموش کھڑی تھی۔

''وہ فیلڈ میں کام نہیں کرتے۔ آپ بے فکر رہیں ہم اس فیلڈ کے پرانے کھلاڑی ہیں۔ پلاننگ یہ ہے کہ جیمز کوٹھی کی سائیڈ سے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرے گا جو بے حد تیز اثرات

رکھتی ہے لیکن اتنی جلدی ہی ہوا میں تحلیل ہو کر غائب ہو جاتی ہے۔ پھر جیمز عقبی طرف سے اندر کود جائے گا اور اندر سے پھاٹک کھول دے گا۔ آپ کار سمیت اندر جائیں گی۔ میں یہاں رہ کر نگرانی کروں گا۔ آپ جیمز کے ساتھ مل کر بے ہوش پڑے ڈاکٹر وحید کو اٹھا کر کار میں ڈالیں گی اور پھر کار سمیت باہر آ جائیں گی۔ جیمز پھاٹک بند کر کے عقب کی طرف سے باہر آئے گا اور اپنے پوائنٹ پر چلا جائے گا جبکہ آپ کار لے کر یہاں آئیں گی اور میں آپ کے ساتھ کار میں بیٹھ جاؤں گا۔ پھر ہم سپیشل پوائنٹ پر پہنچ کر اس ڈاکٹر وحید کو مریض کا روپ دیں گے اور اس کے بعد ہم ایئر پورٹ جائیں گے وہاں فلائٹ تیار ہو گی مریض سمیت آپ دونوں اس میں شفٹ ہو جائیں گی اور فلائٹ گریٹ لینڈ کے لئے روانہ ہو جائے گی''...... جیفری نے تفصیل سے پلاننگ بتاتے ہوئے کہا۔

''تم نے معلوم کیا ہے کہ اندر کتنے افراد موجود ہیں''......آشا رائے نے پوچھا۔

''ہاں ہم نے لیزر ونڈو سے معلوم کیا ہے۔ اندر دو افراد موجود ہیں۔ ایک پھاٹک کے پاس ہے اور دوسرا عمارت کے اندر''...... جیفری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر وحید اندر اکیلے ہوں گے کیونکہ پھاٹک کے قریب موجود آدمی لازماً سیکورٹی گارڈ ہو گا''...... ڈیمی نے کہا۔

’’ہاں یقیناً ایسا ہی ہے کیونکہ یہ معلوم ہوا تھا کہ ڈاکٹر وحید کا ایک اسسٹنٹ ہے جو صبح کو آتا ہے اور رات کو واپس چلا جاتا ہے‘‘...... آشا رائے نے کہا۔

’’او کے پھر شروع کریں مشن۔ جیمز کو بھیجو جیفری‘‘...... ڈیمی نے کہا تو جیفری نے جیمز کو اشارہ کیا تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سڑک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر سڑک کراس کر کے وہ کوٹھی کی سائیڈ پر موجود سڑک پر مڑ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ پھر تقریباً بیس پچیس منٹ کے شدید انتظار کے بعد کوٹھی کا پھاٹک کھلا اور جیمز وہاں کھڑا نظر آیا اس نے انہیں اندر آنے کا اشارہ کیا۔

’’اب آپ جائیں اور ڈاکٹر وحید کو اٹھا کر لے آئیں۔ میں یہاں پر رک کر نگرانی کروں گا‘‘...... جیفری نے کہا تو ڈیمی اور آشا دونوں کار میں بیٹھ گئیں۔ ڈیمی نے کار آگے بڑھائی اور پھر کچھ دیر بعد وہ کار سمیت کوٹھی میں داخل ہو گئیں۔ جیمز نے پھاٹک بند کر دیا اس دوران ڈیمی اور آشا رائے کار سے نیچے اتر آئیں۔

’’ایک آدمی یہاں پڑا ہے اس کا لباس بتا رہا ہے کہ یہ واقعی سیکورٹی گارڈ ہے‘‘...... آشا رائے نے کہا تو ڈیمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس دوران جیمز بھی ان کے پاس پہنچ گیا اور پھر انہوں نے کوٹھی کو اندر سے چیک کیا تو اندر جاتی ہوئی راہداری کے شروع میں ہی ایک کمرے میں ایک آدمی فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا نظر آ گیا۔ اس کے علاوہ کوٹھی میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

’’یہ تو بوڑھا آدمی نہیں ہے۔ ڈاکٹر وحید تو بوڑھا آدمی ہو گا‘‘...... ڈیمی نے کہا۔

نہیں یہی ڈاکٹر وحید ہے۔ اس کے بال سائنسدانوں کی طرح پریشان ہیں اور اس کے اور ملازم کے علاوہ اور کوئی آدمی یہاں موجود نہیں ہے۔ جہاں تک اس کی جسمانی صحت کی بات ہے تو ہمارے براعظم میں بعض لوگوں کے سانچے ایسے ہوتے ہیں جو انتہائی بڑھاپے تک بھی جسمانی طور پر جوان نظر آتے ہیں‘‘...... آشا رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’او کے پھر اٹھاؤ اسے اور چلو۔ یہاں زیادہ دیر تک رکنا مناسب نہیں ہے‘‘...... ڈیمی نے کہا اور پھر جیمز، ڈیمی اور آشا رائے تینوں نے مل کر فرش پر پڑے ہوئے ڈاکٹر وحید کو اٹھایا اور اسے لا کر کار کی عقبی سیٹ کے سامنے خالی جگہ پر ڈال کر اس پر کپڑا ڈال دیا۔

’’اس ملازم کا کیا کرنا ہے‘‘...... جیمز نے پوچھا۔

’’پڑا رہے۔ ہلاک مت کرو ورنہ ساری ایجنسیاں حرکت میں آ جائیں گی۔ ہوش میں آ کر خود ہی بھاگ جائے گا‘‘...... آشا رائے نے کہا تو ڈیمی نے بھی اس کی تائید میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں سوار ہو کر سڑک پر آ گئیں۔ سڑک کو کراس کر کے جب وہ پارکنگ میں پہنچیں تو وہاں جیفری موجود تھا۔

’’آپ سائیڈ سیٹ پر یا عقبی سیٹ پر بیٹھ جائیں میں کار ڈرائیو

کروں گا''...... جیفری نے ڈیمی سے کہا تو ڈیمی سر ہلاتی ہوئی ڈرائیونگ سیٹ سے نیچے اتری اور عقبی سیٹ پر بیٹھ گئی کیونکہ سائیڈ سیٹ پر آشا رائے بیٹھی ہوئی تھی۔

''جیمز اب کیا کرے گا''...... آشا رائے نے پوچھا۔

''وہ پھاٹک کو اندر سے بند کر کے عقبی دیوار پھلانگ کر باہر آئے گا اور پھر خصوصی پوائنٹ پر خود ہی پہنچ جائے گا''...... جیفری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اب ہم کہاں جا رہے ہیں''...... عقبی سیٹ پر بیٹھی ڈیمی نے کہا۔

''اپنے ہیڈکوارٹر جہاں اس بے ہوش آدمی کو مریض کے روپ میں تیار کیا جائے گا۔ اس کے کاغذات تیار کر لئے گئے ہیں۔ ان کاغذات کے مطابق اس کا میک اپ کیا جائے گا اور پھر اسے ایئر پورٹ لے جایا جائے گا وہاں چارٹرڈ طیارہ تیار ہو گا۔ اس طیارے کے ذریعے آپ دونوں اور یہ آدمی آران کے راستے گریٹ لینڈ پہنچ جائیں گے''...... جیفری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آران کے راستے کیوں۔ ہم پاکیشیا سے ساڈان کے راستے بھی تو گریٹ لینڈ جا سکتے ہیں''...... آشا رائے نے چونک کر کہا۔

''آران میں کوئی چیکنگ نہیں ہو گی جبکہ ساڈان میں طیارے کی باقاعدہ چیکنگ ہوتی ہے اور معروف روٹ ساڈان کی طرف سے ہی ہے اس لئے اگر پاکیشیا کی کوئی ایجنسی ہمارے پیچھے آنے کی

کوشش کرے گی تو وہ بھٹک جائے گی اور ساڈان کو ہی چیک کرتی رہے گی جبکہ ہم اطمینان سے گریٹ لینڈ پہنچ جائیں گے''...... جیفری نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''کیا پیچھا کرنے والی ایجنسی کو چارٹرڈ فلائٹ آفس سے معلوم نہیں ہو جائے گا کہ چارٹرڈ فلائٹ آران کے روٹ سے گئی ہے''...... آشا رائے نے کہا۔

''اس کا انتظام چیف رابرٹ نے خود ہی کر دیا ہے۔ روٹ ساڈان ہی بتایا جائے گا ویسے ہمیں یقین ہے کہ جب تک اس آدمی کی گمشدگی کے بارے میں ایجنسیوں کو پتہ چلے گا آپ گریٹ لینڈ پہنچ چکی ہوں گی''...... جیفری نے جواب دیتے ہوئے کہا تو اس بار ڈیمی اور آشا رائے نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیئے۔ ڈیمی کے چہرے پر خوشی کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ ایک لحاظ سے اس نے پاکیشیا اور کافرستان دونوں کو ڈاج دے کر اپنا مشن مکمل کر لیا تھا۔

پاک سوسائٹی پر موجود مشہور و معروف مصنفین

عُمیرہ احمد صائمہ اکرام عُشنا کوثر سردار اشفاق احمد

نمرہ احمد سعدیہ عابد نبیلہ عزیز نسیم حجازی

فرحت اشتیاق عفت سحر طاہر فائزہ افتخار عنایتُ اللّٰہ التمش

قُدسیہ بانو تنزیلہ ریاض نبیلہ ابر راجہ ہاشم ندیم

نگہت سیما فائزہ افتخار آمنہ ریاض مُمتاز مُفتی

نگہت عبدُاللّٰہ سباس گُل عنیزہ سید مُستنصر حُسین

رضیہ بٹ رُخسانہ نگار عدنان اقراء صغیر احمد علیم ُالحق

رفعت سراج اُمِ مریم نایاب جیلانی ایماے راحت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود ماہانہ ڈائجسٹس

خواتین ڈائجسٹ، شُعاع ڈائجسٹ، آنچل ڈائجسٹ، کرن ڈائجسٹ، پاکیزہ ڈائجسٹ، حناء ڈائجسٹ، رِدا ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، سسپنس ڈائجسٹ، جاسُوسی ڈائجسٹ، سرگُزشت ڈائجسٹ، نئے اُفق، سچی کہانیاں، ڈالڈا کا دسترخوان، مصالحہ میگزین

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی شارٹ کٹس

تمام مُصنفین کے ناولز، ماہانہ ڈائجسٹ کی لسٹ، کِڈز کارنر، عمران سیریز از مظہر کلیم ایم اے، عمران سیریز از ابنِ صفی، جاسُوسی دُنیا از ابنِ صفی، ٹورنٹ ڈاؤنلوڈ کا طریقہ، آن لائن ریڈنگ کا طریقہ،

ہمیں وزٹ کرنے کے لئے ہمارا ویب ایڈریس براوزر میں لکھیں یا گُوگل میں پاک سوسائٹی تلاش کریں۔

اپنے دوست احباب اور فیملی کو ہماری ویب سائیٹ کا بتا کر پاکستان کی آن لائن لائبریری کا ممبر بنائیں۔

اِس خوبصورت ویب سائٹ کو چلانے کے لئے ہر ماہ کثیر سرمایہ درکار ہوتا ہے، اگر آپ مالی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ہم سے فیس بک پر رابطہ کریں۔۔۔

آدھی رات سے زیادہ کا وقت تھا۔ ایک کار خاصی تیز رفتاری سے گرین ٹاؤن کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر راجیش، سائیڈ سیٹ پر سویٹی اور عقبی سیٹ پر پرکاش بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کنگ کے زیرو پوائنٹ کا چکر لگانے گئے تھے جو ساحل سمندر پر بنا ہوا تھا۔ تاکہ ڈاکٹر وحید کو آج رات ہی اغوا کر کے کنگ کے ذریعے آبدوز میں کالنگا لے جائیں اور پھر وہاں سے کافرستان۔ کنگ کے اس پوائنٹ پر انتظامات دیکھ کر وہ خاصے مطمئن ہو گئے تھے۔ اس لئے اب وہ واپس گرین ٹاؤن جا رہے تھے تاکہ مشن مکمل کرنے کے لئے کارروائی کا آغاز کر سکیں۔ اس وقت کا انتخاب کنگ کی ہدایت پر ہی کیا گیا تھا۔ کیونکہ بقول اس کے رات کے پچھلے پہر سمندر میں چیکنگ ختم ہو جاتی تھی اس لئے اس وقت وہ اپنی کارروائی اطمینان سے مکمل کر سکیں گے۔

''باس اب ہم گرین ٹاؤن میں اپنی رہائش گاہ پر جا رہے ہیں یا

براہ راست ہم ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ پر پہنچیں گے''...... پرکاش نے پوچھا۔

''ہم پہلے اپنی رہائش گاہ پر جائیں گے وہاں سے اپنے بیگ اور ضروری سامان لے کر ہم ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ پر جائیں گے اور وہاں سے ڈاکٹر وحید کو اٹھا کر سیدھے کنگ کے خصوصی پوائنٹ پر اس کے بعد آبدوز کا سفر شروع ہو جائے گا''...... راجیش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور سویٹی اور پرکاش دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ کر انہوں نے اپنا ضروری سامان اٹھایا اور پھر دوبارہ کار میں سوار ہو کر ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ کی طرف بڑھ گئے۔

''پرکاش تم نے گیس پسٹل اٹھا لیا ہے''...... راجیش نے پرکاش سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... پرکاش نے جواب دیا وہ عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ ڈرائیونگ سیٹ پر راجیش اور فرنٹ سیٹ پر سویٹی موجود تھی۔

''او کے۔ تم نے سائیڈ روڈ پر جا کر کوٹھی کے اندر گیس کیپسول فائر کرنے ہیں اور پھر عقبی طرف سے اندر کود کر پھاٹک کھول دینا ہے۔ ہم کار سمیت اندر جائیں گے پھر ہم ڈاکٹر وحید کو تلاش کریں گے اور اسے اٹھا کر کار میں ڈال کر فوراً یہاں سے نکل جائیں گے۔ یہ کام تیزی، پھرتی اور ہوشیاری سے کرنا ہے''...... راجیش

نے کہا۔

’’ایسا ہی ہوگا باس‘‘...... پرکاش نے جواب دیا تو راجیش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار ڈاکٹر وحید کی کوٹھی کے سامنے پہنچ گئی۔

’’تم یہاں اتر جاؤ ہم سامنے پبلک پارکنگ میں رکیں گے تاکہ کسی دیکھنے والے کو ہم پر شک نہ گزرے۔ پھر جیسے ہی تم پھاٹک کھولو گے ہم فوراً اندر آ جائیں گے‘‘...... راجیش نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... پرکاش نے کہا اور کار کی عقبی سیٹ سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کوٹھی کی سائیڈ پر موجود سڑک پر پہنچ کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو راجیش نے کار آگے بڑھا دی اور کچھ فاصلے پر ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ کے سامنے موجود پبلک پارکنگ کی طرف موڑ دی۔ اس وقت پارکنگ خالی پڑی تھی۔ راجیش نے کار کو پارکنگ میں موڑ کر اس طرح کھڑا کیا تھا کہ پھاٹک کھلتے ہی حرکت میں آ سکے۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد پھاٹک کھلا تو پرکاش پھاٹک کے سامنے موجود تھا۔ اس نے ہاتھ ہلا کر انہیں اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا تو راجیش نے کار اسٹارٹ کی اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کار کوٹھی کے اندر داخل ہو گئی اور راجیش نے ایک طرف کار روک دی جبکہ پرکاش نے پھاٹک کو بند کیا اور واپس کار کی طرف آ گیا۔

’’یہ سیکورٹی گارڈ یہاں بے ہوش پڑا ہے‘‘...... پرکاش نے ایک

طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

’’اسے یہیں پڑا رہنے دو ہم نے ڈاکٹر وحید کو چیک کرنا ہے پرکاش تم یہیں رکو۔ میں اور سویٹی اندر جائیں گے‘‘...... راجیش نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سویٹی اس کے پیچھے چل رہی تھی چونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہاں موجود تمام لوگ بے ہوشی کی گیس کی وجہ سے بے ہوش ہوں گے اس لئے وہ دونوں اطمینان بھرے انداز میں چلتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ گو ابھی تک فضا میں گیس کی انتہائی ہلکی سی بو موجود تھی کہ یہ انتہائی تیزی سے اثر کرنے والی گیس جس تیزی سے اثر کرتی ہے اس سے زیادہ تیزی سے فضا میں تحلیل بھی ہو جاتی ہے پھر انہوں نے گھوم پھر کر پوری کوٹھی کو چیک کیا لیکن عمارت میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

’’یہ کیا مطلب ہوا۔ ڈاکٹر وحید کہاں ہیں‘‘...... سویٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’مجھے معلوم ہے کہ یہاں کسی تہہ خانے میں لیبارٹری ہے۔ ڈاکٹر وحید یقیناً وہیں ہو گا ہمیں وہ تہہ خانہ ٹریس کرنا ہو گا‘‘۔ راجیش نے کہا اور پھر ادھر ادھر گھومنے کے بعد وہ ایک جگہ رک گیا۔

’’یہاں تہہ خانے کا راستہ ہو سکتا ہے‘‘...... راجیش نے ایک دیوار پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن اسے اوپن کیسے کیا جا سکے گا"...... سویٹی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا تو راجیش کافی دیر اس دیوار کو ، وہ دیوار کے سامنے اکڑوں بیٹھ گیا۔ اس نے دیوار او انگوٹھے سے ہلکی ہلکی ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ ہر ضرب پر ایک مخصوص قسم کی آواز سنائی دے رہی تھی پھر ایک جگہ ضرب لگانے پر ایسی آواز سنائی دی جیسے یہاں خلاء ہو۔ راجیش کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے اٹھ کر زور سے بوٹ کی ٹو اس جگہ پر ماری تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور دیوار کا ایک سرا تیزی سے سمٹ کر دوسری طرف دیوار کے اندر غائب ہو گیا۔ اب سامنے سیڑھیاں تھیں۔ سیڑھیوں کے سامنے ایک خاصا وسیع کمرہ تھا جس میں باقاعدہ لیبارٹری کی مشینری فکسڈ تھی درواز کے پاس ہی ایک ادھیڑ عمر آدمی فرش پر پڑا ہوا تھا۔

"تم نے کمال کر دیا راجیش"...... سویٹی نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ ایسے تہہ خانوں کے دروازے کس میکانزم کے تحت بنائے جاتے ہیں اور انہیں کس طرح آپریٹ کیا جا سکتا ہے"...... راجیش نے کہا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ آگے بڑھا اور اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ڈاکٹر وحید کو سیدھا کیا اور پھر چند لمحے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر وہ اس کے دل کی دھڑکن کو چیک کرتا رہا۔

"گڈ۔ یہ گہری بے ہوشی میں ہے کالنگا تک یقیناً اسی حالت میں پہنچ جائے گا"...... راجیش نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور اپنے کاندھے پر لاد لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں عمارت سے باہر نکل آئے اور بے ہوش ڈاکٹر وحید کو کار کی عقبی سیٹ کے سامنے ڈال کر ابھی وہ کار میں بیٹھ ہی رہے تھے کہ انہیں دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرن قریب آتے سنائی دیئے تو وہ تینوں بری طرح بوکھلا گئے۔

"جلدی کرو نکلو یہاں سے جلدی"...... راجیش نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں بجلی کی سی تیزی سے کار میں سوار ہوئے۔ پہلے کی طرح ڈرائیونگ سیٹ پر راجیش ، فرنٹ سیٹ پر سویٹی اور عقبی سیٹ پر پرکاش بیٹھ گیا تھا اور بجلی کی سی تیزی سے کار دوڑاتے ہوئے وہ کھلے ہوئے پھاٹک سے باہر نکل کر سائیڈ روڈ پر مڑے اور پھر ایک اور موڑ مڑ کر دوسری سڑک پر آ کر وہ تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اب پولیس گاڑیوں کے سائرن کی آوازیں پیچھے رہ گئی تھیں۔ پھر جب تک ان کی کار گرین ٹاؤن سے باہر نہیں آ گئی وہ اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسے سانس لینا بھی بھول گئے ہوں۔

"پھاٹک تو کھلا رہ گیا باس"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے پرکاش نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ہم بخیرو عافیت کنگ کے پوائنٹ پر پہنچ جائیں پھر کوئی پرواہ نہیں"...... راجیش نے جواب دیا۔

"یہ کار بھی تو کہیں چھوڑنی پڑے گی"...... سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی سویٹی نے کہا۔

"کنگ سے اس بارے میں میری بات ہو چکی ہے۔ اس کا کوئی آدمی اس کار کو کہیں دور چھوڑ آئے گا اور نمبر پلیٹ بھی بدل دے گا تا کہ یہ فوری چیک نہ ہو سکے"...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"راجیش وہ سیکورٹی گارڈ تو زندہ رہ گیا اس کا خاتمہ ضروری تھا"...... کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد سویٹی نے چونک کر کہا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا جب ہم اندر گئے تو وہ بے ہوش تھا اور جب ہم باہر آئے تب بھی وہ بے ہوش تھا"...... راجیش نے جواب دیا۔

"میں نے اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کر دیا تھا"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے پرکاش نے کہا۔

"اس کی ضرورت تو نہ تھی بہرحال ٹھیک ہے"...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر مسلسل ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ساحل سمندر پر پہنچ گئے لیکن وہاں رکنے کی بجائے وہ دائیں طرف جانے والی ایک سڑک پر مڑ گئے۔ اس سڑک پر امراء کی کالونیاں اور دفاتر تھے پھر راجیش نے کار ایک ویئر ہاؤس کے بند پھاٹک کے سامنے روک دی اسی لمحے پھاٹک کے باہر موجود مسلح آدمی کار کے قریب آ گیا۔

"سپیشل ملاقات طے ہے کنگ سے"...... راجیش نے کہا۔

"یس سر"...... اس آدمی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک سیل فون نکال کر اس کا ایک بٹن پریس کیا اور پھر اسے جیب میں رکھ کر واپس مڑ گیا چند لمحوں بعد پھاٹک آٹو میٹک انداز میں حرکت کرتا ہوا سائیڈ پر ہٹتا چلا گیا۔ راجیش نے کار آگے بڑھائی اور ایک سائیڈ پر بنی ہوئی وسیع پارکنگ میں روک دی۔

"تم یہیں ٹھہرو میں کنگ سے مل کر آتا ہوں تا کہ آگے کے معاملات سیٹ کئے جا سکیں"...... راجیش نے کہا اور کار سے نیچے اتر کر وہ سامنے موجود عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کم از کم اب ہم محفوظ تو ہیں"...... سویٹی نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ جسے تم اٹھا کر لے آئے ہو۔ کیا یہ ڈاکٹر وحید ہی ہے"۔ پرکاش نے کہا۔

"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... سویٹی نے چونک کر کہا۔

"کیونکہ گیس پسٹل فائر کرنے سے پہلے جب میں نے عقبی دیوار سے اندر جھانکا تو یہ سیکورٹی گارڈ اس وقت بھی بے ہوش پڑا تھا اس کا مطلب ہے کہ ہم سے پہلے بھی کوئی پارٹی وہاں پہنچ چکی تھی"...... پرکاش نے کہا۔

"تم نے یہ بات راجیش کو کیوں نہیں بتائی"...... سویٹی نے کہا۔

''کیونکہ مجھے باس پر مکمل اعتماد ہے۔ وہ مطمئن تھا تو میں بھی مطمئن ہو گیا''...... پرکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''راجیش اس لئے مطمئن ہے کہ ڈاکٹر وحید خفیہ لیبارٹری میں تھا۔ راجیش نے مخصوص تکنیک سے راستہ کھولا اور پھر ہم اندر پڑے ہوئے بے ہوش ڈاکٹر وحید کو اٹھا کر باہر لے آئے ہیں''...... سویٹی نے جواب دیا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ جو کوئی بھی وہاں آیا تھا وہ لازماً ناکام واپس گیا ہو گا''...... پرکاش نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سویٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹائیگر کے جاتے ہی عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ گو اس وقت رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس کے سیکورٹی آفس میں کوئی نہ کوئی موجود ہو گا۔

''یس سیکورٹی سیل''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل شہاب سے بات کراؤ۔ میں علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کرنل صاحب سونے کے لئے بیڈ روم میں جا چکے ہیں کل ہی بات ہو سکتی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس سیکورٹی سیل''...... ایک بار پھر وہی مردانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل شہاب سے بات کراؤ چاہے وہ کہیں بھی ہوں۔ اٹ از اسٹیٹ ایمرجنسی''...... عمران نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر یس سر۔'' دوسری طرف سے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ شاید اسٹیٹ ایمرجنسی کے الفاظ سن کر وہ آدمی اچھل پڑا تھا۔

''ہیلو کرنل شہاب بول رہا ہوں''...... کچھ دیر بعد نیند میں ڈوبی ہوئی بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے دوبارہ اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا۔

''اوہ آپ۔ کیا ہوا ہے جو آپ اس وقت فون کر رہے ہیں''...... ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شہاب نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر وحید کو اغوا کر لیا گیا ہے اور یہ اغوا ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ہوا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اغوا کافرستانی ایجنٹوں نے کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ فوری طور پر کافرستان جانے والے تمام راستے چیک کئے جائیں چارٹرڈ فلائٹس سمیت''...... عمران نے کہا۔

''او کے میں ابھی احکامات دے دیتا ہوں اور کچھ معلوم ہونے پر آپ کو رپورٹ دیتا ہوں''...... کرنل شہاب نے کہا۔

''کوئی اہم بات ہو تو فوراً مجھے کال کرنا میں اب تمہاری کال

آنے تک جاگتا رہوں گا''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔ سول انٹیلی جنس یا پولیس کی کارکردگی اس قدر فعال نہ تھی اس لئے اسے ملٹری انٹیلی جنس کو میدان میں اتارنا پڑا تھا۔ پھر اسے ایک خیال آیا تو اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... ناٹران کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ آپ اور اس وقت۔ کوئی خاص بات ہو گئی ہے کیا''۔ ناٹران نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بس تمہیں نیند سے اٹھانا تھا اب پھر سو جاؤ۔ سنا تھا کہ گہری نیند سے اٹھ کر دوبارہ سو جاؤ تو رنگین خواب آتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف موجود ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں رنگین خواب ہی دیکھ رہا تھا عمران صاحب''...... ناٹران نے اس بار چست لہجے میں کہا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ نیند کے غلبے سے نکل آیا ہے۔

''ظاہر ہے شادی سے پہلے رنگین خواب ہی نظر آتے ہیں جبکہ

بعد میں خواب آنا سرے سے ہی بند ہو جاتے ہیں کیونکہ پابندی لگ جاتی ہے کہ خواب دیکھنا ہے تو بیگم کا دیکھو ورنہ سرے سے دیکھو ہی نہیں''...... عمران نے کہا تو ناٹران پھر ہنس پڑا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں تو پھر میں واپس رنگین خوابوں کی طرف چلا جاؤں''...... ناٹران نے کہا۔

''پھر میری بجائے ایکسٹو تمہیں کال کرے گا اور وہ تو ویسے بھی نیند کا دشمن ہے۔ خود بھی چوبیس گھنٹے جاگتا رہتا ہے اور دوسروں سے بھی یہی توقع رکھتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے عمران صاحب''۔ ناٹران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کافرستانی ایجنٹوں نے آج رات پاکیشیا کے سائنس دان ڈاکٹر وحید کو ان کی رہائش گاہ گرین ٹاؤن سے اغوا کر لیا ہے اور وہ انہیں کافرستان پہنچائیں گے۔ چیف نے تمام راستوں کی چیکنگ کے لئے ملٹری انٹیلی جنس کو احکامات دے دیئے ہیں۔ اس اغوا میں کافرستانی سیکرٹ سروس ملوث ہو سکتی ہے یا ملٹری سروس کیونکہ اس سے پہلے ڈاکٹر وحید کی نوٹ بک کے حصول کے لئے کافرستان نے ملٹری سروس ریڈ فلیگ کو حرکت دی تھی۔ تم صبح ہونے سے پہلے معلومات حاصل کرو کہ ڈاکٹر وحید کو کس راستے سے کافرستان لایا جا رہا ہے اور کہاں رکھا جائے گا۔ پھر مجھے میرے فلیٹ کے نمبر پر رپورٹ دو۔ اس وقت تک مجھے جاگتی آنکھوں سے

خواب دیکھنے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اسے ایک اور خیال آیا تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ڈارسن کلب کا نمبر دیں''...... عمران نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ڈارسن کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ڈارسن جہاں بھی ہو اس سے بات کراؤ۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈارسن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران اپنے مخصوص انداز میں شروع ہو گیا۔

"عمران صاحب۔ آپ اور اس وقت فون کر رہے ہیں۔ کوئی خاص بات"...... ڈارسن نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم اس وقت آفس میں موجود ہو گے کیونکہ اس وقت تمہارے کلب میں بھاری مالیت کا جوا کھیلا جا رہا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ درست کہہ رہے ہیں"...... ڈارسن نے کہا۔

"پاکیشیا کے ایک سائنسدان کو اغوا کر لیا گیا ہے اور یہ کام کافرستانی ایجنٹوں نے کیا ہے۔ تمہارے پاس اس سلسلے میں یقیناً اطلاعات ہوں گی کہ سائنس دان کو کس راستے سے لے جایا گیا ہے۔ اس لئے تمہیں فون کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تفصیل کا تو مجھے علم نہیں ہے البتہ اطلاعات ضرور ملتی رہی ہیں کہ پچھلے دنوں کافرستان کے دو گروپ یہاں رہے ہیں۔ دونوں علیحدہ علیحدہ کام کر رہے تھے۔ ایک گروپ میں گریٹ لینڈ کی ایجنٹ ڈیمی بھی شامل تھی جس کے ساتھ کافرستانی سیکرٹ سروس کی نئی ڈپٹی چیف آشا رائے تھی۔ دوسرے گروپ میں کافرستان سیکرٹ سروس کا سپر ایجنٹ راجیش تھا جس کے ساتھ اس کے گروپ کے دو افراد، ایک عورت شکنتلا عرف سویٹی اور دوسرا اس کا اسسٹنٹ پرکاش شامل تھے"...... ڈارسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اب یہ دونوں گروپ کہاں ہیں۔ مجھے مکمل تفصیل چاہئے۔ معاوضہ منہ مانگا ملے گا"...... عمران نے کہا۔

"دس لاکھ ڈالرز اور ایک گھنٹہ دیجئے۔ آپ کا کام ہو جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ ڈن معاوضہ کل تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر ہو جائے گا۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتا دو"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتا دیا گیا اور عمران نے ایک گھنٹے بعد فون کرنے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"سلیمان۔ چائے تو پلوا دو"...... عمران نے رسیور رکھ کر اونچی آواز میں کہا۔ اسے معلوم تھا کہ سلیمان جاگ رہا ہے۔

"اس وقت باورچی کو آواز دینا آداب کچن کے خلاف ہے۔ ناشتے کے ساتھ چائے مل جائے گی اور اب سو جائیں۔ سانپ تو نکل گیا اب لکیر پیٹنے سے کیا فائدہ"...... سلیمان نے اپنے کمرے سے ہی جو ساتھ ہی تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور سانپ یقیناً کچن میں ہی گیا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"کچن اتنا صاف ہے کہ وہاں لکیر بن ہی نہیں سکتی اس لئے لکیر پیٹنے کے لئے اپنے کمرے تک ہی محدود رہیں۔ ویسے رات جتنی بچ گئی ہے اسے غنیمت سمجھیں۔ اللہ حافظ"...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا کر رہ گیا پھر ایک گھنٹے بعد عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈارسن کلب"...... رابطہ ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''ڈارسن سے بات کراؤ۔ میں علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں اور دیکھو اتنی رات گئے بھی بول رہا ہوں''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو۔ ڈارسن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ڈارسن کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے ڈارسن''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ خصوصی معاوضے دے کر معلومات حاصل کی گئی ہیں لیکن پھر بھی آپ سے جو معاوضہ طے ہوا ہے میں اس پر قائم ہوں''...... ڈارسن نے کہا۔

''مجھے تمہاری اصول پسندی کا علم ہے۔ بہرحال فکر مت کرو اگر واقعی معلومات خصوصی ہوئیں تو تمہیں میں اپنی طرف سے مزید معاوضہ بھجوا دوں گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جیسا میں نے پہلے دو گروپوں کے بارے میں بتایا تھا کہ ایک گروپ جس میں آشا رائے اور گریٹ لینڈ کی ایجنٹ ڈیمی شامل تھی اس گروپ نے گریٹ لینڈ کے لئے طیارہ چارٹرڈ کرایا ہے اور اس طیارے میں وہ پاکیشیا سے گریٹ لینڈ چلی گئی ہیں''...... ڈارسن نے کہا۔

''کیا وہ گریٹ لینڈ پہنچ گئی ہیں یا نہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ ابتدائی رات میں یہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ زیادہ سے

زیادہ چھ گھنٹوں کی پرواز کے بعد وہ پہنچ گئے ہوں گے یا پہنچنے والے ہوں گے اور ہاں جو اصل بات بتانے کی ہے وہ یہ کہ ان کے ساتھ طیارے میں ایک مریض بھی تھا۔ یہ مریض بے ہوش تھا اور اسے علاج کے لئے گریٹ لینڈ لے جایا جا رہا تھا''...... ڈارسن نے کہا۔

''یہ کون سی کمپنی کا طیارہ تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''انٹرنیشنل چارٹرڈ فلائٹس کمپنی''...... ڈارسن نے جواب دیا۔

''او کے دوسرے گروپ کا کیا ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''دوسرا گروپ جس کا ہیڈ راجیش ہے ایک نئے انداز میں یہاں سے روانہ ہوا ہے۔ ان کے ساتھ بھی ایک مریض تھا اور یہ لوگ کنگ کی آبدوز کے ذریعے کالنگا گئے ہیں۔ کالنگا سے یہ کافرستان جائیں گے''...... ڈارسن نے کہا۔

''آبدوز کے ذریعے لیکن کسی پرائیویٹ آدمی کے پاس آبدوز کیسے ہو سکتی ہے''...... عمران نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''گزشتہ دو سالوں سے ایسا ہو رہا ہے۔ کنگ جس کا اصل نام ارباب ہے انتہائی حساس اسلحہ آبدوزوں کے ذریعے سمگل کرتا ہے''...... ڈارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کالنگا میں یا کافرستان میں اس کا ٹھکانہ کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''سوری اس بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے۔ البتہ تم میرے معاوضے میں خود ہی جتنا چاہے اضافہ کر دو تو میں تمہیں اس بارے میں ٹپ دے سکتا ہوں''...... ڈارسن نے کہا۔

''او کے۔ میں کر دوں گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کالنگا میں ایک کلب ہے جس کا نام لانگ کلب ہے۔ لانگ کلب کا مالک اور جنرل مینجر لانگ ہی ہے۔ میں اسے فون کر دوں گا۔ تم جب اسے میرا حوالہ دو گے تو وہ معاوضہ لے کر تمہیں اس بارے میں تفصیل بتا دے گا۔ معاوضے کی ضمانت میں اسے دے دوں گا''...... ڈارسن نے کہا۔

''کیا اس وقت وہ فون پر مل جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں وہ بھی میری طرح ساری رات جاگتا ہے اور دن چڑھے سوتا ہے''...... ڈارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اسے فون کر دو اور مجھے اس کا نمبر دے دو''۔ عمران نے کہا تو ڈارسن نے اسے لانگ کا فون نمبر اور پاکیشیا سے کالنگا کا رابطہ نمبر بھی بتا دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ عمران آدھے گھنٹے بعد اسے فون کرے اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

''یس علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) رات کافی گزر جانے کے باوجود بول رہا ہوں''...... عمران کی زبان رواں

ہو گئی۔

''کرنل شہاب بول رہا ہوں عمران صاحب''...... دوسری طرف سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شہاب کی آواز سنائی دی۔

''کرنل صاحب کیا رپورٹ ہے۔ کیا کوئی معلومات ملی ہیں''...... عمران نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں اردگرد کی کوٹھیوں کے چوکیداروں سے معلومات ملی ہیں کہ دو بار ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی سے کاریں نکلی ہیں۔ ان میں سے ایک کار کو ساحلِ سمندر کی طرف جاتے چیک کیا گیا ہے۔ وہاں نیوی کالونی کی چیک پوسٹ پر کار کا نمبر اور آمد و رفت کے اوقات بھی درج ہیں''...... کرنل شہاب نے کہا۔

''تو مجھے جو پہلے معلومات ملی تھیں وہ آپ نے کنفرم کر دیں''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیسی معلومات عمران صاحب''...... کرنل شہاب نے چونک کر کہا۔

''مجھے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق دو گروپ کام کر رہے تھے۔ ایک میں کافرستان سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف آشا رائے اور گریٹ لینڈ کی ایجنٹ ڈیمی تھیں۔ یہ گروپ پہلے ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی سے باہر نکلا اور یہ گروپ انٹرنیشنل چارٹرڈ کمپنی کے طیارے کے ذریعے ایک مریض سمیت گریٹ لینڈ گئے ہیں۔ دوسرا گروپ دو مردوں اور ایک عورت پر مبنی ہے اس گروپ کا انچارج کافرستان

سیکرٹ سروس کا سپر ایجنٹ راجیش ہے۔ یہ کار ساحل سمندر پر گئی ہے اس میں بھی ایک بے ہوش آدمی موجود تھا۔ یہاں انتہائی ساس اسلحے کی اسمگلنگ آبدوزوں سے کی جاتی ہے۔ میرے علم بھی بھی یہ بات پہلی بار آئی ہے اس آدمی کا نام کنگ ہے جو یہ دھندہ کرتا ہے۔ راجیش اور اس کے ساتھی بے ہوش آدمی کو لے کر آبدوزو کے ذریعے کالنگا گئے ہیں''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے آپ نے فلیٹ میں بیٹھے بیٹھے ساری معلومات حاصل کر لی ہیں''...... کرنل شہاب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شکر ہے آپ نے بیٹھے بیٹھے کہا ہے ورنہ آپ سوتے سوتے بھی کہہ سکتے تھے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف کرنل شہاب بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب آپ بتائیں کہ مزید کیا کرنا چاہئے''...... کرنل شہاب نے کہا۔

''آپ یہ معلوم کریں کہ گریٹ لینڈ پہنچ کر دونوں عورتیں مریض کو کہاں لے گئی ہیں یقیناً گریٹ لینڈ میں آپ کا طاقتور نیٹ ورک موجود ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں موجود ہے لیکن یہ دو مریض کیوں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب تو اکیلے ہونے چاہئیں''...... کرنل شہاب نے کہا۔

''ایک ڈاکٹر وحید صاحب ہیں اور دوسرا ان کا اسسٹنٹ راحیل ہے۔ ایک گروپ شاید راحیل کو ڈاکٹر وحید سمجھ کر لے جا رہا

ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے میں معلوم کراتا ہوں''...... کرنل شہاب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ڈارسن کے بتائے ہوئے کالنگا میں لانگ کلب کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس لانگ کلب''...... رابطہ ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں اس وقت کالنگا میں کتنے بجے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا پاکیشیا سے آپ نے صرف یہی پوچھنے کے لئے فون کیا ہے''...... نسوانی آواز میں بے پناہ حیرت تھی۔

''جی ہاں کیونکہ مجھے بتایا گیا تھا کہ مسٹر لانگ ساری رات جاگتے ہیں اور دن چڑھے سوتے ہیں۔ میں نے سوچا پوچھ لوں کہ رات گزر تو نہیں گئی''...... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''وہ اپنے آفس میں موجود ہیں''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''تو انہیں کہیں کہ پاکیشیا سے شارٹ بات کرنا چاہتا ہے۔ پاکیشیا کے ڈارسن نے میرا تعارف کرایا ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شارٹ یہ کیا نام ہے''...... فون سیکرٹری کے لہجے میں اس بار حیرت کے ساتھ غصہ بھی شامل تھا۔

''اگر آپ کا چیف لانگ ہو سکتا ہے تو میں شارٹ کیوں نہیں ہو سکتا۔ ویسے میں نے دانستہ مسٹر لانگ کو چیلنج نہیں کیا ورنہ انہیں تسلیم کرنا پڑ جائے گا کہ وہ لانگ نہیں ہیں بلکہ میرے نام کے مقابلے میں شارٹ ہیں''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

''اپنا اصل نام بتائیں اور وقت ضائع مت کریں''...... اس بار فون سیکرٹری نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ کی آواز بتا رہی ہے کہ آپ کی عمر بیس بائیس سال ہے اور آپ ابھی تک مس ہیں اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے اب تک وقت ضائع نہیں کیا بلکہ مس کیا ہے ورنہ اب تک آپ مس کی بجائے مسز ہوتیں''...... عمران نے کہا لیکن اس بار دوسری طرف سے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''لیس لانگ کلب''...... رابطہ ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں پاکیشیا سے علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بول رہا ہوں۔ مسٹر لانگ سے بات کرائیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو لانگ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا کے ڈارسن کلب کے مالک اور جنرل منیجر ڈارسن نے میرے بارے میں آپ کو فون کیا ہو گا۔ میں علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ فرمایئے میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں''۔ لانگ نے کہا۔

''کنگ نام کا اسمگلر آبدوزوں کے ذریعے اسمگلنگ کرتا ہے۔ ایک آبدوز میں پاکیشیا سے وہ ایک مریض، دو مردوں اور ایک عورت کو کالنگا لے آیا ہے۔ مجھے اس بارے میں معلومات چاہئیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ ان معلومات کا کیا کریں گے''...... لانگ نے کہا۔

''ان کا اچار ڈالوں گا اور پھر مزے لے لے کر کھاؤں گا''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''سوری مجھے واقعی یہ بات نہیں پوچھنی چاہئے تھی۔ معلومات آپ کو مل سکتی ہیں لیکن معاوضہ دس لاکھ ڈالرز ہو گا۔ صرف ہاں یا نہ میں جواب دیں''...... اس بار لانگ نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''یہ تو واقعی بہترین کاروبار ہے کہ آپ کہیں گے کہ آبدوز میں

پاکیشیا سے کالنگا ان لوگوں کو لایا گیا تھا اور پھر کالنگا سے یہ آبدوز کافرستان چلی گئی دس لاکھ ڈالرز آپ کے ہوئے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے لانگ بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ پاکیشیا کے ٹائیگر کے استاد ہیں۔ آپ سے ایسی بات کیسے ہوسکتی ہے''...... لانگ نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''آپ ٹائیگر کو جانتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں کافی عرصہ پاکیشیا میں رہا ہوں۔ مجھے یہاں کالنگا میں شفٹ ہوئے چار سال ہوئے ہیں۔ ٹائیگر میرا اچھا دوست رہا ہے۔ آپ سے بھی اس کے ساتھ ایک بار ملاقات ہو چکی ہے''۔ لانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ پھر ٹھیک ہے آپ کو مطلوبہ معاوضہ دیا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے لانگ بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ رقم آپ ٹائیگر کو ہی دے دیں۔ میں کالنگا آتے ہوئے اس سے دس لاکھ ڈالر ادھار لے آیا تھا۔ بہرحال آپ بتائیں کہ آپ کس طرح کی معلومات چاہتے ہیں''...... لانگ نے کہا۔

''ہمارے ایک سائنس دان کو اغوا کر کے اس آبدوز کے ذریعے یہاں کالنگا لایا گیا ہے۔ یہاں سے اسے کافرستان لے جایا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''کافرستان میں ان دنوں جنگی مشقیں جاری ہیں جو دو روز تک رہیں گی۔ اس لئے کافرستان کے سمندر تک کنگ کی آبدوز نہیں جا سکتی۔ اب آپ کے سائنس دان کو کافرستان کسی اور ذریعے سے لے جایا جائے گا۔ آپ چاہیں تو میں اس بارے میں مزید معلومات حاصل کرسکتا ہوں لیکن اس کے لئے آپ کو پانچ چھ گھنٹے انتظار کرنا ہوگا کیونکہ دن طلوع ہونے کے بعد ہی یہ معلومات حاصل ہوسکتی ہیں''...... لانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن پھر دن چڑھے آپ سو جائیں گے''...... عمران نے کہا تو لانگ ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''ایسی بات نہیں ہے آپ اپنا فون نمبر مجھے دے دیں میں خود کال کرلوں گا''...... لانگ نے کہا تو عمران نے اسے نمبر بتا کر اس کا شکریہ ادا کیا اور رسیور رکھ دیا۔

چارٹرڈ طیارے میں آشا رائے اور ڈیمی ایک سائیڈ پر کرسیوں پر بیٹھی ہوئی تھیں جبکہ دوسری سائیڈ پر سائنس دان کو سٹریچر پر لٹایا گیا تھا۔ اس کے جسم کو بیلٹس کی مدد سے سٹریچر سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس کے چہرے پر میک اپ تھا اور وہ اب ادھیڑ عمر دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔ چارٹرڈ فلائٹ میں کیپٹن، سیکنڈ کیپٹن اور ایک ایئر ہوسٹس موجود تھی۔ یہ ایئر ہوسٹس شراب کی بوتلیں ڈیمی اور آشا رائے کو دے کر واپس کریو روم میں چلی گئی تھی۔

''کیا سوچ رہی ہو''..... ڈیمی نے آشا رائے سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ آشا رائے کافی دیر سے خلاف معمول بے حد سنجیدہ اور خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

''کچھ نہیں''..... آشا رائے نے جواب دیا اور پھر اس نے ایئر ہوسٹس کو بلانے کے لئے بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد ایئر ہوسٹس کریو روم سے نکل کر ان کی طرف آ گئی۔

''حکم میڈم''..... ایئر ہوسٹس نے آشا رائے سے مخاطب ہو کر کہا۔ کیونکہ کال بیل بجنے کے ساتھ ہی اس کے نیچے موجود پلیٹ پر وہ سیٹ نمبر جلنے بجھنے لگا تھا۔ جس سیٹ سے کال کی گئی تھی اور اس سیٹ پر آشا رائے بیٹھی ہوئی تھی۔

''ہمارا جہاز اس وقت کس ملک پر پرواز کر رہا ہے اور اس کی آئندہ منزل کیا ہے''..... آشا رائے نے پوچھا۔

''جی اس وقت ہم گاڈران پر پرواز کر رہے ہیں۔ ایک گھنٹے بعد طیارہ کالنگا ایئر پورٹ پر لینڈ کرے گا اور پھر وہاں سے ایک گھنٹے بعد آگے پرواز کرے گا اور اپنی اصل منزل گریٹ لینڈ جا کر لینڈ کر جائے گا''..... ایئر ہوسٹس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ہم یہاں سے سیل فون پر کافرستان کال کر سکتے ہیں''۔ آشا رائے نے پوچھا۔

''یس میڈم میں لنک اوپن کر دیتی ہوں۔ آپ کا نمبر سیٹلائٹ ہے یا نہیں''..... ایئر ہوسٹس نے پوچھا۔

''سیٹلائٹ نمبر ہے''..... آشا رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ایئر ہوسٹس نے اثبات میں سر ہلایا اور واپس کریو روم کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آ گئی۔

''چیک کریں فون''..... ایئر ہوسٹس نے کہا تو آشا رائے نے سیل فون نکال کر بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ٹھیک ہے کام کر رہا ہے۔ او کے تم جا سکتی ہو"...... آشا رائے نے کہا تو ایئر ہوسٹس نے مودبانہ انداز میں اس کا شکریہ ادا کیا اور واپس کریو روم میں چلی گئی۔

"تم کسے فون کرنا چاہتی ہو"...... ڈیمی نے کہا۔

"چیف کو۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ راجیش اور اس کے ساتھی کیا کر رہے ہیں"...... آشا رائے نے جواب دیا۔

"لیکن تم اسے اپنے بارے میں کیا بتاؤ گی وہ تو ڈاکٹر وحید کو گریٹ لینڈ لے جانے کی اجازت نہیں دیں گے"...... ڈیمی نے کہا۔

"تم فکر مت کرو میں انہیں ڈیل کر لوں گی۔ میں صرف راجیش کو ان کے سامنے بے عزت ہوتے دیکھنا چاہتی ہوں"...... آشا رائے نے کہا۔

"سوری آشا میں اس کی اجازت نہیں دوں گی"...... ڈیمی نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ اب کیا تم مجھ پر حکم چلاؤ گی"...... آشا رائے کا لہجہ ڈیمی سے بھی زیادہ سخت تھا۔

"سنو تم کالنگا سے پرواز کے بعد فون کرنا پھر تمہارا چیف کچھ نہ کر سکے گا۔ کیونکہ کالنگا آزاد ملک ہونے کے باوجود کافرستان حکومت کے تحت ہے"...... ڈیمی نے کہا تو آشا رائے ہنس پڑی۔

"میں تو سمجھتی ہوں کہ گریٹ لینڈ جو کبھی کافرستان کا حاکم تھا

اب بھی کافرستان پر قابض ہے"...... آشا رائے نے کہا۔

"وہ کیسے"...... ڈیمی نے چونک کر کہا۔

"کافرستان کی آبادی اربوں میں ہے اور وہاں دانستہ مصنوعات تیار کرنے والی فیکٹریاں نہیں لگائی گئیں اس لئے کافرستان صرف گاہک ہے اور گریٹ لینڈ کا اب بھی کافرستان پر کنٹرول ہے۔ ڈائریکٹ نہیں ان ڈائریکٹ"...... آشا رائے نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم تو خواہ مخواہ اس فیلڈ میں آ گئی ہو۔ تمہیں تو کسی یونیورسٹی میں پروفیسر ہونا چاہئے تھا"...... ڈیمی نے کہا تو آشا رائے بے اختیار ہنس پڑی۔

"اب تم خاموش رہو میں چیف سے بات کر لوں"...... آشا رائے نے کہا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے سیل فون کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ تمام نمبرز پنچ کرتی ساتھ بیٹھی ڈیمی نے جھپٹا مار کر سیل فون چھین لیا۔

"ارے یہ کیا"...... آشا رائے نے چیخ کر کہا لیکن دوسرے لمحے وہ اس طرح خاموش ہو گئی جیسے اس کے پاس الفاظ کا ذخیرہ ختم ہو گیا ہو۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات ابھر آئے۔ آنکھیں غصے کی شدت سے پھٹ سی گئیں جبکہ ڈیمی نے اس کا سیل فون جھپٹ کر پوری قوت سے جہاز کی سائیڈ دیوار پر دے مارا اور سیل فون ٹوٹ کر پرزوں کی صورت میں فرش پر بکھر گیا۔

ڈیمی اس طرح مسکرا رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو کہ اب کیسے فون کرو گی۔

''سوری آشا۔ ایسا کرنے کا میرا ارادہ نہ تھا''...... ڈیمی نے اسے غصے میں دیکھ کر کہا۔

''او کے میں بھول جاتی ہوں تمہاری اس حرکت کو''...... یکلخت آشا رائے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تھینکس فرینڈ''...... ڈیمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ جبکہ آشا رائے نے گود میں پڑے ہوئے اپنے لیڈیز بیگ کی زپ کھولی اور ہاتھ کچھ دیر تک اندر رکھ کر اس نے باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں پسٹل تھا۔

''کیا مطلب۔ پسٹل۔ یہ کیسے تمہارے پاس آ گیا انتہائی سخت چیکنگ کے باوجود''...... ڈیمی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

''چیکنگ کے لئے جو ریز استعمال کی جا رہی ہیں۔ وہ مخصوص پیرا شوٹ کلاتھ کو کراس نہیں کر سکتی اس لئے مخصوص پیرا شوٹ کلاتھ میں لپیٹ کر میں نے پسٹل بیگ میں رکھ لیا تھا''...... آشا رائے نے پسٹل کو اس انداز میں دیکھتے ہوئے کہا جیسے چیک کر رہی ہو کہ فائرنگ کے دوران کہیں پسٹل خراب تو نہ ہو جائے گا۔

''پسٹل نکالا کیوں ہے۔ کوئی خاص وجہ''...... ڈیمی نے کہا۔

''ہاں میرے ہاتھوں سے سیل فون جھپٹ کر اور توڑ کر تم نے میری انسلٹ کی ہے اور اس طرح تم نے مجھے چیف سے بات

کرنے سے بھی روک دیا ہے اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ کوئی اس طرح میری انسلٹ کرے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں ختم کر کے اس فلائٹ کو ہائی جیک کر کے براہ راست کافرستان لے جاؤں گی''...... آشا رائے نے پسٹل کی نال ساتھ بیٹھی ڈیمی کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے کہا۔

''احمق ہو گئی ہو۔ یہ کیا کر رہی ہو۔ ہٹاؤ اسے مجھے اس قسم کا مذاق بالکل پسند نہیں ہے۔ جو کچھ ہوا اس پر میں سوری کہہ چکی ہوں''...... ڈیمی نے تیز لہجے میں کہا لیکن آشا رائے کے چہرے پر تیزی سے سفاکیت پھیلتی چلی گئی اور چونکہ ڈیمی بھی تربیت یافتہ ایجنٹ تھی اس لئے آشا رائے کے چہرے پر سفاکیت پھیلتے دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ آشا رائے مذاق نہیں کر رہی اور اگر اس نے فوری طور پر کچھ نہ کیا تو وہ واقعی اسے گولی مار دے گی چنانچہ پلک جھپکنے میں ڈیمی کے جسم کا وہ حصہ جو آشا رائے کی طرف تھا تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی مخالف سمت والا بازو بھی حرکت میں آیا اور آشا رائے کے ہاتھ میں پکڑا ہوا پسٹل اڑتا ہوا جہاز کی سائیڈ دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرایا لیکن دوسرے ہی لمحے ڈیمی کی چیخ سے جہاز گونج اٹھا کیونکہ پسٹل ہاتھ سے نکلتے ہی آشا رائے نے اسی ہاتھ کا مکہ جس میں پسٹل تھا پوری قوت سے ڈیمی کے منہ پر مار دیا اور ڈیمی چونکہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اس لئے وہ چیختی ہوئی پھسل کر نیچے فرش پر جا گری اس کے ساتھ ہی آشا رائے نے اس

پر چھلانگ لگا دی لیکن دوسرے ہی لمحے آشا رائے کا جسم ڈیمی کے دونوں پیروں پر اٹھتا ہوا ایک زور دار دھماکے سے جہاز کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ اسی لمحے کریو روم کا دروازہ کھلا اور ائیر ہوسٹس باہر آئی۔ لیکن پھر چیختی ہوئی واپس کریو روم میں غائب ہوگئی۔ اس نے آشا رائے کو ڈیمی کے پیروں پر اٹھتا اور پھر دھماکے سے جہاز کی دیوار سے ٹکراتے دیکھا تھا۔ آشا رائے کو اچھالتے ہی ڈیمی نے یکلخت الٹی چھلانگ لگائی لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے جہاز گونج اٹھا کیونکہ الٹی چھلانگ لگاتے ہوئے جیسے ہی اس کی دونوں ٹانگیں اس کے سر کے اوپر سے ہوتی ہوئیں فرش تک پہنچیں نیچے گری ہوئی آشا رائے کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلی اور دوسرے لمحے اس کا جسم پوری قوت سے ڈیمی کی مڑی ہوئی پشت پر گرا اور جہاز ڈیمی کی ریڑھ کی ہڈی کے ٹوٹنے کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی آشا رائے اچھل کر کھڑی ہوگئی جبکہ ڈیمی فرش پر پڑی مسلسل کراہ رہی تھی۔ اسی لمحے کریو روم کا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ائیر ہوسٹس کے ساتھ سیکنڈ پائلٹ بھی باہر آ گیا۔

''یہ کیا ہو رہا ہے میڈم''..... سیکنڈ پائلٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ ہماری دوست نہیں دشمن تھی اس نے مجھے ہلاک کر کے جہاز کو ہائی جیک کرنے کی کوشش کی لیکن شاید اسے معلوم نہیں تھا

کہ مجھ سے لڑنا احمق لڑکیوں کے بس کی بات نہیں ہے اور سنو میرا سیل فون بھی اس نے توڑ دیا ہے۔ میں نے کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کرنی ہے''..... آشا رائے نے کہا۔

''یہ تو خاصی زخمی ہے۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی کئی جگہوں سے ٹوٹ چکی ہے''..... ائیر ہوسٹس نے آگے بڑھ کر فرش پر پڑی کراہتی ہوئی ڈیمی کو چیک کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں اس لئے تو اب یہ حقیر کینچوے کی طرح پڑی ہوئی ہے۔ ورنہ یہ بھی میری طرح تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ بہرحال مجھے فون دو تاکہ میں اپنے چیف سے بات کرسکوں''..... آشا رائے نے کہا۔

''ایمی اسے اٹھا کر اوپر سیٹ پر ڈال دو اب کالنگا پہنچ کر ہی اسے ہسپتال بھجوایا جا سکے گا''..... سیکنڈ پائلٹ نے ائیر ہوسٹس سے کہا اور پھر ان دونوں نے مل کر ڈیمی کو فرش سے اٹھا کر سیٹ پر ڈال دیا وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو چکی تھی۔

''آپ بیٹھیں میں آپ کو اپنا سیل فون بھجواتا ہوں۔ شکر ہے طیارہ بچ گیا ورنہ جس طرح اس نے ہچکولے کھائے تھے ہم تو پریشان ہو گئے تھے''..... سیکنڈ پائلٹ نے کہا اور واپس کریو روم کی طرف بڑھ گیا ائیر ہوسٹس بھی اس کے پیچھے تھی۔ کچھ دیر بعد وہ سیل فون لئے کریو روم سے باہر نکلی اور قریب آ کر اس نے سیل فون آشا رائے کی طرف بڑھا دیا۔ آشا رائے نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

''میں علیحدگی میں بات کرنا چاہتی ہوں''..... آشا رائے نے

ائیر ہوسٹس سے کہا۔

''او کے۔ میں بعد میں آ کر فون لے جاؤں گی''...... ائیر ہوسٹس نے کہا اور واپس مڑ گئی جب وہ کریو روم میں چلی گئی تو آشا رائے نے فون آن کر کے اس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد اس کا چیف شاگل سے رابطہ ہو گیا۔

''ہیلو چیف میں آشا رائے بول رہی ہوں''...... آشا رائے نے کہا۔

''ہاں بولو کہاں ہو تم اور کیا کر رہی ہو۔ ابھی تک تمہاری واپسی کیوں نہیں ہوئی جبکہ میں نے تمہیں فوری واپسی کا حکم دیا تھا''...... دوسری طرف سے شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''آپ کے حکم پر میں نے واپسی کی تیاری کر لی تھی لیکن پھر مجھے معلوم ہوا کہ مجھے ایک طرف ہٹتے دیکھ کر ڈیمی نے اپنے طور پر ڈاکٹر وحید کو گریٹ لینڈ لے جانے کے مشن پر کام کرنا شروع کر دیا ہے اور اس کے آدمی ڈاکٹر وحید کو اغوا کر کے چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے مریض بنا کر اور اس کے جعلی کاغذات تیار کرا کر گریٹ لینڈ لے جا رہے ہیں تو میں بظاہر اس کے ساتھ شامل ہو گئی۔ فلائٹ پاکیشیا سے آران گئی اور وہاں سے اب کالنگا جا رہی ہے اور کالنگا سے گریٹ لینڈ جائے گی اس لئے میں نے راستے میں ڈیمی کو بے ہوش کر دیا ہے۔ ڈاکٹر وحید بھی اس فلائٹ میں بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ آپ کالنگا میں انتظامات کریں تاکہ میں ڈاکٹر وحید کو لے کر

خاموشی سے کافرستان پہنچ جاؤں''...... آشا رائے نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''او کے میں انتظامات کر کے تمہیں بتاتا ہوں۔ تم نے جو کچھ کیا ہے وہ واقعی قابل داد ہے۔ ڈاکٹر وحید کو اس طرح پاکیشیا سے اغوا کر کے لے آنا واقعی قابل داد ہے''...... چیف شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آشا رائے نے بھی سیل فون بند کر دیا۔ اس کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگا تھا۔

جدید ٹائپ کی بڑی سی آبدوز بڑے ہموار انداز میں سمندر کی نچلی سطح کے قریب آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ آبدوز میں ڈاکٹر وحید بے ہوشی کے عالم میں موجود تھے اور ان کے ساتھ راجیش، پرکاش اور سویٹی بھی موجود تھے۔ آبدوز کا کریو چار افراد پر مشتمل تھا۔ ان کی منزل کالنگا تھی۔

''کالنگا پہنچ کر کیا کرنا ہے''...... پرکاش نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... راجیش نے کہا۔

''آبدوز تو کالنگا تک جائے گی لیکن کالنگا ہماری منزل تو نہیں ہے۔ ہمیں بہرحال ڈاکٹر وحید سمیت کافرستان پہنچنا ہے''۔ پرکاش نے کہا۔

''آبدوز کا سہارا اس لئے لیا گیا ہے کہ ہم پاکیشیا سے کالنگا تک بحفاظت پہنچ جائیں۔ ورنہ ہمیں راستے میں ہی پکڑا جا سکتا تھا کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتی ہے۔

اب رہ گیا کالنگا سے کافرستان کا سفر تو یہ ہماری اپنی حدود ہے۔ اس سے پاکیشیا کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ میں کوشش کروں گا کہ چیف سے بات کر کے ڈاکٹر وحید کو کالنگا سے کافرستان کسی چارٹرڈ فلائٹ سے پہنچایا جائے تاکہ ہر قسم کا خطرہ دور ہو سکے''...... راجیش نے کہا۔

''ہم اس سے نصف وقت میں چارٹرڈ فلائٹ سے پاکیشیا سے کافرستان پہنچ سکتے تھے''...... سویٹی نے کہا۔

''نہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس سب سے پہلے فلائٹس کو ہی چیک کرتی اور چاہے ہم راستے میں ہی ہوتے ہمیں کور کرنے کی کوشش کی جا سکتی تھی''...... راجیش نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار پرکاش اور سویٹی دونوں نے ہی تائید میں سر ہلا دیئے۔

''آپ چیف سے بات تو کریں ہمیں زیادہ دیر کالنگا میں نہیں رکنا چاہئے''...... کچھ دیر بعد پرکاش نے کہا۔

''ہاں اب صبح ہونے والی ہے اس لئے چیف کو فون کیا جا سکتا ہے''...... راجیش نے کہا اور پھر اٹھ کر وہ کریو کی طرف بڑھ گیا۔

''یس سر حکم کریں''......ایک آدمی نے راجیش کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا ہم یہاں سے میرا مطلب ہے زیر سمندر سے سیل فون کے ذریعے کافرستان بات کر سکتے ہیں''...... راجیش نے کہا۔

''نو سر یہاں سے صرف وائرلیس کے ذریعے مخصوص کوڈ میں

اطلاعات پہنچائی جا سکتی ہیں کال نہیں ہو سکتی“...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم کتنی دیر میں کالنگا پہنچیں گے“...... راجیش نے پوچھا۔

”چار گھنٹوں کا سفر باقی رہ گیا ہے سر“...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے“...... راجیش نے کہا اور واپس اپنی سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا ہوا“...... سویٹی نے پوچھا تو راجیش نے اس آدمی سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

”کوئی بات نہیں جہاں اتنا وقت گزر گیا ہے باقی وقت بھی گزر جائے گا“...... سویٹی نے کہا اور راجیش نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی چار گھنٹوں کے سفر کے بعد راجیش اور اس کے ساتھی کالنگا کے ساحل پر پہنچ گئے۔ جو گہما گہمی سے کافی دور بھی تھا اور ویران بھی۔ وہاں ایک چھوٹی سی بلڈنگ بنی ہوئی تھی۔ جس کے باہر ایک جیپ موجود تھی۔ بے ہوش ڈاکٹر وحید کو اس جیپ میں ڈال کر اس بلڈنگ تک لے جایا گیا۔ راجیش اور اس کے ساتھی بھی اسی جیپ کے ذریعے اس بلڈنگ میں پہنچ گئے۔ ان کے ساتھ موجود کریو کے ایک آدمی نے وہاں موجود فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”روبن بول رہا ہوں باس ڈبل پوائنٹ پر۔ ہم سب بحفاظت

ڈبل پوائنٹ پر پہنچ گئے ہیں اور میں وہیں سے آپ کو فون کر رہا ہوں۔ اب مزید کیا حکم ہے“...... رابطہ ہونے پر اس آدمی نے کہا۔

”یس سر موجود ہیں“...... روبن نے دوسری طرف سے بات سن کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ یہ لیں باس سے بات کریں“...... روبن نے رسیور راجیش کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہیلو۔ راجیش بول رہا ہوں“...... راجیش نے رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”کنگ بول رہا ہوں۔ آپ لوگ بخیریت کالنگا پہنچ گئے ہیں نا۔ کوئی پرابلم تو نہیں ہوئی“...... دوسری طرف سے کنگ کی آواز سنائی دی۔

”نہیں تمہارا شکریہ لیکن اب ہم نے کافرستان جانا ہے اس کے لئے تم ہمیں کیا سہولت مہیا کر سکتے ہو“...... راجیش نے کہا۔

”سوری مسٹر راجیش۔ میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا کہ کافرستان اور کالنگا کے درمیان نیوی کی سرکاری مشقیں ہو رہی ہیں اس لئے نہ ہی آبدوز وہاں جا سکتی ہے اور نہ کوئی لانچ، ٹرالر یا پرائیویٹ جہاز اور یہ مشقیں دو روز بعد ختم ہوں گی۔ پھر آپ چاہیں تو آبدوز یا کسی لانچ کے ذریعے کافرستان پہنچ سکتے ہیں“...... کنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم دو روز تک یہاں نہیں رک سکتے۔ آپ چارٹرڈ فلائٹ کا

انتظام کر دیں''...... راجیش نے کہا۔

''سوری۔ یہ میرے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راجیش نے بھی رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کر کے اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ہیلو چیف۔ میں راجیش بول رہا ہوں کالنگا سے''...... چیف شاگل سے رابطہ ہوتے ہی راجیش نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم کیا کرتے پھر رہے ہو نانسنس۔ تمہاری بجائے مشن آشا رائے نے مکمل کر دیا ہے''...... دوسری طرف سے چیف شاگل کی غصے کی شدت سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف۔ مشن ہم نے مکمل کیا ہے۔ ڈاکٹر وحید کو ہم پاکیشیا سے اغوا کر لائے ہیں اور اس وقت وہ ہمارے ساتھ بے ہوشی کے عالم میں موجود ہے۔ ہم ابھی کالنگا پہنچے ہیں۔ ہم آبدوز کے ذریعے پاکیشیا سے یہاں پہنچے ہیں۔ آگے چونکہ نیوی کی مشقیں ہو رہی ہیں اس لئے آبدوز کافرستان تک نہیں پہنچ سکتی۔ آپ چارٹرڈ فلائٹ کا انتظام کر دیں''...... راجیش نے کہا۔

''آشا رائے کا بھی فون آیا تھا۔ وہ بھی پاکیشیا سے ڈاکٹر وحید کو اپنے ساتھ لے کر چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے کالنگا پہنچی ہے۔ میں نے اس کے لئے کل چارٹرڈ فلائٹ کا بندوبست کیا ہے۔ اس

فلائٹ میں جگہ موجود ہے اس لئے تم تینوں اور تمہارا ڈاکٹر وحید بھی اسی میں آ جائیں گے اور پھر یہاں آ کر ہی معلوم ہو سکے گا کہ اصل ڈاکٹر وحید کون ہے۔ جہاں آشا رائے ٹھہری ہوئی ہے وہ پتہ میں بتا دیتا ہوں اور ساتھ ہی اس کا فون نمبر بھی''...... چیف شاگل نے کہا اور پھر پتہ اور فون نمبر بتا کر اس نے رابطہ ختم کر دیا تو راجیش نے بھی سیل فون واپس جیب میں رکھ لیا۔

''کیا ہوا راجیش۔ تم پریشان کیوں نظر آ رہے ہو''...... سویتی نے کہا۔

''عجیب چکر چل رہا ہے۔ ہم سے پہلے آشا رائے ڈاکٹر وحید کو اغوا کر کے چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے کالنگا پہنچی ہے اور اب ہم بھی ڈاکٹر وحید کو لے جا کر کالنگا پہنچ گئے ہیں۔ یہ دو ڈاکٹر وحید کیسے ہو گئے''...... راجیش نے کہا تو پرکاش اور سویتی دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور سلیمان کو آواز دی۔

''حکم جناب''...... کچھ دیر بعد سلیمان نے دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

''تم جاگ رہے تھے اس کے باوجود تم نے مجھے چائے کا ایک کپ تک نہیں دیا جبکہ تمہیں معلوم ہے کہ میں ساری رات جاگتا رہا ہوں۔ کیا تمہیں مجھ پر رحم نہیں آیا''...... عمران نے بڑے مظلوم سے لہجے میں کہا۔

''آپ سے زیادہ مظلوم آپ کا بدقسمت باورچی ہے جسے ساری رات اس لئے جاگنا پڑا کہ اس کا مالک کہیں اسے آواز نہ دے دے اس لئے بے چارہ چائے بنا بنا کر مسلسل پیتا رہا۔ اب آپ خود بتائیں مظلوم کون ہوا''...... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب وہ چائے کا

کپ ضرور لے آئے گا۔ عمران بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا۔ اسے لانگ سے بات کرنی تھی اور لانگ نے اسے چھ گھنٹوں کا وقت دیا تھا اور یہ وقت گزارنے کے لئے اس نے الماری سے ایک کتاب نکال کر پڑھنا شروع کر دی تھی۔ کتاب پڑھتے ہوئے ساتھ ساتھ چائے کی چسکیاں لینے رہنا اس کی مخصوص عادت تھی اور پھر کچھ دیر بعد سلیمان نے ایک کپ چائے اور دو پلیٹیں مختلف برانڈز کے بسکٹوں سے بھری ہوئی بھی چائے کے ساتھ میز پر رکھ دیں۔

''ارے اس قدر تعداد میں بسکٹ۔ میں نے ناشتہ بھی کرنا ہے''...... عمران نے بسکٹوں کی دونوں پلیٹوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ اس لئے ہیں کہ اب آپ کو ناشتہ نہیں مل سکتا۔ آپ اسے ہی ناشتہ سمجھیں۔ جتنے بسکٹ کھا سکتے ہیں کھا لیں۔ باقی جیبوں میں ڈال لیں اور پھر مجھے آواز دینے کی بجائے نکال نکال کر کھاتے رہیں''...... سلیمان کی دور سے آواز سنائی دی۔

''میں بچہ نہیں ہوں''...... عمران نے مصنوعی طور پر غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ واقعی بچہ نہیں بلکہ بچا کھچا ہیں''...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران اس بار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ چائے پینے اور دو چار بسکٹ کھانے کے بعد اس نے دیوار پر لگے ہوئے کلاک کو دیکھا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لیس لانگ کلب"..... رابطہ ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ مسٹر لانگ سے لانگ میرا مطلب ہے طویل گفتگو کرنی ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار دوسری طرف سے بولنے والی بے اختیار ہنس پڑی۔

"ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

"ہیلو۔ لانگ بول رہا ہوں"..... چند لمحوں بعد لانگ کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ آخری معلومات کیا ہیں"..... عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ حالات بہت تیزی سے تبدیل ہوئے ہیں۔ پاکیشیا سے گریٹ لینڈ جانے والی چارٹرڈ فلائٹ کا یہاں کالنگا میں دوسرا سٹاپ تھا۔ سٹاپ کے مخصوص وقت کے بعد چارٹرڈ فلائٹ نارمل انداز میں پرواز کر کے گریٹ لینڈ روانہ ہوگئی لیکن جب وہ فلائٹ کالنگا پہنچی تو اس میں کریو کے علاوہ ایک کافرستانی لڑکی، ایک گریٹ لینڈ نژاد لڑکی اور ایک بے ہوش مریض تھا۔ ایئر پورٹ سے حاصل کردہ کاغذات کی رو سے کافرستانی لڑکی کا نام آشا رائے، گریٹ لینڈ نژاد لڑکی کا نام ڈیمی اور اس مریض کا نام توفیق ہے لیکن ان تینوں کو یہاں ڈراپ کرا دیا گیا تھا اور کالنگا سے گریٹ لینڈ جانے والی فلائٹ خالی گئی تھی۔ ان میں سے مریض

توفیق بے ہوش تھا جبکہ گریٹ لینڈ نژاد لڑکی ڈیمی بھی بے ہوش تھی اس کی ریڑھ کی ہڈی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی تھی۔ اسے کالنگا کے ایک پرائیویٹ ہسپتال جسے لائف ہسپتال کہا جاتا ہے میں داخل کرا دیا گیا ہے جبکہ آشا رائے اور اس بے ہوش مریض کو فلاور کالونی کی کوٹھی نمبر ایٹ ون میں پہنچا دیا گیا ہے اور وہاں باقاعدہ کالنگا حکومت کی خصوصی ایجنسی اس رہائش گاہ کی حفاظت کر رہی ہے۔ ان دونوں کے لئے کل دوپہر کے وقت کی ایک فلائٹ چارٹرڈ کرائی گئی ہے۔ جو ان دونوں کو لے کر کافرستان جائے گی۔ یہ سب کچھ کالنگا میں موجود کافرستان کے خصوصی ایجنٹوں نے کیا ہے اور اس کی ہدایت کافرستانی سیکرٹ سروس کے چیف نے دی ہے"..... لانگ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کل دوپہر کی فلائٹ کیوں چارٹرڈ کرائی گئی ہے۔ فوراً کیوں نہیں کرائی گئی"..... عمران نے کہا۔

"وہ گریٹ لینڈ نژاد لڑکی ڈیمی کو ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ کسی وجہ سے وہ اسے کالنگا نہیں چھوڑنا چاہتے اور ڈاکٹر نے کل دوپہر دو بجے کا وقت دیا ہے۔ ڈاکٹرز کے مطابق اس سے پہلے اگر اسے حرکت دی گئی تو وہ ہلاک بھی ہوسکتی ہے اس لئے دو بجے کے بعد فلائٹ چارٹرڈ کرائی گئی ہے"..... لانگ نے کہا۔

"ویری گڈ۔ اس قدر تفصیلی معلومات تم نے کیسے حاصل کر لی ہیں اور وہ بھی اتنی جلدی"..... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

’’عمران صاحب کام کرنے کی نیت ہو اور دینے کے لئے معاوضہ بھی وافر ہو تو پھر سب کچھ ہو جاتا ہے۔ ویسے کالنگا چھوٹا سا علاقہ ہے اس لئے یہاں کوئی خلاف معمول یا بڑے واقعہ کے بارے میں رقم خرچ کرنے پر تفصیلی معلومات مل جاتی ہیں‘‘۔ لانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اور کنگ اور اس کی آبدوز کے بارے میں کیا معلومات ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’پچھلے ہفتے کنگ کی آبدوز کافرستان سے کالنگا اور پھر کالنگا سے کافرستان گئی تھی اس کے بعد اب تک اس کی واپسی نہیں ہوئی ہے البتہ میں نے مخصوص افراد کو الرٹ کر دیا ہے۔ کنگ کی آبدوز آنے پر وہ مکمل اور تفصیلی معلومات خود مہیا کر دیں گے‘‘...... لانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’یہ بات کنفرم ہے نا کہ یہ لوگ کل دوپہر دو بجے کے بعد ہی کافرستان روانہ ہوں گے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’فلائٹ دو بجکر تیں منٹ پر کالنگا سے روانہ ہو گی یہ کنفرم ہے‘‘...... لانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’او کے۔ تھینک یو۔ دس لاکھ ڈالرز کے علاوہ تمہاری توقع سے زیادہ مزید معاوضہ تم تک پہنچ جائے گا۔ ٹائیگر سے ادھار لی ہوئی رقم تم خود دیتے رہنا‘‘...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس

کرنے شروع کر دیئے۔ اسے معلوم تھا کہ اب صبح کاذب کا وقت ہو گیا ہے اور اس وقت سب ساتھی فجر کی نماز کے لئے اٹھتے ہیں۔ دوسری طرف کچھ دیر گھنٹی بجتی رہی پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

’’جولیا بول رہی ہوں‘‘ دوسری طرف سے رابطہ ہونے پر جولیا کی آواز سنائی دی۔

’’علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) خدمت اقدس میں صبح کا سلام پیش کرتا ہے اگر قبول کرو تو زہے نصیب‘‘...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

’’اس وقت کیوں فون کیا ہے جلدی بولو۔ میں وضو کر رہی تھی۔ میں نے نماز بھی پڑھنی ہے اور تلاوت بھی کرنی ہے اور اگر تم نے صرف بکواس کرنی ہے تو پھر دو گھنٹے بعد فون کرنا‘‘...... دوسری طرف سے جولیا کی سخت اور سرد سی آواز سنائی دی۔

’’ابھی نماز میں خاصا وقت باقی ہے۔ میں نے بھی مسجد میں جا کر نماز پڑھنی ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا تھا کہ اگر تم مشن پر جانا چاہتی ہو تو اپنی ٹیم کو کال کر لو۔ ہم نے کالنگا جانا ہے‘‘۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’کیا مشن ہے‘‘...... جولیا نے چونک کر کہا۔

’’طویل کہانی ہے اس لئے معذرت‘‘...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شرارتی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ مشن کا سن کر جولیا یقیناً

بے چین ہو جائے گی اس لئے اب وہ خود فون کرے گی اور وہی ہوا چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''لیں علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جولیا بول رہی ہوں۔ کیا مشن ہے جلدی بتاؤ جلدی''۔ جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''کہا تو ہے کہ طویل کہانی ہے اور نماز کا وقت قریب ہے۔ اتنی بے چین کیوں ہو کالنگا پہنچ کر بتا دوں گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے بلکہ قدرے چڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پھر تم نے فون کیوں کیا تھا نماز کے بعد کرتے۔ اب مختصراً بتاؤ کیا مشن ہے جلدی۔ ورنہ میں چیف سے بات کرتی ہوں''۔ جولیا نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا۔

''چیف کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ اس نے تمہاری بجائے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو میرے ساتھ بھجوا دینا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم باز نہیں آؤ گے۔ جلدی بتاؤ۔ پلیز۔ پلیز''...... جولیا نے پلیز کا لفظ منت بھرے انداز میں کہا۔

''او کے بتا دیتا ہوں۔ تم بھی کیا یاد کرو گی۔ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میں ایک چارٹرڈ فلائٹ پر سوار کالنگا جا رہا

ہوں۔ صبح اٹھنے پر میں نے سوچا کو بڑا عرصہ ہو گیا چارٹرڈ فلائٹ پر سوار ہی نہیں ہوئے۔ چلو تمہیں اور دوسرے ساتھیوں کو بھی ساتھ ہی سیر کرا دوں۔ وہاں سیر کر کے پھر واپس آ کر کہہ دیں گے کہ مشن تھا ہی نہیں محض افواہ تھی''...... عمران نے دانستہ دوسرے انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے تم صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو لے جاؤ۔ ہماری طرف رخ مت کرنا ورنہ گولی مار دیں گے نانسنس''...... جولیا نے دانت پیستے ہوئے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا پھر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس بدل کر مسجد جائے۔ لباس بدل کر جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بول رہا ہوں''......عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب۔ کس مشن پر جانا ہے''۔ صفدر نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ جولیا نے اسے فون کر کے کہا ہو گا کہ وہ عمران سے معلوم کرے۔

''مشن نہیں نیک کام کہو۔ فجر کی نماز پڑھنے جا رہا ہوں''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ آپ نماز پڑھ لیں ہم سب بھی نماز پڑھ کر وہیں

آپ کے فلیٹ پر آ کر بھر پور ناشتہ کریں گے۔ ہم سب کا مطلب پوری ٹیم''...... صفدر نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ مجھ مفلس و قلاش سے تمہیں کہاں سے بھر پور ناشتہ مل سکتا ہے اور آج چونکہ میں اور سلیمان دونوں پوری رات جاگتے رہے ہیں اس لئے سلیمان نے دو پلیٹیں بسکٹس دے کر کہہ دیا ہے کہ یہی ناشتہ ہے''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''تو پھر نماز پڑھ کر آپ جولیا کے فلیٹ پر آ جائیں۔ آپ کو نہ صرف بھر پور بلکہ شاہی ناشتہ پیش کیا جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''شاہی ناشتے سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ کیا مرغی کی بجائے شتر مرغ کے انڈے ہوں گے''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''شتر مرغ کے نہیں ڈائنو سار کے انڈے ہوں گے۔ ہم آپ کا انتظار کریں گے''...... دوسری طرف سے صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان اس سے پہلے ہی مسجد جا چکا تھا۔ عمران نے فلیٹ لاک کیا اور آٹو میٹک حفاظتی سسٹم آن کر کے وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد اس نے مسجد میں ہی بیٹھ کر تلاوت کی اور اس کے بعد اپنے معمول کے مطابق وہ قریبی پارک چلا گیا۔ جہاں اس نے نصف گھنٹے تک

روٹین کے مطابق ورزش کی اور پھر وہ واپس فلیٹ پر پہنچ گیا۔ سلیمان ناشتے کی تیاری کے لئے کچن میں موجود تھا۔

''میرا ناشتہ تیار نہ کرنا میں نے جولیا کے فلیٹ پر جانا ہے جہاں شاہی ناشتہ میرا انتظار کر رہا ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''آپ نے آخر کار اس سٹیج پر پہنچنا ہی تھا کہ ناشتہ کسی کے گھر، لنچ کسی اور کے اور ڈنر کسی اور کے گھر''...... سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار ہنستا ہوا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ لباس تبدیل کر کے اس نے گھڑی دیکھی اور پھر رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''لانگ کلب''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''ابھی یقیناً کالنگا میں رات کا آخری پہر ہو گا اور لانگ جاگ رہا ہو گا۔ میں پاکیشیا سے علی عمران، ایم ایس سی، ڈی ایس سی، (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''لانگ بول رہا ہوں عمران صاحب''...... دوسری طرف سے لانگ کی آواز سنائی دی۔

''کنگ کے بارے میں کوئی تازہ معلومات۔ دن چڑھے تم نے چونکہ سو جاتا ہے اس لئے اس وقت پوچھ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تازہ ترین معلومات ابھی کچھ دیر پہلے ملی ہیں۔ کنگ کی آبدوز ابھی کچھ دیر پہلے پاکیشیا سے کالنگا پہنچی ہے۔ اس آبدوز میں دو مرد ایک عورت اور ایک بے ہوش آدمی سوار تھے۔ انہیں کالنگا کے مغربی ساحل پر مین بندرگاہ سے چھ میل کے فاصلے پر بنی ہوئی عمارت جسے زیرو ہاؤس کہا جاتا ہے میں پہنچا دیا گیا ہے اور آبدوز واپس چلی گئی ہے''...... لانگ نے کہا۔

''ان کا آئندہ پروگرام کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ تو معلوم نہیں ہو سکا۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں بھی اسی فلائٹ میں سوار کر دیا جائے جس میں پہلے آشا رائے نے جانا ہے''...... لانگ نے کہا۔

''اچھا ٹھیک ہے اور ہاں شاید میں آج دوپہر کو کسی وقت کالنگا پہنچوں تو تم سے کیسے ملاقات ہو سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''میرا اسسٹنٹ فرینک کلب میں موجود ہو گا۔ میں اسے سب کچھ سمجھا دوں گا۔ میرے سارے کام اسی کے ذریعے ہی ہوتے ہیں۔ آپ اس سے مل لیں گے یا فون کریں گے تو وہ آپ کی ہر ممکن خدمت کرے گا''...... لانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تھینک یو''...... عمران نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس

نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) صبح سویرے بلا ناشتہ کئے بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''عمران صاحب کیا ہوا کیا سلیمان ناراض ہو گیا ہے''...... اس بار دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ تو اطمینان سے بیٹھا بھرپور ناشتہ کر رہا ہے۔ میرے لئے بسکٹ رکھ گیا ہے اور بس۔ اس لئے اب میں جولیا کے فلیٹ پر جا رہا ہوں جہاں سے شاہی ناشتہ ملنے کی امید ہے۔ صفدر اور دوسرے ساتھی بھی وہاں پہنچ چکے ہیں اور اس کے بعد ہم چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے کالنگا جائیں گے تاکہ وہاں کا مخصوص لنچ کر سکیں اور ہو سکتا ہے کہ کافرستان بھی جانا پڑے تو پھر ڈنر وہاں ہو جائے گا''۔ عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا کوئی مشن شروع ہو چکا ہے۔ مجھے تو آپ نے کچھ بتایا ہی نہیں''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''بتانے کے لئے تو فون کیا ہے تاکہ اگر جولیا یا کوئی ساتھی تمہیں فون کرے تو تمہیں معلوم ہو''...... عمران نے کہا اور پھر اس

نے ڈاکٹر وحید کے اغوا کی خبر سے لے کر ڈارسن اور لانگ سے حاصل ہونے والی تمام معلومات تفصیل سے بتا دیں۔

''یہ دو بے ہوش افراد کیسے سامنے آ گئے ہیں''..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دونوں گروپس نے علیحدہ علیحدہ واردات کی ہے۔ ایک گروپ میں کافرستان سیکرٹ سروس کا سپر ایجنٹ راجیش اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ کام کر رہا ہے اور دوسرا گروپ کافرستان سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف آشا رائے اور گریٹ لینڈ کی ایجنٹ ڈیمی ہے اور میرا خیال ہے کہ ایک گروپ کے ہاتھ ڈاکٹر وحید کا اسسٹنٹ راحیل لگا ہے اور دوسرے گروپ کے ہاتھ اصل ڈاکٹر وحید''..... عمران نے کہا۔

''ہاں آپ کا تجزیہ درست ہوسکتا ہے''..... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

آشا رائے کالنگا کی فلاور کالونی کی کوٹھی نمبر ایٹ ون کے ایک کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی دوسرے کمرے میں ڈاکٹر وحید بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اسے انجکشن لگا کر مسلسل بے ہوش رکھا جا رہا تھا۔ یہ رہائش گاہ کالنگا میں موجود کافرستان سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں نے اس کے لئے ارینج کی تھی اور وہ ایجنٹ اس رہائش گاہ کی نگرانی بھی کر رہے تھے۔ آشا رائے کی خدمت کے لئے ایک آدمی جس کا نام ہنری تھا کوٹھی میں موجود تھا۔ چیف شاگل سے آشا رائے کی بات فلائٹ کے دوران ہی ہو گئی تھی اس لئے کالنگا پہنچنے پر آشا رائے، بے ہوش ڈیمی اور بے ہوش ڈاکٹر وحید کو کالنگا میں ہی ڈراپ کرا لیا گیا تھا جبکہ خالی فلائٹ کو شیڈول کے مطابق گریٹ لینڈ بھجوا دیا گیا تھا۔ چیف شاگل نے ڈیمی کو کالنگا کے ایک خصوصی ہسپتال میں ایڈمٹ کرا دیا تھا اور ساتھ ہی وہاں کے ڈاکٹروں کو یہ حکم بھی دیا گیا تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ دوپہر تک یا

تو ڈیمی کو ٹھیک کر کے بھجوا دیں یا اس کی لاش بھجوا دیں۔ ڈاکٹروں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ڈیمی کو ٹھیک کر کے دوپہر تک فلاور کالونی بھجوا دیں گے لیکن اسے یہاں بے ہوش رکھا جائے گا اور پھر ڈیمی بھی ان کے ساتھ چارٹرڈ فلائٹ میں کافرستان جائے گی۔ چیف شاگل ڈیمی کو اس انداز میں ختم کرانا چاہتے تھے کہ گریٹ لینڈ کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اسے آشا رائے نے زخمی کیا جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہوگئی۔ آشا رائے اب اکیلی بیٹھی شراب پینے میں مصروف تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور نوجوان ہنری اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون پیس تھا۔

''کافرستان سے آپ کے لئے کال ہے میڈم''...... ہنری نے قریب آ کر کارڈلیس فون آشا رائے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے تم جاؤ''...... آشا رائے نے کہا اور ہنری کے جانے کے بعد اس نے فون آن کر دیا۔

''یس آشا رائے بول رہی ہوں''...... آشا رائے نے کہا۔

''چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں''۔ دوسری طرف سے چیف شاگل کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس چیف حکم''...... آشا رائے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''راجیش کی کال آئی ہے وہ بھی ڈاکٹر وحید کو لے کر کسی آبدوز کے ذریعے کالنگا پہنچ گیا ہے۔ ڈاکٹر وحید بے ہوشی کے عالم میں اس کے ساتھ بھی موجود ہے''...... چیف شاگل نے کہا تو آشا رائے

بے اختیار اچھل پڑی۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے چیف۔ ڈاکٹر وحید تو میرے پاس ہے۔ وہ احمق نجانے کسے اٹھا لایا ہوگا''...... آشا رائے نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیا تم ڈاکٹر وحید کو پہلے سے پہچانتی تھیں''...... شاگل نے پوچھا۔

''نو چیف۔ لیکن ہم ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ میں بے ہوشی کی گیس فائر کر کے رہائش گاہ کے اندر بے ہوش پڑے واحد انسان کو اٹھا کر لے آئے اس لئے وہ ڈاکٹر وحید ہی ہو سکتا ہے''...... آشا رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''راجیش اور اس کے ساتھی بھی وہیں سے اسے اٹھا کر لائے ہیں۔ بہرحال میں نے راجیش کو کہہ دیا کہ وہ تمہارے پاس پہنچ جائے اور تم سب اکٹھے ہی چارٹرڈ فلائٹ سے کافرستان پہنچ جاؤ پھر یہاں فیصلہ ہو جائے گا کہ کس کا مشن کامیاب ہوا ہے اور ہاں میری کالنگا لائف ہسپتال کے ڈاکٹر سے بات ہوگئی ہے انہوں نے ڈیمی کی ریڑھ کی ہڈی کے ان مہروں کو جو ڈس لوکیٹ ہو گئے تھے ایڈجسٹ کر دیا ہے لیکن ابھی وہ نہ تیز چل سکے گی اور نہ دوڑ سکے گی۔ اسے تم نے اپنے ساتھ لے آنا ہے''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''چیف اس کے زندہ رہنے سے ہمارا گریٹ لینڈ سے پرابلم بھی پیدا ہو سکتا ہے''...... آشا رائے نے کہا۔

''نانسنس کیا میں احمق ہوں۔ ہاں بولو کیا شاگل چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس پاگل ہے کہ تم مجھے سمجھا رہی ہو نانسنس''...... شاگل نے اس طرح چیختے ہوئے کہا جیسے یکلخت کوئی طوفان امنڈ آیا ہو۔

''آئی ایم سوری چیف''...... آشا رائے نے فوراً معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہارے لئے لاسٹ وارننگ ہے۔ ورنہ وہاں پہنچ جاؤ گی جہاں سے کوئی واپس نہیں آتا اور نہ تمہاری لاش کسی کو مل سکے گی۔ ڈیمی، راجیش اس کا گروپ اور تم دونوں ڈاکٹروں کے ساتھ ایک ہی فلائٹ سے کافرستان آؤ گے۔ میرا آدمی تمہاری فلائٹ کے ایئر پورٹ پہنچنے سے پہلے تمام انتظامات کر دے گا''...... چیف شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو آشا رائے نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور فون کو سامنے میز پر رکھ کر ہنری کو آواز دی۔ اسے معلوم تھا کہ ہنری باہر موجود ہو گا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ہنری اندر آ گیا۔

''لیس میڈم''...... ہنری نے کہا۔

''ایجنسی کا آدمی جیکب کہاں ہے''...... آشا رائے نے کہا۔

''وہ اپنے ساتھی سمیت گیٹ پر موجود ہیں''...... ہنری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے بلاؤ یہاں''...... آشا رائے نے کہا۔

''لیس میڈم''...... ہنری نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا اور لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ جیکب تھا۔ کافرستانی ایجنٹ۔ جسے شاگل نے اپنے ایک ساتھی سمیت یہاں کی نگرانی کا ٹاسک دیا تھا۔

''لیس میڈم''...... جیکب نے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ آشا رائے کافرستانی سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے۔

''کافرستان سیکرٹ سروس کے سپر ایجنٹس یہاں آ رہے ہیں۔ یہ تین افراد ہوں گے انچارج کا نام راجیش ہے۔ اس کے ساتھ ایک مرد پرکاش اور ایک عورت شکنتلا ہے ان کے ساتھ گاڑی میں ایک بے ہوش آدمی بھی ہو گا۔ ان سب کو تم نے عزت و احترام کے ساتھ یہاں پہنچانا ہے۔ جو آدمی بے ہوش ہے اسے ساتھ والے کمرے میں موجود دوسرے بے ہوش آدمی کے ساتھ رکھوانا ہے۔ سمجھ گئے تم''...... آشا رائے نے کہا۔

''لیس میڈم۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... جیکب نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

''ٹھہرو پہلے پوری بات تو سن لو''...... آشا رائے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''لیس میڈم حکم''...... جیکب نے واپس مڑتے ہوئے پہلے سے بھی زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کالنگا لائف ہسپتال سے ایک گریٹ لینڈ نژاد لڑکی جس کا نام ڈیمی ہے کو یہاں بھجوایا جائے گا۔ اگر وہ چل سکتی ہو تو اسے بھی یہاں لے آنا اور اگر نہ چل سکتی ہو تو پھر وہیل چیئر پر اسے بیٹھا کر یہاں لے آنا“..... آشا رائے نے کہا۔

”مگر میڈم وہیل چیئر تو یہاں موجود نہیں ہے“..... جیکب نے کہا۔

”وہیل چیئر ہسپتال والے گاڑی کے ساتھ ہی بھجوائیں گے نانسنس“..... آشا رائے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری میڈم“..... جیکب نے فوراً معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”او کے جاؤ اور جیسا میں نے کہا ہے ویسے کرو“..... آشا رائے نے کہا تو جیکب واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”مجھے اس بارے میں سوچنا ہو گا کہ اگر راجیش نے واقعی اصل ڈاکٹر وحید کو اغوا کیا ہے تو میرا مذاق اڑایا جائے گا لیکن اب اس بارے میں کیا کیا جائے“..... آشا رائے نے خود کلامی کے انداز میں کہا اور پھر ایک خیال آتے ہی اس نے تیزی سے کارڈ لیس فون اٹھا کر آن کیا اور اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”منوہر لال بول رہا ہوں“..... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”آشا رائے بول رہی ہوں منوہر“..... آشا رائے نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔ منوہر لال کافرستان سیکرٹ سروس میں پاکیشیا

ڈیسک کا انچارج تھا اور پاکیشیا میں موجود تمام کافرستانی ایجنٹوں کو ڈیل کرتا تھا اور آشا رائے ڈپٹی چیف تھی۔

”یس میڈم حکم“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”پاکیشیا میں تمہارے پاس کوئی ایسا آدمی ہے جو وہاں کے سائنس دانوں کو ڈیل کرتا ہو یا جانتا ہو“..... آشا رائے نے کہا۔

”یس میڈم میں معلوم کر کے ابھی آپ کی بات کراتا ہوں۔ آپ فون نمبر دے دیں“..... منوہر لال نے کہا۔

”میں کالنگا سے بات کر رہی ہوں“..... آشا رائے نے کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

”یس میڈم میں تھوڑی دیر میں کال کرتا ہوں“..... منوہر لال نے کہا تو آشا رائے نے بغیر مزید کچھ کہے رابطہ ختم کر دیا اور فون واپس میز پر رکھ دیا پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر کارڈ لیس فون اٹھا کر اس کا ایک بٹن پریس کر کے اسے کان سے لگا لیا۔

”میں پاکیشیا سے اعظم بول رہا ہوں۔ چیف نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی خدمت کروں“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو آشا رائے سمجھ گئی کہ وہ کوڈ گفتگو کر رہا ہے تاکہ چیکنگ ہونے پر بھی وہ پکڑا نہ جا سکے۔ ظاہر ہے نام بھی وہ غلط بتا رہا ہو گا۔

”پاکیشیا کے سائنس دان ڈاکٹر وحید کو دیکھا ہوا ہے تم نے“.....

آشا رائے نے پوچھا۔

”یس میڈم میں نے دو سال تک ان کی بطور اٹنڈنٹ ملازمت کی ہے اس کے بعد مجھے ایک ہوٹل میں ملازمت مل گئی تھی اس لئے میں شفٹ ہو گیا تھا“...... اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ تو ان کا حلیہ اور قدو قامت کے بارے میں پوری تفصیل بتاؤ“...... آشا رائے نے کہا۔

”یس میڈم“...... اعظم نے کہا اور پھر اس نے تفصیل بتانی شروع کر دی اور جیسے جیسے وہ تفصیل بتاتا جا رہا تھا آشا رائے کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جا رہی تھی اور چہرے پر لمحہ بہ لمحہ مسرت کے تاثرات ابھرتے آ رہے تھے اور جب اعظم نے پوری تفصیل بتا دی تو آشا رائے سمجھ گئی کہ وہ اصل سائنسدان کو لے آئی ہے اس طرح وہ کامیاب رہی ہے جبکہ راجیش کو شکست ہوئی ہے۔

”شکریہ اعظم“...... آشا رائے نے کہا اور رابطہ ختم کر کے فون میز پر رکھ دیا۔

”اب چیف کو پتہ چلے گا کہ کون کامیاب ہوا ہے“...... آشا رائے نے جوش بھرے انداز میں میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

ڈیمی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی واش روم سے نکل کر کمرے میں موجود اپنے بیڈ کی طرف بڑھنے لگی۔ گو وہ چل تو لیتی تھی لیکن چلتے ہوئے اسے ابھی بھی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ اس لئے نہ ہی وہ تیز چل سکتی تھی اور نہ کوئی تیز حرکت کر سکتی تھی۔ اسے معلوم ہوا تھا کہ اسے یہاں ہسپتال میں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل کے حکم پر ایڈمٹ کرایا گیا تھا اور ماہر ڈاکٹروں نے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے وہ مہرے جو لڑائی کے دوران ڈس لوکیٹ ہو گئے تھے ایڈجسٹ کر دیئے تھے اس لئے وہ دوبارہ چلنے کے قابل ہو گئی تھی لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ شاگل نے ایسا کیوں کیا تھا بہرحال وہ دل ہی دل میں اس کی شکر گزار تھی۔ ڈیمی ابھی بیڈ پر جا کر بیٹھی ہی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر اور ایک نرس اندر داخل ہوئے۔

”کیسی ہیں آپ“...... ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہوں آپ کا شکریہ"..... ڈیمی نے بیڈ پر لیٹتے ہوئے کہا۔

"کل آپ نے فلاور کالونی کی ایک رہائش گاہ میں شفٹ ہونا ہے۔ وہاں سے آپ نے چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے کافرستان جانا ہے۔ آپ خود چل کر گاڑی میں بیٹھیں گی یا آپ کے لئے وہیل چیئر کا انتظام کیا جائے۔

"وہیل چیئر ضروری ہے بجائے کتنا پیدل چلنا پڑ جائے"۔ ڈیمی نے کہا۔

"او کے"..... ڈاکٹر نے کہا۔

"مجھے کچھ ضروری کالز کرنی ہیں۔ پلیز آپ میرا فون سیٹ بھجوا دیں"..... ڈیمی نے کہا۔

"او کے۔ میں بھجواتا ہوں"..... ڈاکٹر نے کہا اور پھر ضروری چیکنگ کے بعد وہ نرس سمیت دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"پلیز ایک منٹ"..... ڈیمی نے کہا تو ڈاکٹر اور نرس دونوں واپس مڑ گئے۔

"جس کوٹھی میں مجھے جانا ہے وہاں کا فون نمبر مجھے بتا دیں پلیز"..... ڈیمی نے کہا۔

"ہمیں تو معلوم نہیں ہے البتہ آپ انکوائری سے معلوم کر لیں۔ فلاور کالونی کوٹھی نمبر ایٹ ون"..... ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"او کے۔ تھینک یو"..... ڈیمی نے کہا تو ڈاکٹر اور نرس دونوں مڑ

کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

"کون ہو گا وہاں۔ کیا آشا رائے ہو گی"..... ڈیمی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک وارڈ بوائے ہاتھ میں ڈیمی کا سیل فون پکڑے اندر داخل ہوا۔ اس نے سلام کر کے فون ڈیمی کو دیا تو ڈیمی نے اس کا شکریہ ادا کیا اور وہ سلام کر کے واپس کمرے سے باہر چلا گیا۔ ڈیمی نے فون آن کر کے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"..... رابطہ ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"فلاور کالونی کوٹھی نمبر ایٹ ون کا فون نمبر دیں"..... ڈیمی نے کہا۔

"ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"..... چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس"..... ڈیمی نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو ڈیمی نے رابطہ ختم کر کے وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو انکوائری آپریٹر نے بتائے تھے۔

"یس"..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی اور ڈیمی فوراً پہچان گئی کہ وہ آشا رائے ہے۔

"آشا۔ میں ڈیمی بول رہی ہوں ہسپتال سے"۔ ڈیمی نے کہا۔

"اوہ ڈیمی تم۔ سوری تمہیں بہت تکلیف پہنچی ہے"...... دوسری طرف سے آشا رائے نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ہمارے کام میں تو ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ میں تمہاری شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے ہسپتال ایڈمٹ کرا دیا"۔ ڈیمی نے کہا۔

"اب کیسی ہو تم"...... آشا رائے نے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں۔ چل پھر لیتی ہوں لیکن زیادہ نہیں اس لئے وہیل چیئر استعمال کرتی ہوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ مجھے کل تمہارے ساتھ کافرستان جانا ہے۔ اس کی وجہ"...... ڈیمی نے کہا۔

"چیف شاگل تمہیں کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ سائنسدان ڈاکٹر وحید کو پہلے چند روز کے لئے ڈاکٹر پرشاد کے پاس رکھیں گے ان کا مسئلہ حل ہونے کے بعد وہ ڈاکٹر وحید کو تمہارے ساتھ گریٹ لینڈ بھجوا دیں گے۔ اس طرح دونوں ملکوں کے تعلقات زیادہ بہتر ہو جائیں گے"...... آشا رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے کہ ہمیں بھیک دی جا رہی ہے"...... ڈیمی کو نہ چاہتے ہوئے بھی غصہ آ گیا تھا۔

"ارے ارے یہ کیا کہ رہی ہو۔ تمہیں ایسا سوچنا بھی نہیں چاہئے"...... آشا رائے نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ مجھے واقعی ایسا نہیں سوچنا چاہئے۔ اگر ایسا ہوتا تو چیف شاگل مجھے ہسپتال داخل نہ کراتا۔ او کے۔ میں آ جاؤں گی اور جیسے تم اور چیف کہو گے ویسے ہی ہو گا"...... ڈیمی نے کہا۔

"تمہارا شکریہ کہ تم میری بات سمجھ گئی ہو۔ میں تمہاری آمد کا انتظار کروں گی۔ گڈ بائی"...... آشا رائے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیمی چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر اس نے ایک بار پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں کنگ کلب ہے اس کا فون نمبر دیں"...... ڈیمی نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ ڈیمی نے رابطہ ختم کیا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کنگ کلب"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سپر وائزر راڈ ہو گا۔ کیا میری اس سے بات ہو سکتی ہے"...... ڈیمی نے کہا۔

"جی ہاں۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"ہیلو۔ راڈ بول رہا ہوں"...... کچھ دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی

دی۔ لہجے سے صاف پتہ چلتا تھا کہ بولنے والا گریٹ لینڈ نژاد ہے۔

''ڈیمی بول رہی ہوں۔ ریڈ سرکل''..... ڈیمی نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ آپ فرمایئے۔ کیا بات ہے''..... راڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔ میں اس وقت کالنگا کے لائف ہسپتال میں روم نمبر الیون میں ہوں''..... ڈیمی نے کہا۔

''یس میڈم۔ میں پہنچ رہا ہوں''..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈیمی نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے ذہن میں ایک منصوبے کی کھچڑی پک رہی تھی اس پر عمل کر کے وہ آشا رائے سے انتقام بھی لے سکتی تھی اور اپنا مشن بھی مکمل کر سکتی تھی۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

''کیا ہوا میڈم آپ کو''..... راڈ نے قریب آ کر باقاعدہ گریٹ لینڈ کے طریقہ کے مطابق سلام کرتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ ریڑھ کی ہڈی کے چند مہرے ایک فائٹ کے دوران کھسک گئے تھے جو اب ٹھیک ہیں۔ تم بتاؤ تمہاری یہاں کیا حیثیت ہے۔ اگر تمہیں کوئی اہم کام دیا جائے تو کیا تم کر سکتے ہو''..... ڈیمی نے کہا۔

''میں یہاں ریڈ سرکل کا نمائندہ ہوں۔ آپ حکم دیں آپ کے

حکم کی فوری تعمیل ہو گی''..... راڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو سنو میں تمہیں مختصر طور پر پس منظر بتا دیتی ہوں۔ پاکیشیا کا ایک سائنسدان جس کا نام ڈاکٹر وحید ہے کافرستان کو بھی مطلوب ہے اور گریٹ لینڈ کو بھی۔ یہ مشن مجھے سونپا گیا لیکن ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا گیا کہ میں سامنے نہ آؤں بلکہ اپنا مشن کافرستانی ایجنٹوں کی آڑ میں مکمل کروں اس لئے میں کافرستان سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف آشا رائے کے ساتھ پاکیشیا گئی۔ وہاں سے ہم نے ڈاکٹر وحید کو اغوا کیا اور پاکیشیا سے گریٹ لینڈ چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے جا رہے تھے۔ فلائٹ میں بے ہوش ڈاکٹر کے ساتھ ہم دونوں تھیں کہ اچانک آشا رائے کا ذہن بدل گیا اور اس نے مجھ پر حملہ کر دیا جس سے میری کمر کی ہڈی کے مہرے ڈس لوکیٹ ہو گئے اور میں بے ہوش ہو گئی اور پھر کالنگا میں ہم سب کو ڈراپ کرا لیا گیا اور چارٹرڈ فلائٹ روٹین کے مطابق خالی گریٹ لینڈ روانہ ہو گئی۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل نے مجھے یہاں اس ہسپتال میں ایڈمٹ کرایا تاکہ گریٹ لینڈ کے کافرستان سے تعلقات خراب نہ ہوں۔ کل دوپہر کو دو بجے کالنگا سے چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے کافرستان جانے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ آشا رائے اور ڈاکٹر وحید دونوں یہاں کی فلاور کالونی کی کوٹھی نمبر ایٹ ون میں موجود ہیں مجھے بھی وہیل چیئر پر ڈال کر پہلے ہسپتال سے اس کوٹھی تک پہنچایا جائے گا اور پھر وہاں سے کافرستان لے جایا جائے گا''..... ڈیمی

مسلسل بولنے کی وجہ سے تھکی ہوئی دکھائی دینے لگی تھی۔

''مجھے حکم دیں میں نے کیا کرنا ہے''...... راڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

''ایک تو تم نے مجھے مشین پسٹل مہیا کرنا ہے۔ دوسرا تم نے کالنگا سے گریٹ لینڈ کے لئے فلائٹ چارٹرڈ کرانی ہے لیکن یہ فلائٹ دوپہر ایک بجے کے لئے بک کرانی ہے۔ میں وہاں فلاور کالونی میں پہنچ کر آشا رائے اور اگر اس کے ساتھ اور آدمی موجود ہوئے تو ان سب کا خاتمہ کر دوں گی اور پھر تم گاڑی لے آنا۔ ہم اس گاڑی میں سوار ہو کر ڈاکٹر وحید کو ساتھ لے کر گریٹ لینڈ جائیں گے''...... ڈیمی نے کہا۔

''کیوں نہ پہلے اس کوٹھی میں گیس فائر کر دی جائے تاکہ وہاں موجود سب افراد بے ہوش ہو جائیں پھر ہم آسانی سے نکل جائیں گے''...... راڈ نے کہا۔

''یہ فلاور کالونی دیکھی ہوئی ہے تم نے''...... ڈیمی نے کہا۔

''یس میڈم بہت اچھی طرح''...... راڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مضافاتی علاقے میں ہے یا گنجان آباد علاقے میں''...... ڈیمی نے کہا۔

''انتہائی گنجان آباد علاقے میں ہے''...... راڈ نے کہا۔

''تو پھر وہاں گیس فائر نہیں کی جا سکتی کیونکہ گیس سے ملحقہ

کوٹھیاں بھی متاثر ہوں گیں اور کوئی پولیس کو بھی اطلاع کر سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ڈاکٹر وحید کو مسلسل بے ہوش رکھا جا رہا ہے اور اس صورت میں بے ہوشی کی گیس سے وہ ہلاک بھی ہو سکتے ہیں البتہ اب تم مجھے سائیلنسر لگا مشین پسٹل مہیا کرو گے''...... ڈیمی نے کہا۔

''ٹھیک ہے یہ کام ہو جائے گا لیکن ہم آپ کے پاس کوٹھی کب پہنچیں اور ہمیں اطلاع کیسے ملے گی''...... راڈ نے کہا۔

''تم مجھے اپنے سیل فون کا نمبر دے دو۔ میں سیل فون کے ذریعے تم سے رابطے میں رہوں گی لیکن سارا کام انتہائی ہوشیاری، تیزی اور ذہانت سے ہونا چاہئے''...... ڈیمی نے کہا۔

''آپ فکر مت کریں تمام کام آپ کی مرضی کے عین مطابق ہوں گے''...... راڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اپنا سیل فون نمبر بھی بتا دیا جو ڈیمی نے اپنے سیل فون میں سیو کر لیا۔

''اب مجھے اجازت ہے میڈم''...... راڈ نے کہا۔

''ہاں تم جا سکتے ہو''...... ڈیمی نے کہا تو راڈ نے سلام کیا اور واپس مڑ گیا۔ جب اس کے جانے کے بعد دروازہ بند ہوا تو ڈیمی نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ دل ہی دل میں فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ آشا رائے اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر کے ڈاکٹر وحید کو لے اڑے گی کیونکہ وہ گریٹ لینڈ کے مقابلے میں کافرستان کو فتح یاب ہوتے نہ دیکھ سکتی تھی۔

عمران نے کار اس رہائشی پلازہ کی پارکنگ میں روکی جس میں آج کل جولیا رہائش پزیر تھی۔ ایکسٹو کی خصوصی ہدایات کے مطابق تمام سیکرٹ سروس کے ممبرز جلدی جلدی رہائش گاہیں تبدیل کرتے رہتے تھے۔ وہاں پارکنگ میں عمران کو جولیا کے علاوہ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ کی کاریں بھی نظر آئیں تو وہ مسکرا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چوتھی منزل پر جولیا کے فلیٹ کے بیرونی بند دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''...... چند لمحوں بعد اندر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''بوجھو تو جانیں''...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی پہلی بجھوا رہا ہو۔ چند منٹ بعد ہلکی سی کٹاک کی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھل گیا۔ سامنے صفدر موجود تھا جس کے چہرے پر مسکراہٹ

تیر رہی تھی۔

''آپ کی آواز ہزاروں میں پہچانی جا سکتی ہے''...... صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ میں اپنے ساتھ ہزاروں آدمی لے آیا کروں تاکہ ہم سب اکٹھے بولیں اور تم ان میں سے میری آواز کو پہچان سکو''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں واقعی پہچان لوں گا''...... صفدر نے عمران کے اندر آنے پر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

''نسوانی آوازوں میں سے میری آواز پہچان لو گے یا مردانہ آوازوں میں سے۔ مجھے تو بتایا گیا ہے کہ تمہیں صالحہ بھی فون کرے تو تم اس سے پوچھتے ہو کہ بی بی کون بول رہی ہو''...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس دوران وہ دونوں سٹنگ روم میں پہنچ چکے تھے جہاں تمام ساتھی موجود تھے۔

''السلام علیکم یا ناشتہ خوران''...... عمران نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''ہمیں باقاعدہ دعوت دے کر بلایا گیا ہے۔ ہم ناشتہ خور کیسے ہو گئے''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چلو ناشتہ خوری نہ کرنا ناشتہ بنی کر لینا''...... عمران نے کہا۔

''ناشتہ بنی کیا مطلب''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یعنی تم ناشتہ نہ کرنا ہمیں ناشتہ کرتے دیکھتے رہنا اس طرح تم پر ناشتہ خوری کا الزام نہیں لگ سکے گا''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کچن سے صالحہ اور جولیا دونوں علیحدہ علیحدہ ٹرالیاں دھکیلتی ہوئیں سٹنگ روم میں آ گئیں اور دونوں نے ہی عمران کو سلام کیا۔

''ناشتہ شاہی ہے یا بھرپور''...... عمران نے پوچھا۔

''کیا مطلب بس ناشتہ ہے۔ یہ شاہی ناشتے اور بھرپور ناشتے کا کیا مطلب''...... جولیا نے ٹرالی پر موجود ناشتے کے برتن اٹھا اٹھا کر درمیانی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔
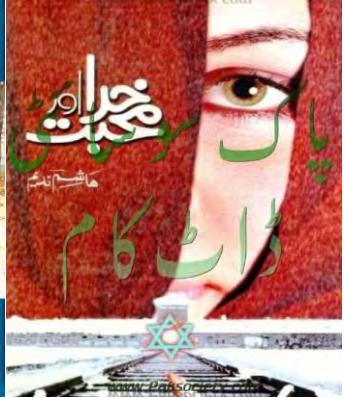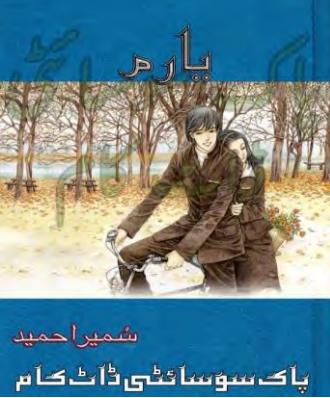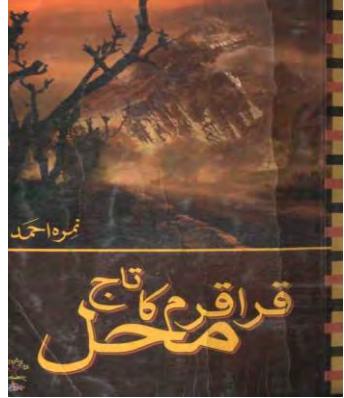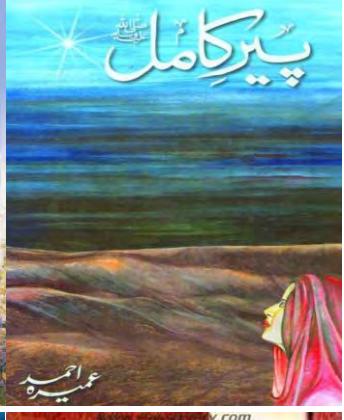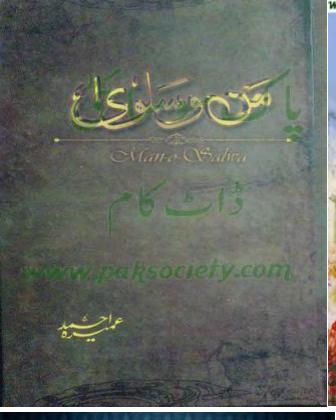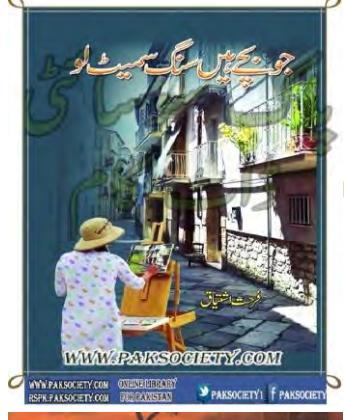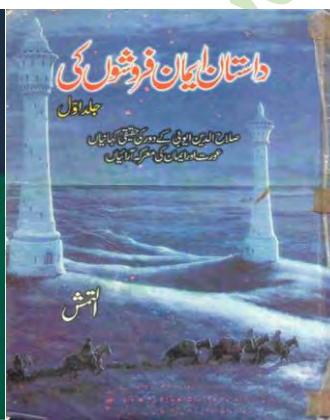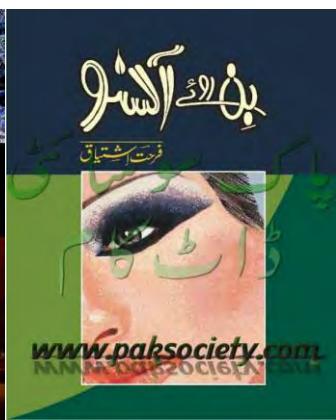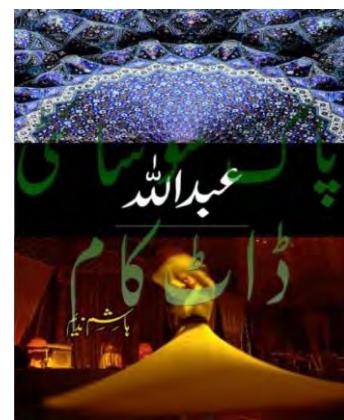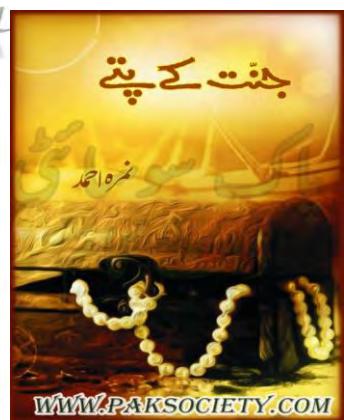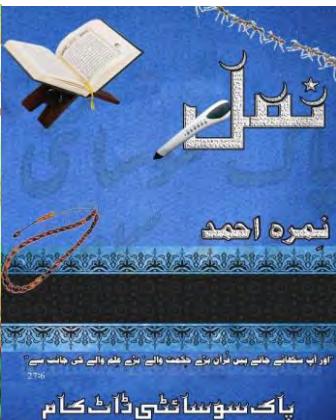
''عمران صاحب نہ یہ شاہی ناشتہ ہے اور نہ بھرپور بلکہ دوستانہ ناشتہ ہے''...... صفدر نے عمران کے بولنے سے پہلے ہی بات کرتے ہوئے کہا اسے معلوم تھا کہ عمران نے باز نہیں آنا اور جولیا کا دل رنجیدہ ہوگا جس نے ان کے لئے اس قدر اہتمام کیا تھا۔

''دوستانہ ناشتہ واہ پھر تو لطف آئے گا۔ آج دیکھیں گے کہ تنویر دوستانہ ناشتے کے ساتھ دوستی کرتا ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''میرے بارے میں کمنٹ نہ دیا کرو ورنہ کسی دن میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے''...... تنویر نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تنویر تمہیں معلوم ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... جولیا نے تنویر سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''آئی ایم سوری''...... تنویر نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے

کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے صرف مشن بنانے کے لئے سائنسدان کے اغوا ہونے کا انتظار کیا ہے''...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیا کہہ رہے ہو کیپٹن شکیل۔ کھل کر بات کرو''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے اتنا تو معلوم ہے کہ سائنس دان ڈاکٹر وحید کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ پہلے ان کی نوٹس بک جبراً ان سے چھین لی گئی تھی۔ عمران صاحب بھی ڈاکٹر صاحب سے ملتے رہے ہیں۔ اسی وقت میرا اندازہ یہی تھا کہ نوٹس بک سے دوسرے فریق کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور لازماً وہ ڈاکٹر وحید کو اغوا کریں گے لیکن عمران صاحب نے اس بارے میں کوئی پیش رفت نہیں کی۔ اب اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو ان کی رہائش گاہ سے اغوا کر لیا گیا ہے اور اب عمران صاحب مشن مکمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں اور ساری رات جاگتے بھی رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ اس انتظار میں تھے کہ ڈاکٹر وحید صاحب پہلے اغوا ہو جائیں پھر انہیں واپس لانے کا مشن مکمل کیا جائے اس طرح مشن تو بن جائے گا''۔ کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''کیا واقعی تم نے دانستہ غفلت کی ہے''...... جولیا نے یکلخت

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-

پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''میری کوئی باقاعدہ حیثیت تو نہیں ہے۔ میں تو کرائے کا سپاہی ہوں۔ جسے جان ماری کے بعد ایک چھوٹا سا چیک مل جاتا ہے۔ سیکرٹ سروس کے ممبرز تو تم سب ہو۔ بھاری تنخواہیں اور بھاری الاؤنس وغیرہ حکومت سے وصول کر رہے ہو اور تمہیں معلوم ہی نہیں کہ ملک میں کیا ہو رہا ہے۔ کیپٹن شکیل نے بھی صرف اندازے ہی لگائے ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ سب باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ ناشتہ بھی کرتے جا رہے تھے۔

''سیدھی طرح جواب دو۔ اداکاری بند کرو''...... جولیا نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''ناشتے کا شکریہ۔ اب مجھے اجازت دو''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ''...... صفدر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ باقی ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''بیٹھو۔ میں کہہ رہی ہوں بیٹھو''...... اچانک جولیا نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کسی کو بٹھانے کے لئے چیخنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تم آرام سے کہہ دیتی تو میں پھر بھی بیٹھ جاتا لیکن اب نہیں البتہ تنویر کہے تو بیٹھ جاؤں گا''...... عمران نے کہا۔

''جیسے جولیا کہہ رہی ہے ویسے کرو۔ وہ ڈپٹی چیف ہے تمہیں حکم

دے سکتی ہے اور اگر اس نے تمہیں گولی مارنے کا حکم دے دیا تو ہمیں بہرحال تعمیل کرنی پڑے گی''...... تنویر نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

''خاموش رہو تنویر۔ تم بغیر سوچے سمجھے بول دیتے ہو''...... جولیا نے اس بار اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''آئی ایم سوری''...... تنویر نے اپنی عادت کے مطابق فوراً معذرت کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں آپ کی چھوٹی بہن ہوں اگر میں درخواست کروں تو کیا آپ میری بات مانیں گے''...... اب تک خاموش بیٹھی صالحہ نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اب مجبوری ہے لیکن میں تو صرف نیچے کار تک جانا چاہتا تھا۔ جولیا سے ملاقات کی خوشی میں اسے لاک کرنا بھول گیا تھا''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

''عمران صاحب اب ہم نے کہاں جانا ہے اور کیا مشن ہے۔ کیا کیپٹن شکیل نے درست اندازہ لگایا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''کیپٹن شکیل کا اندازہ درست ہے۔ میں نے تمہارے چیف سے بات کی کہ مجھے ڈاکٹر وحید کے اغوا کا خدشہ ہے اس لئے ان کی نگرانی ہونی چاہئے لیکن تمہارا چیف اپنی ڈپٹی چیف سے بھی زیادہ ظالم ہے اس نے صاف انکار کر دیا کہ سیکرٹ سروس کا یہ کام نہیں

ہے۔ یہ انٹیلی جنس یا پولیس کا کام ہے۔ پھر ٹائیگر اتفاقاً وہاں سے گزرا تو اس نے ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ کے باہر پولیس کی گاڑیاں کھڑی دیکھیں تو اسے معلوم ہوا کہ اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے ڈاکٹر وحید کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ پھر یہ اطلاع بھی ملی کہ ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ سے یکے بعد دیگرے کافی طویل وقفے کے بعد دو کاریں نکلتے دیکھی گئی ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا گیا کہ دو گروپس نے کارروائی کی ہے کیونکہ قریبی کوٹھیوں کے چوکیداروں نے بتایا کہ ایک کار میں دو عورتیں تھیں، جن میں ایک عورت مقامی اور دوسری گریٹ لینڈ نژاد تھی جبکہ دوسری کار میں دو مرد اور ایک عورت تھی اور یہ تینوں مقامی تھے۔ پھر تین افراد والی کار کو بندرگاہ والے علاقے میں ٹریس کر لیا گیا اور پھر ادھر ادھر سے معلومات حاصل کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں پاکیشیا میں انتہائی حساس اسلحے کا ایک اسمگلر ہے۔ جس کا اصل نام ارباب ہے لیکن وہ کنگ کہلاتا ہے اور دو مردوں اور ایک عورت کے گروپ کے ساتھ ایک بے ہوش آدمی اس اسمگلر کنگ کی آبدوز کے ذریعے کالنگا گئے ہیں۔ ان کی اصل منزل کافرستان تھی لیکن کالنگا اور کافرستان کے درمیان سمندر میں نیوی کی مشقیں ہو رہی ہیں اس لئے آبدوز آگے نہیں جا سکی چنانچہ اس گروپ کو کالنگا ڈراپ کر دیا گیا جبکہ دوسرا گروپ جس میں دو عورتیں تھیں ایک مقامی اور دوسری گریٹ لینڈ نژاد ان دونوں کے ساتھ بھی ایک بے ہوش آدمی بطور مریض موجود تھا۔

انہوں نے پاکیشیا سے گریٹ لینڈ کے لئے فلائٹ چارٹرڈ کرائی اور یہاں سے روانہ ہو گئیں لیکن پھر اطلاع ملی کہ اس فلائٹ کا دوسرا سٹاپ کالنگا تھا اور یہ گروپ یہیں ڈراپ ہو گیا اور خالی فلائٹ گریٹ لینڈ چلی گئی“...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے اتنی تفصیل کہاں سے معلوم کر لی“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس لئے تو ساری رات جاگتا رہا ہوں۔ کالنگا سے مختلف ذرائع سے یہ معلومات حاصل کی گئی ہیں اور اب ہم نے کالنگا جانا ہے تاکہ ڈاکٹر وحید کو واپس لے آئیں“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ہم کالنگا جانے کی بجائے کافرستان کیوں نہ جائیں۔ دونوں گروپوں نے بہرحال پہنچنا تو وہیں ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کافرستان میں ڈاکٹر وحید کو فوری طور پر ڈاکٹر پرشاد کی لیبارٹری میں پہنچا دیا جائے گا اور پھر ہمیں نئے سرے سے جدوجہد کرنی پڑے گی۔ لیکن اگر ہم کالنگا میں ہی مشن مکمل کر لیں تو مزید بھاگ دوڑ سے بچ جائیں گے“...... عمران نے جواب دیا۔

”وہ تو فوری طور پر وہاں سے نکلنے کی کوشش کریں گے اس لئے ہمارے جانے تک وہ کافرستان پہنچ چکے ہوں گے“...... کیپٹن شکیل نے اپنی بات پر مصر تھا۔

”مجھے جو حتمی معلومات ملی ہیں ان کے مطابق دوپہر دو بجے

چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ان کی کافرستان روانگی ہے اور پاکیشیا سے کالنگا فلائٹ کا سفر تین گھنٹوں کا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر ہم دس بجے یہاں سے روانہ ہوں تو ایک بجے وہاں پہنچ جائیں گے اس طرح ہمیں کام کرنے کا موقع مل جائے گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہم دس بجے سے پہلے بھی تو نکل سکتے ہیں۔ ایک گھنٹہ بہت کم ہے۔ وہ لوگ کچھ بھی کر سکتے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''چارٹرڈ فلائٹس کی یہاں تین کمپنیاں ہیں اور ان تینوں کمپنیوں کے پاس آج کی بکنگ مکمل ہے۔ میں نے رعب ڈال کر دس بجے والی فلائٹ اپنے نام کرائی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب فرض کیا اگر وہ کافرستان پہنچ جائیں تو پھر ہمارا مشن کیا ہوگا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''وہی ڈاکٹر وحید کی زندہ واپسی۔ ویسے تمہارے چیف نے نائران کو الرٹ کر دیا ہے کہ وہ وہاں ان کے استقبال کے لئے موجود ہوگا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف نے خود فون نہیں کیا اور چیف سے اجازت لئے بغیر ہم مشن پر کیسے جا سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''میں چیف کا نمائندہ خصوصی ہوں اور اس وقت چیف کے اختیارات میرے پاس ہیں۔ میں چاہوں تو جولیا کی جگہ تنویر کو ڈپٹی

چیف نامزد کر دوں اور چاہوں تو تنویر کو سیکرٹ سروس سے ہی آؤٹ کر دوں''...... عمران نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا اور ساتھ وہ اپنے ہاتھ سے دوسرے بازو پر اس طرح تھپکی دینے لگا جیسے اپنے آپ کو شاباش دے رہا ہو۔

''چھوٹے دل کے آدمی کو جب اپنی اوقات سے زیادہ اہمیت مل جاتی ہے تو وہ ایسی ہی باتیں کرتا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''یس یہی تمہارے ساتھ ہوا ہے''...... عمران نے جواب دیا اور ایک بار پھر سب بے اختیار ہنس پڑے جبکہ جولیا نے فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا کیونکہ دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔

''ایکسٹو''...... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں چیف۔ میرے فلیٹ پر عمران سمیت فارن ٹیم موجود ہے۔ عمران نے ہمیں کہا ہے کہ ہم نے اغوا شدہ سائنسدان ڈاکٹر وحید کو جو اس وقت کالنگا میں ہیں واپس لانا ہے لیکن آپ کی طرف سے کوئی ہدایت نہیں کی گئی اس لئے فون کیا ہے''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران ٹیم کو ساتھ لے جانے کی بجائے صرف ٹائیگر کو ساتھ لے جانا چاہتا تھا لیکن مجھے معلوم ہے کہ جو کام ٹیم کر سکتی ہے۔ وہ

اکیلے ٹائیگر اور عمران کے بس کی بات نہیں ہے اس لئے میں نے عمران کو حکم دیا تھا کہ وہ خود تمہیں بریف بھی کرے اور تمہیں ساتھ بھی لے جائے۔ تم نے ہر حالت میں مشن مکمل کرنا ہے۔ البتہ یہ بتا دوں کہ وہاں ہمارے فعال ایجنٹ موجود نہیں ہیں اور تمہیں دو گروپوں کے خلاف بیک وقت ایکشن لینا ہو گا۔ اللہ حافظ“...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے رسیور رکھ دیا۔

”تم ہمیں ساتھ کیوں نہیں لے جانا چاہتے تھے۔ بولو کیوں“...... جولیا نے رسیور رکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال تھا کہ تمہارا یہ نقاب پوش کنجوس بلکہ مہا کنجوس اور وہ کیا کہتے ہیں مکھی چوس چیف شاید ٹائیگر کے سامنے مجھے شرمندہ ہونے سے بچانے کے لئے کوئی بڑا چیک دے دے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ مکھی چوس کیا ہوتا ہے“...... صفدر نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی جبکہ جولیا سوالیہ نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔

”ایک کنجوس آدمی بیٹھا روٹی کھا رہا تھا۔ شوربے میں مکھی گر گئی اور ظاہر ہے شوربہ اس کے جسم سے لگ گیا۔ اس نے مکھی شوربے سے نکالی اور اسے منہ میں ڈال کر اچھی طرح چوستا رہا تاکہ شوربے کا کوئی ذرہ بھی مکھی پر باقی نہ رہ جائے“...... عمران نے تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔

”کتنی گندی باتیں کرتے ہو تم۔ کیا تمہیں اور کوئی مثال نہیں آتی“...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”دیکھو یہ اتنی گندی بات چیف کے لئے کہہ رہا ہے“...... تنویر نے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

”اوہ۔ ہاں تمہاری یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم چیف کو مکھی چوس کہو۔ بولو“...... جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا تو تنویر کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”چلو تم ناراض ہوتی ہو تو تمہارے چیف کو مکھی چوس کی بجائے مچھر چوس کہہ دیتا ہوں۔ اب تو خوش ہو“...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”عمران صاحب۔ اگر دو گروپس کے خلاف ایکشن کرنا ہے تو ہم بھی دو گروپس بنا لیتے ہیں تاکہ ایک ہی وقت میں ایکشن کیا جا سکے۔ ورنہ ایک گروپ لازماً نکل جائے گا“...... صفدر نے کہا۔

”تمام حالات کالنگا جا کر معلوم ہوں گے وہیں گروپ بنا لیں گے“...... عمران نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ایک جدید ماڈل کی ویگن خاصی تیز رفتاری سے کالنگا شہر کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی آدمی تھا جس کا نام ساڈم تھا۔ یہ کالنگا میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ایجنٹ تھا اور کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کے حکم پر وہ ویگن لے کر ساحل سمندر پر اس جگہ جا رہا تھا جہاں آبدوز سے اتار کر راجیش اور اس کے ساتھیوں کو رکھا گیا تھا اور جہاں بے ہوش ڈاکٹر وحید بھی موجود تھا۔ چیف شاگل نے راجیش کو حکم دیا تھا کہ وہ ڈاکٹر وحید سمیت اس کوٹھی میں پہنچ جائے جہاں آشا رائے ایک اور ڈاکٹر وحید کے ساتھ موجود تھی اور چیف نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو فلائٹ آشا رائے اور زخمی گریٹ لینڈ نژاد ایجنٹ ڈیمی اور بے ہوش ڈاکٹر وحید کے لئے بک کرائی گئی ہے اسی میں راجیش اس کے ساتھی اور ان کے ساتھ موجود ڈاکٹر وحید کو بھی کافرستان آنا ہو گا۔ فلائٹ کا وقت دوپہر ڈھائی بجے مقرر تھا

اور انہیں کم از کم ایک گھنٹہ پہلے ایئر پورٹ پر پہنچنا ضروری تھا۔ اس لئے راجیش اپنے ساتھیوں سمیت اس ویگن میں فلاور کالونی کی کوٹھی نمبر ایٹی ون میں پہنچ جائے۔ چیف نے اسے رہائش گاہ کا پتہ بھی بتا دیا تھا اور ساتھ ہی اس کوٹھی کا فون نمبر بھی بتا دیا تھا اور راجیش نے فون پر آشا رائے سے بات کی تو اس نے انہیں بتایا کہ وہ ان کی منتظر ہے۔ اسے بھی چیف کا حکم موصول ہو گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد راجیش اور اس کے ساتھی اور بے ہوش ڈاکٹر وحید اس ویگن میں سوار فلاور کالونی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ فرنٹ سیٹ پر شکنتلا عرف سویٹی اور عقبی سیٹ پر راجیش اور پرکاش موجود تھے جبکہ ان کے عقب میں خالی جگہ تھی جہاں ایک سٹریچر پر بے ہوش ڈاکٹر وحید کو رکھا گیا تھا۔ اس کو مسلسل طویل بے ہوشی کے خصوصی انجکشن لگائے جا رہے تھے اور مسلسل بے ہوشی کی وجہ سے اس کے جسم اور ذہن کو کمزور ہونے سے بچانے کے لئے طاقت کے خصوصی انجکشن بھی لگائے جا رہے تھے۔

”راجیش ہم براہ راست ایئر پورٹ پر کیوں نہیں جا سکتے“۔ فرنٹ سیٹ پر موجود سویٹی نے مڑ کر عقبی سیٹ پر موجود راجیش مخاطب ہو کر کہا۔

”بے ہوش آدمی کے ساتھ زیادہ دیر ایئر پورٹ پر نہیں رکا جا سکتا جبکہ ہمارے ساتھ کوئی ایسے آدمی بھی نہ ہو ل جو ضرورت پڑنے پر ہمارے کام آ سکیں۔ ویسے آشا رائے ڈپٹی چیف ہے اس

کے پاس جانے میں کیا حرج ہے‘‘...... راجیش نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’میرے ذہن میں ایک بات کھٹک رہی ہے کہ ہمارے والا ڈاکٹر وحید اصل ہے یا آشا رائے والا اور اگر آشا رائے والا اصل نکلا تو ہم شرم سے ڈوب مریں گے‘‘...... پرکاش نے کہا۔

’’اوہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ چیف بھی اس بات پر پریشان تھا۔ ہمارا آدمی غلط ثابت ہوا تو تم جانتے ہو کہ ہماری واقعی کم بختی آ جائے گی لیکن اب کیا کیا جائے‘‘...... راجیش نے قدرے پریشان لہجے میں کہا۔

’’یہ آشا رائے غلط آدمی کو لے آئی ہے۔ ہم نے جب ڈاکٹر وحید کو اٹھایا اس وقت کوٹھی میں سیکورٹی گارڈ کے علاوہ اور کوئی نہ تھا۔ پھر ہم غلط کیسے ہو سکتے ہیں۔ لازماً آشا رائے کو شرمندہ ہونا پڑے گا‘‘......سویٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’یقیناً ایسا ہی ہوگا‘‘...... راجیش نے جواب دیا اور پرکاش نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے کے سفر کے بعد وہ ایک جدید انداز کی خوبصورت کوٹھی کے مین گیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔ ڈرائیور نے ہارن دیا تو پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک آدمی باہر آ گیا۔

’’یس سر‘‘...... اس آدمی نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

’’آشا رائے سے ملنا ہے۔ میرا نام راجیش اور یہ دونوں میرے

ساتھی ہیں جبکہ یہ ڈرائیور ہے‘‘...... راجیش نے عقبی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

’’آپ کے ساتھیوں کے نام سر‘‘......آنے والے نے پوچھا۔

’’پرکاش اور شکنتلا‘‘...... راجیش نے جواب دیا۔

’’میں پھاٹک کھولتا ہوں آپ ویگن اندر لے آئیں میڈم آپ کی منتظر ہیں‘‘...... اس آدمی نے کہا اور واپس مڑ کر کھڑکی سے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور ڈرائیور ویگن اندر لے گیا اور سائیڈ پر موجود پورچ میں اس نے ویگن روکی تو ڈرائیور سمیت راجیش اور اس کے ساتھی ویگن سے نیچے اتر آئے۔ کچھ دیر وہ آدمی جس نے پھاٹک کھولا تھا تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان کے قریب آ گیا۔

’’میرا نام جیکب ہے اور میں کالنگا میں کافرستان سیکرٹ سروس کا ایجنٹ ہوں جناب۔ آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔ آپ کے کارناموں کے بارے میں اتنا کچھ سنا ہے کہ اب آپ ہمارے لئے دیوتا کا درجہ اختیار کر چکے ہیں‘‘...... جیکب نے سر جھکا کر بڑے فدویانہ لہجے میں کہا۔

’’گڈ۔ پھر تو تم ہمارے ہی ساتھی ہوئے‘‘...... راجیش نے اس کے کاندھے پر ہاتھ سے تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

’’تھینک یو۔ آیئے ادھر میرے ساتھ‘‘...... جیکب نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس بے ہوش آدمی کو یہاں نہیں چھوڑا جا سکتا''...... راجیش نے کہا۔

''میں آپ کو میڈم تک پہنچا کر واپس آؤں گا اور پھر واپس آ کر ڈرائیور کے ساتھ مل کر اسے بھی اٹھا کر کمرے میں پہنچا دوں گا''...... جیکب نے کہا۔

''او کے۔ آؤ''...... راجیش نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ جیکب کی رہنمائی میں ایک کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں آشا رائے موجود تھی۔

''آؤ آؤ ویلکم۔ میں آپ تینوں کی ہی منتظر تھی''...... آشا رائے نے اٹھنے کی بجائے صرف اپنا ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

''تھینکس میڈم''...... راجیش نے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں سمیت کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''مجھے تمہاری ناکامی پر حیرت ہوئی ہے لیکن تم نے ناکامی کی سزا سے بچنے کے لئے کسی ایرے غیرے کو اغوا کر لیا۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ اس طرح تم سزا سے بچ جاؤ گے''......آشا رائے نے بڑے طنزیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ ڈاکٹر وحید کو پہچانتی ہیں''...... راجیش نے بڑے تحمل سے بات کرتے ہوئے کہا جبکہ شکنتلا اور پرکاش دونوں کے چہروں پر غصے کا تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ہاں بہت اچھی طرح اس لئے تو میں کہہ رہی ہوں کہ تم نے

حماقت کی ہے''...... آشا رائے نے چڑانے کے سے انداز میں کہا۔

''ہم نے جب اس کوٹھی پر ریڈ کیا تو وہاں سیکورٹی گارڈ کے علاوہ صرف یہی تھا اور اسے بھی خفیہ لیبارٹری کھول کر ہم نے برآمد کیا تھا۔ اس لئے یہی ڈاکٹر وحید ہوگا۔ آپ غلط بیانی سے کام لے رہی ہیں''...... راجیش نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''او کے۔ بہرحال کافرستان جا کر اصل ڈاکٹر وحید سامنے آ جائے گا پھر چیف تمہارا جو حشر کرے گا وہ تمہیں بھی معلوم ہے اور مجھے بھی''...... آشا رائے نے اس سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''میڈم آپ ڈپٹی چیف ہیں۔ کالنگا میں کسی سائنسدان کو کر چیک کرالیں۔ غلط آدمی کو ساتھ لے جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے''......سویٹی نے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

''یہ کام کافرستان میں ہو گا اب کون سا وقت رہ گیا ہے۔ دو بجے یہاں سے فلائٹ روانہ ہوگی اور ڈھائی گھنٹے بعد ہم کافرستان ہوں گے''...... آشا رائے نے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور جیکب اندر داخل ہوا۔

''یس''...... آشا رائے نے کہا۔

''ہسپتال سے گاڑی آئی ہے میڈم ڈیکی کو لے کر وہ وہیل چیئر پر ہیں''...... جیکب نے کہا۔

''لے آؤ انہیں۔ ہسپتال کی گاڑی واپس بھجوا دو۔ ہماری گاڑی میں بھی وہیل چیئر چڑھانے اور ایڈجسٹ کرنے کا سسٹم موجود

ہے''...... آشا رائے نے کہا۔

''لیس میڈم''...... جیکب نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''یہ ڈیمی گریٹ لینڈ کی ایجنٹ ہے پھر یہ آپ کے ساتھ کیوں ہے''......راجیش نے کہا۔

''گریٹ لینڈ کو بھی ڈاکٹر وحید چاہئے اس کے لئے انہوں نے ڈیمی کو منتخب کر کے کافرستان بھیجا اور چیف نے اسے میرے ساتھ پاکیشیا بھجوا دیا پھر چیف نے مجھے کام کرنے سے روک دیا تو ڈیمی حرکت میں آ گئی جس پر میں نے بظاہر اس کا ساتھ دیا کیونکہ میرے ساتھ اور کوئی آدمی نہ تھا۔ فلائٹ میں، میں نے ڈاکٹر وحید کو پہلے کافرستان لے جانے کا کہا لیکن ڈیمی مجھ سے لڑ پڑی وہ ڈاکٹر وحید کو پہلے گریٹ لینڈ لے جانا چاہتی تھی۔ اس نے مجھے زخمی کرنے کی کوشش کی لیکن میں نے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے ڈس لوکیٹ کر دیئے اور پھر کالنگا پہنچنے پر چیف نے تمام انتظامات اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ اس نے ڈیمی کو ہسپتال داخل کرا دیا اور اب اس کے حکم پر ڈیمی کو کافرستان لے جایا جا رہا ہے''...... آشا رائے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور جیکب ایک وہیل چیئر کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا وہیل چیئر پر ڈیمی موجود تھی۔

کمرے میں آنے پر ڈیمی وہیل چیئر سے اٹھی اور اس نے پہلے آشا رائے اور پھر راجیش اور اس کے ساتھیوں سے مصافحہ کیا اور پھر وہ

سب دوبارہ کمرے میں موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''میں تمہاری اور تمہارے چیف کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرا علاج کرایا''...... ڈیمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں ڈیمی۔ تم ہماری ہم پیشہ ہو اور ہم سب اپنے اپنے ملک کی خاطر اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لئے پھرتے ہیں''...... آشا رائے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''راجیش صاحب کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کسے اغوا کر کے لے آئے ہیں''...... ڈیمی نے راجیش سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر وحید کو''...... راجیش نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''لیکن تم سے پہلے جب ہم ڈاکٹر وحید کی رہائش گاہ میں داخل ہوئے تو وہ اپنے خصوصی ریڈنگ روم میں فائل ورک کر رہے تھے اور وہ کوٹھی میں اکیلے تھے اس لئے ڈاکٹر وحید کو تو ہم پہلے ہی لے آئے تھے''...... ڈیمی نے کہا۔

''اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ وہی ڈاکٹر وحید ہیں جبکہ میڈم آشا رائے تو بڑے اعتماد سے کہہ رہی ہیں کہ وہ جسے لائی ہیں وہی ڈاکٹر وحید ہے''...... راجیش نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس وقت میں ڈاکٹر وحید کو نہیں پہچانتی تھی لیکن پھر میں نے ایک ایسے آدمی سے رابطہ کیا جو کئی ماہ تک ڈاکٹر وحید کے ساتھ کام

کرتا رہا تھا۔ اس نے فون پر مجھے ڈاکٹر وحید کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل بتائی اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جسے ہم لائے ہیں وہی ڈاکٹر وحید ہے''...... آشا رائے نے سخت لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اب اس موضوع پر مزید بات نہ کرنا چاہتی ہو۔

''تو پھر یہ فیصلہ ہو جانے کے بعد اس ڈاکٹر وحید کو پہلے کافرستان نہیں گریٹ لینڈ جانا چاہئے کیونکہ اسے اغوا گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں نے کرایا ہے اور تمام انتظامات بھی انہوں نے کئے ہیں''...... ڈیمی نے یکلخت سرد لہجے میں کہا۔ اس کا ایک ہاتھ اپنی لیڈیز جیکٹ کی اندرونی جیب میں تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اس نے کرسی کے بازو پر رکھا ہوا تھا۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو تم نانسنس''...... آشا رائے نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں سچ کہہ رہی ہوں سنا تم نے''...... ڈیمی نے بھی اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ راجیش اور اس کے ساتھی کرسیوں پر بیٹھے حیرت بھری نظروں سے ڈیمی اور آشا رائے کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک ڈیمی نے جیکٹ کی جیب میں موجود ہاتھ کو ایک جھٹکے سے باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس سچوئشن کو سمجھ کر حرکت میں آتا ڈیمی نے ٹریگر دبا دیا اور کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

کالنگا ایئر پورٹ پہنچنے کے بعد عمران اور اس کے ساتھی دیگر مسافروں کے ہمراہ باہر آئے تو وہاں ایک مقامی آدمی موجود تھا۔ وہ عمران کو دیکھ کر چونکا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

''میرا نام گراڈ ہے اور مجھے فرینک نے یہاں بھیجا ہے''۔ آنے والے نے عمران کے قریب آ کر آہستہ سے کہا۔

''سائیڈ پر آ جاؤ''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب ایک سائیڈ پر ہٹتے چلے گئے۔

''ہاں اب بتاؤ۔ تازہ ترین صورت حال کیا ہے''...... عمران نے سائیڈ پر پہنچ کر گراڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران کے باقی ساتھی بھی اس کے ساتھ موجود تھے۔

''گریٹ لینڈ کی ایجنٹ ڈیمی ہسپتال سے فلاور کالونی شفٹ ہو چکی ہے۔ اس نے ہسپتال میں ایک آدمی راڈ سے ملاقات کی اور

اس راڈ نے اسے بعد میں سائیلنسر لگا لوڈڈ مشین پسٹل مہیا کیا
تھا''...... گراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈیمی کی نیت ٹھیک نہیں ہے لیکن
وہ تو چل پھر نہیں سکتی تھی پھر اس صورت حال میں وہ کیا کر سکتی
ہے''...... عمران نے کہا۔

''ایک بات اور جناب ۔ راڈ کے آدمیوں نے کالنگا سے گریٹ
لینڈ کے لئے فلائٹ چارٹرڈ کرائی ہے جس میں ایک مریض کو بھی
ساتھ لے جانے کا کہا گیا ہے اور فلائٹ کا وقت ڈیڑھ بجے رکھا
گیا ہے اور یہ فلائٹ انٹرنیشنل چارٹرڈ کمپنی کی ہے۔ جبکہ آشا رائے
نے ڈھائی بجے کی فلائٹ چارٹرڈ کرائی ہے اور یہ فلائٹ کالنگا
چارٹرڈ کمپنی سے کافرستان کے لئے چارٹرڈ کرائی گئی ہے اور اس
میں دو مریضوں کو بھی لے جانے کی اجازت لی گئی ہے''...... گراڈ
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''فلاور کالونی کی کس نمبر کی کوٹھی میں یہ لوگ موجود ہیں''......
عمران نے پوچھا۔

''فلاور کالونی کی کوٹھی نمبر ایٹی ون''...... گراڈ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

''کیا وہاں یہ سب اکٹھے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''لیس سر''...... گراڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہاں حفاظت کا کیا انتظام ہے اور کوٹھی کے اندر کتنے افراد

ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''دو تین تربیت یافتہ افراد اندر رہ کر کوٹھی کی حفاظت کر رہے
ہیں۔ ان کے علاوہ آشا رائے، ڈیمی، راجیش اور اس کے دو ساتھی
ہو سکتا ہے ایک دو ملازم بھی ہوں''...... گراڈ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

''اس کوٹھی کی حفاظت کے لئے کوئی سائنسی انتظامات بھی کئے
گئے ہیں یا نہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''اس بارے میں کوئی معلومات نہیں ہیں''...... گراڈ نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ابھی ڈیڑھ بجنے میں کافی وقت ہے اس لئے یہاں
رک کر ان کا انتظار کرنے کی بجائے براہ راست وہاں جا کر
معاملات کو ایڈجسٹ کرنا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ وہاں ہمیں اندر جانا ہوگا۔ اگر باہر رہ کر
انتظار کرنا ہے تو وہ یہاں بھی کیا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''وہاں گڑبڑ ہو سکتی ہے۔ آشا رائے نے ڈھائی بجے کی فلائٹ
بک کرائی ہے جبکہ ڈیمی نے ڈیڑھ بجے کی فلائٹ بک کرائی ہے
اور ڈیمی کو سائیلنسر لگا مشین پسٹل مہیا کیا گیا ہے۔ ان باتوں سے
یقینی طور پر یہ اندزہ لگایا جا سکتا ہے کہ ڈیمی کی نیت ٹھیک نہیں۔ وہ
شاید آشا رائے، راجیش اور اس کے ساتھیوں کو ختم کر کے
ڈاکٹر وحید کو گریٹ لینڈ لے جانا چاہتی ہے اور یہ کام وہ اکیلی نہیں

کر سکتی لازماً اس کے اور ساتھی بھی وہاں موجود ہوں گے اس لئے اب سارا کھیل ایئر پورٹ کی بجائے وہیں کوٹھی پر ہی کھیلا جائے گا اور ہم اس وقت کھیل میں داخل ہوں گے جبکہ پردہ گر چکا ہو گا''...... عمران نے کہا تو اس بار صفدر سمیت اس کے سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک جدید ماڈل کی سٹیشن ویگن میں سوار ایئر پورٹ سے باہر آ رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر گراڈ جبکہ فرنٹ سیٹ پر جولیا اور صالحہ دونوں بیٹھی ہوئی تھیں اور عمران، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر چاروں عقبی سیٹوں پر موجود تھے۔

''عمران صاحب اگر انہوں نے ایئر پورٹ کی نگرانی کرائی ہو گی تو ہماری آمد کی اطلاع انہیں پہلے ہی مل جائے گی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ ہم نے ان کے ڈر سے کام تو نہیں چھوڑ دینا''...... عمران سے پہلے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''اگر کوٹھی کے باہر مسلح افراد موجود ہوئے تو''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم گھیرا توڑ کر آگے بڑھ جائیں گے''...... تنویر نے ایک بار پھر اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تنویر تم خاموش نہیں رہ سکتے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ابھی ہم

راستے میں ہیں''...... جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سوری''...... تنویر نے اپنی عادت کے مطابق فوراً معذرت کرتے ہوئے کہا تو عمران سمیت باقی ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک گنجان آباد کالونی میں پہنچ گئے۔

''وہ سامنے ریڈ کلر کی کوٹھی ایٹی ون ہے جناب''...... گراڈ نے ایک جدید اسٹائل کی کوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''قریب کوئی پبلک پارکنگ ہو تو وہاں ویگن روک دو''...... عمران نے کہا اور گراڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کوٹھی سے کچھ فاصلے پر واقع ایک پبلک پارکنگ میں گراڈ نے ویگن روک دی تو عمران اور اس کے ساتھی ویگن سے باہر آ گئے اور پھر وہ پیدل کوٹھی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کوٹھی کا نہ صرف پھاٹک بند تھا بلکہ اس کی چار دیواری بھی دیگر کوٹھیوں سے کافی بلند تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے چار دیواری کی بجائے قلعے کی فصیل بنائی گئی ہو۔

''اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جائے''...... صفدر نے کہا۔

''اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ فصیل نما دیواریں دن کے وقت کراس نہیں کی جا سکتیں اور رات تک انتظار کیا نہیں جا سکتا کیونکہ تب تک چڑیاں کھیت چگ چکی ہوں گی''...... عمران نے کہا۔

''پھر کیا یہیں کھڑے کوٹھی کو دیکھتے رہیں۔ چلو کال بیل دے کر

جیسے ہی پھاٹک کھلے ہم اندر داخل ہو جائیں اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... تنویر نے کہا۔

''تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو تنویر کا چہرہ پھول کی طرح کھل اٹھا۔

''لیکن اندر ڈاکٹر وحید صاحب بھی ہوں گے یہ لوگ انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا دیں''...... صالحہ نے کہا۔

''وہ اپنی جانیں بچائیں گے یا ڈاکٹر وحید کو ہلاک کریں گے۔ آؤ یہاں کھڑے رہنے سے کچھ نہیں ہو گا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہمیں گٹر لائن چیک کرنی ہو گی اس طرح کھلے عام اندر داخل ہوئے تو چند افراد کو ہی مار سکیں گے اور مقابلے میں ہم بھی مارے جا سکتے ہیں کیونکہ یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں یہ اچھا پلان ہے''...... اس بار جولیا نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

''آؤ چلو ہمیں کوٹھی کے عقب میں جانا ہو گا''...... عمران نے کہا اور پھر وہ وقفہ دے کر ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے سائیڈ روڈ سے گزر کر کوٹھی کے عقبی طرف پہنچ گئے۔ یہاں بین الاقوامی سینڈرڈ کے مطابق چوڑی گلی موجود تھی جس میں ایک شیڈ اور چار بڑے بڑے کوڑا کرکٹ کے ڈرم بھی موجود تھے۔ شیڈ کے نیچے

صفائی کرنے والوں کا سامان موجود تھا جو گٹر لائنوں کی صفائی کے کام آتا تھا۔ عمران نے جھک کر گٹر ہول کے اوپر موجود فولادی ڈھکن کو ایک جھٹکے سے اٹھا کر ایک طرف کیا اور پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تاکہ گٹر لائن میں موجود زہریلی گیس نکل جائے۔ دہانہ کھلنے سے تیز بو ہر طرف پھیل گئی تھی لیکن یہ بو آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی تھی۔

''آؤ اب''...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر وہ گٹر کے اندر لگی ہوئی سیڑھی پر پیر رکھتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا۔ گٹر کے اندر ابھی تک بو موجود تھی لیکن وہ بہرحال قابل برداشت تھی۔ عمران کے بعد صفدر اور سب سے آخر میں صالحہ نیچے اتری جبکہ عمران کے کہنے پر گٹر کے دہانے کو اسی طرح کھلا چھوڑ دیا گیا تاکہ اندر موجود بو بھی ختم ہو جائے اور پھر گٹر لائن کی سائیڈ پر چلتے ہوئے وہ کوٹھی کے اندرونی حصے کی طرف بڑھتے چلے گئے پھر ایک اور گٹر ہول کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔

''یہ کوٹھی کے اندر ہے''...... عمران نے کہا اور گٹر کے ساتھ موجود لوہے کی سیڑھی پر چڑھتا ہوا وہ اوپر پہنچا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر گٹر کا ڈھکن اٹھا کر سائیڈ پر اس طرح آہستہ سے رکھا کہ کوئی آواز پیدا نہ ہو۔ اس کے بعد گٹر کے دہانے سے سر باہر نکالنے ہی لگا تھا کہ اس کے کانوں میں دور سے آتی ہوئی قدموں کی آواز پڑی۔ کوئی بھاگتا ہوا دہانے کی طرف آ رہا تھا اور

ساتھ ہی کون ہے۔ کون ہے بھی کہہ رہا تھا۔ عمران نے سر دہانے
سے باہر نکالا تو کچھ دور سے ایک آدمی ہاتھ میں مشین پسٹل پکڑے
دوڑتا ہوا گٹر کے دہانے کی طرف آتا دکھائی دیا۔ عمران کو دیکھتے ہی
اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل عمران پر تان لیا۔

''سیوریج کلینرز۔ سیوریج کلینرز''...... عمران نے دونوں ہاتھ باہر
نکال کر انہیں اوپر کی طرف اٹھاتے ہوئے بڑے خوف زدہ سے
لہجے میں کہا تو دوڑ کر آنے والا آدمی رک گیا۔ اس کے چہرے پر
موجود وحشت یکلخت اطمینان میں تبدیل ہو گئی۔

''لیکن یہ کیا طریقہ ہے سیوریج کلینگ کا''...... اس آدمی نے
اس بار نارمل انداز میں چل کر گٹر کی طرف آتے ہوئے کہا۔

''ہمارا تو یہی طریقہ ہے جناب''...... عمران نے ایک سیڑھی اوپر
چڑھتے ہوئے کہا۔ اس نے دونوں ہاتھ ویسے ہی اوپر کی طرف اٹھا
رکھے تھے جیسے ہینڈز اپ ہو رہا ہو۔

''اپنا کارڈ دکھاؤ''...... آنے والے نے قدرے سخت لہجے میں
کہا۔

''لیں سر''...... عمران نے قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور ایک
سیڑھی اور اوپر چڑھ گیا۔ اس کے ساتھی نیچے خاموش کھڑے شاید
سچویشن کا اندازہ لگا رہے تھے۔ عمران کا آدھے سے زیادہ جسم
جب گٹر ہول کے سوراخ سے باہر آ گیا تو عمران نے یکلخت جھک
کر اپنے دونوں ہاتھ اپنے سامنے زمین پر رکھے اور دوسرے لمحے

اس کا جسم ایک قوس کی صورت میں اڑتا ہوا سامنے کچھ فاصلے پر
موجود اس آدمی کی طرف بڑھا اور اس کے دونوں پیر پوری قوت
سے اس آدمی کے سینے سے ٹکرائے اور وہ چیختا ہوا اچھل کر پشت
کے بل نیچے زمین پر گرا اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا مشین پسٹل بھی
نکل کر ایک طرف جا گرا جب کہ عمران نے ضرب لگانے کے بعد
ہوا میں ہی جسم کو پلٹا اور دوسرے لمحے وہ اپنی ٹانگوں پر کھڑا تھا۔ یہ
سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا کہ وہ آدمی شاید سچویشن کو سمجھ ہی
نہ سکا تھا اور عمران کو چونکہ معلوم تھا کہ کوٹھی میں اور افراد بھی موجود
ہیں اس لئے اس نے دانستہ اس آدمی کے سینے پر پیر اس انداز میں
مارے تھے کہ ایک زور دار ضرب اس کے دل پر لگی تھی جس کی وجہ
سے وہ آدمی ایک بار چیخ کر ہی دوبارہ چیختا تو ایک طرف سسک
بھی نہ سکا تھا اور فوراً بے ہوش ہو گیا تھا۔ عمران تیزی سے گٹر کے
دہانے کی طرف بڑھ گیا۔

''آ جاؤ جلدی''...... عمران نے گٹر کے دہانے کے اندر منہ کر
کے اونچی آواز میں کہا اور پھر مڑ کر اس طرف بڑھ گیا جدھر اس
آدمی کا مشین پسٹل پڑا ہوا تھا۔ وہ آدمی اب بے حس و حرکت
ہوا تھا۔ عمران مشین پسٹل اٹھا کر تیزی سے سائیڈ گلی کی طر
گیا۔ جہاں سے کوٹھی کے فرنٹ پر پہنچا جا سکتا تھا۔ گلی
کر وہ رک گیا البتہ اس کی نظریں سامنے لگی ہوئی تھی
اس راستے سے عقب میں آئے تو اسے سنبھلا جا

ایک چیخ تو اس آدمی نے ماری تھی اور چیخ کی آواز فرنٹ تک بھی پہنچی ہو گی لیکن جب ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی اس کے پاس پہنچ گئے اور اس دوران کوئی وہاں نہ آیا تو عمران نے انہیں آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور وہ محتاط انداز میں دیوار کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے فرنٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اچانک درمیان میں پہنچ کر عمران رک گیا۔

''کیا ہوا''...... اس کے پیچھے موجود صفدر نے رکتے ہوئے کہا۔

''عقبی طرف جو آدمی بے ہوش پڑا ہے اس کی گردن کی ہڈی توڑ دو۔ وہ کسی وقت بھی ہوش میں آ کر ہمارے لئے موت کا باعث بن سکتا ہے''...... عمران نے آہستہ سے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور قطار سے نکل کر وہ محتاط انداز میں چلتا ہوا عقبی طرف کو بڑھتا چلا گیا جب کہ عمران نے ایک بار پھر ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ دیوار کے آخری حصے پر پہنچ کر رک گئے۔ اسی لمحے انہیں پھاٹک کھلنے اور کسی گاڑی کے اندر داخل ہونے کی آواز سنائی دی تو عمران نے سر نکال کر باہر دیکھا تو ایک بڑی سی گاڑی پھاٹک سے اندر داخل ہو کر پورچ کی طرف بڑھ رہی تھی جہاں ایک کار پہلے سے موجود تھی۔ آنے والی گاڑی پورچ میں خالی جگہ رک گئی۔ اسی لمحے پھاٹک بند کر کے ایک آدمی اس گاڑی کی طرف بڑھا۔ آنے والی گاڑی کا ڈرائیور نیچے اترا اور اس نے عقبی طرف سے گاڑی کا بڑا دروازہ

کھولا اور ایک وہیل چیئر کو گاڑی سے نیچے اتارا اور پھر فرنٹ سیٹ پر بیٹھی گریٹ لینڈ نژاد عورت کو وہیل چیئر پر بیٹھنے میں مدد کی۔ اس عورت نے بلیک کلر کی لیڈیز جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ عمران اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ ڈیمی ہے۔ گریٹ لینڈ نژاد ایجنٹ جسے ہسپتال داخل کرایا گیا تھا اور اب یقیناً اسے ہسپتال سے یہاں لایا گیا تھا اور وہاں موجود دونوں آدمی اب ڈیمی کی وہیل چیئر کو دھکیلتے ہوئے عمارت کی مغربی طرف کو بڑھتے چلے گئے پھر برآمدے میں پہنچ کر وہ عمران کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

''آؤ۔ وہیل چیئر پہنچا کر دونوں آدمی واپس آئیں گے۔ پہلے ان دونوں کا خاتمہ ضروری ہے پھر آگے دیکھیں گے''...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دی۔ اسی لمحے صفدر بھی اپنا کام مکمل کر کے واپس آ گیا اور پھر وہ سب دبے قدموں چلتے ہوئے پھاٹک کے ساتھ بنے ہوئے گارڈز روم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ وہاں پہنچ کر وہ سب ایک بار پھر دیوار کے ساتھ لگ کر اوٹ میں کھڑے ہو گئے۔ عمران کی نظریں عمارت کے فرنٹ پر لگی ہوئی تھیں اور پھر کچھ دیر بعد اسے برآمدے سے اتر کر وہی دونوں آدمی پھاٹک کی طرف آتے دکھائی دیئے تو اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے عقب میں موجود اپنے ساتھیوں کو ایکشن میں آنے کا مخصوص اشارہ کیا۔

''ہم نے ان دونوں کا اس طرح خاتمہ کرنا ہے کہ ان کے حلق

سے معمولی سی بھی آواز نہ نکلے اور یہ کام تنویر اور کیپٹن شکیل نے سر انجام دینا ہے''...... عمران نے مڑ کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور عقب میں موجود کیپٹن شکیل اور تنویر دونوں الرٹ ہو گئے۔ دونوں آدمی گارڈ روم کے عقبی طرف آنے کی بجائے گارڈ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گئے تو عمران نے اشارہ کیا تو تنویر اور کیپٹن شکیل پنجوں کے بل دوڑتے ہوئے آگے بڑھے اور چند لمحوں بعد گھٹی گھٹی سی آوازوں کے ساتھ کسی کے نیچے گرنے کی آوازیں سنائی دی اسی لمحے عمران بھی وہاں پہنچ گیا۔ دونوں آدمی فرش پر پڑے آہستہ آہستہ تڑپ رہے تھے۔ ان دونوں کی گردنیں توڑ دی گئی تھیں اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دونوں کے جسم ساکت ہو گئے۔ ان دونوں کے چہرے پر حیرت کے تاثرات جیسے منجمد ہو کر رہ گئے تھے اور ایسا ہونا بھی تھا کیونکہ وہ یہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ ان پر اس انداز میں اچانک حملہ بھی ہوسکتا ہے کیونکہ قلعے کی فصیلوں جیسی اونچی دیواروں اور عقبی طرف اپنے مسلح ساتھی کی موجودگی کی وجہ سے وہ پوری طرح مطمئن تھے کہ ان پر اچانک حملہ نہیں ہوسکتا لیکن ایسا ہوگیا اس لئے حیرت کا تاثر ان کے ذہن میں اس شدت سے ابھرا کہ حیرت کے تاثرات ان کے چہرے پر جیسے ثبت سے ہو کر رہ گئے تھے۔

''انہیں اٹھا کر عقبی طرف ڈال دو جلدی کرو''...... عمران نے کہا اور خود گارڈ روم کے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن گارڈ روم

خالی تھا۔ دونوں ہلاک شدگان کو کیپٹن شکیل اور تنویر نے اٹھا کر گارڈ روم کی عقبی طرف رکھ دیا اور پھر وہ سب بڑے محتاط انداز میں عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ کونے کے ایک کمرے کے کھلے دروازے سے انسانی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اس لئے عمران اور اس کے ساتھی اسی طرف بڑھ گئے اور پھر جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچے اندر سے سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں ناٹران میز کے پیچھے موجود کرسی پر بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ناٹران نے ایک نظر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ناٹران نے کہا۔

''کالنگا سے اکرام بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے''...... ناٹران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''باس عجیب خبریں ہیں۔ آشا رائے نے چیف شاگل کو اطلاع دی تھی کہ وہ پاکیشیا سے سائنسدان ڈاکٹر وحید کو اغوا کر کے گریٹ لینڈ نژاد ایجنٹ ڈیبی کے ساتھ چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے آ رہی تھی کہ راستے میں ڈیبی نے آشا رائے پر اس لئے حملہ کر دیا کہ وہ

سائنس دان کو گریٹ لینڈ لے جانا چاہتی تھی اور ڈیبی کے آدمیوں نے بھی غداری کی تھی اور فلائٹ کافرستان کی بجائے گریٹ لینڈ کے لئے بک کرائی تھی لیکن لڑائی میں آشا رائے کے مقابلے میں ڈیبی زخمی ہو کر ناکارہ ہو گئی۔ یہ رپورٹ ملنے پر چیف شاگل حرکت میں آ گیا اور اس نے کالنگا میں موجود اپنے آدمیوں کو آگے کر دیا اور پھر آشا رائے بے ہوش سائنس دان اور زخمی ڈیبی کو کالنگا میں ہی ڈراپ کرا لیا اور خالی فلائٹ کو شیڈول کے مطابق گریٹ لینڈ بھجوا دیا گیا۔ آشا رائے کو کالنگا کی ایک رہائش گاہ میں بے ہوش سائنس دان سمیت بھجوا دیا گیا اور کافرستانی ایجنٹ اس کوٹھی کی نگرانی پر مامور کر دیئے گئے''...... دوسری طرف سے اکرام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے موجودہ سچویشن اور چارٹرڈ کرائی جانے والی دونوں فلائٹس کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی۔

''چارٹرڈ فلائٹس کی تفصیل تم نے معلوم کی ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''یس سر ایک فلائٹ کافرستان کے لئے بک کرائی گئی ہے۔ جس کا وقت روانگی دوپہر ڈھائی بجے ہے۔ اس میں آشا رائے، ڈیبی، راجیش اور اس کے ساتھی پرکاش اور شکنتلا اور ان کے ساتھ دو مریضوں نے جانا ہے''...... اکرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دوسری فلائٹس کے بارے میں کیا تفصیل ہے''...... ناٹران نے پوچھا۔

''دوسری فلائٹ گریٹ لینڈ کے ایجنٹ نے گریٹ لینڈ کے لئے بک کرائی ہے۔ اس کی روانگی کا وقت ڈیڑھ بجے دوپہر ہے۔ اس میں وہیل چیئر پر ایک عورت اور ایک مریض کو گریٹ لینڈ لے جایا جائے گا''...... اکرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ ڈیمی سائنس دان کو گریٹ لینڈ لے جانے کے لئے پلاننگ کر چکی ہے لیکن سائنس دان تو اس کے قبضے میں نہیں ہے پھر وہ کیا کرے گی''...... ناٹران نے خود کلامی کے سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں سوچ کے ساتھ ساتھ حیرت کا تاثر بھی نمایاں تھا۔

''سر میرا خیال ہے کہ ڈیمی کے آدمی کوٹھی پر حملہ کریں گے اور وہاں سے سائنس دان کو نکال کر ایئر پورٹ لے جائیں گے اور وہاں سے وہ چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے گریٹ لینڈ نکل جائیں گے''...... اکرام نے کہا۔

''ہاں تمہاری بات درست ہو سکتی ہے اس لئے تمہیں اپنے ساتھیوں سمیت ایئر پورٹ پر نگرانی کرنی چاہئے جیسے ہی یہ لوگ وہاں پہنچیں تو سائنس دان کو اپنے قبضے میں لے لینا باقی افراد اگر زندہ رہ سکیں تو رہنے دینا ورنہ سائنس دان ہمارے لئے ان کی جانوں سے زیادہ قیمتی ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... اکرام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کوٹھی کی بھی نگرانی کراؤ جہاں راجیش اور آشا رائے اکٹھے ہو رہے ہیں اور جہاں ڈیمی یا اس کے ساتھی بھی حملہ کر سکتے ہیں سائنس دان پر قبضے کے لئے''...... ناٹران نے کہا۔

''او کے سر۔ لیکن وہاں مریضوں کی تعداد دو ہے ان دو میں سے ہمارا آدمی کون ہے اور ہم اسے کیسے پہچانیں گے''...... اکرام نے کہا۔

''یہ تو مجھے بھی معلوم نہیں ہے کہ دوسرا آدمی کون ہے بہر حال ہمیں اب ان دونوں پر قبضہ کرنا ہو گا پھر پاکیشیا پہنچ کر دونوں کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''اس کے لئے تو باقاعدہ ان کافرستانی اور گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں سے لڑنا پڑے گا اس لئے اگر آپ کروم کو کہہ دیں تو پھر سارا کام درست انداز میں ہو جائے گا۔ کروم کا گروپ کالنگا کا سب سے منظم گروپ ہے''...... اکرام نے کہا۔

''او کے میں اسے کہہ دیتا ہوں تم ایک گھنٹے بعد اسے کال کر لینا''...... ناٹران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ناٹران بول رہا ہوں کافرستان سے کروم سے بات کراؤ''۔ ناٹران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''سوری جناب وہ کسی میٹنگ میں گئے ہیں۔ واپسی کا بھی علم

نہیں اور ان سے رابطہ بھی نہیں ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''جیسے ہی وہ آئے اسے میرے بارے میں بتانا اور اسے کہنا کہ وہ مجھے فوراً فون کرے اس کے فائدہ کا کام ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''او کے جناب''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ناٹران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا ہی تھا کہ اچانک ایک خیال آتے ہی اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ناٹران عرض کر رہا ہوں چیف''...... ناٹران نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا رپورٹ ہے''...... ایکسٹو نے اپنے مخصوص لہجے اور انداز میں کہا تو ناٹران نے کالنگا میں موجود ایجنٹوں کی طرف سے ملنے والی رپورٹ تفصیل سے بتا دی۔

''عمران ٹیم کے ساتھ کالنگا روانہ ہو چکا ہے۔ وہ کالنگا میں خود ہی کارروائی کرے گا۔ البتہ اگر ٹیم کو کافرستان جانا پڑا تو تم نے ٹیم کی امداد کرنی ہے۔ عمران خود ہی تم سے رابطہ کرے گا''...... چیف ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف حکم کی تعمیل ہو گی''...... ناٹران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے بغیر مزید کچھ کہے رابطہ ختم کر دیا گیا تو ناٹران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب اگر بروقت پہنچ گئے تو کالنگا میں ہی مشن مکمل ہو جائے گا۔ کافرستان آنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی''...... ناٹران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تاکہ کالنگا میں موجود اکرام کو مزید کسی قسم کی کارروائی سے روک دے۔

سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔ وہیل چیئر پر بیٹھی ہوئی ڈیمی کے ہاتھوں میں موجود سائیلنسر لگے پسٹل سے فائرنگ ہوئی تھی اور آشا رائے اور پرکاش دونوں چیختے ہوئے فرش پر گرے ہی تھے کہ راجیش کی ٹانگ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اس سے پہلے کہ ڈیمی راجیش اور شکنتلا پر فائر کھولتی وہ وہیل چیئر سمیت۔اڑتی ہوئی ایک زور دار دھماکے سے عقبی دیوار سے ٹکرائی اور اس کے ہاتھ سے نکل کر ہوا میں اڑتا ہوا سائیلنسر لگا مشین پسٹل ہوا میں ہی شکنتلا نے جھپٹ لیا اور دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرتی ہوئی ڈیمی ابھی سنبھل نہ سکی تھی کہ کمرہ ایک بار پھر سٹک سٹک کی آواز اور ڈیمی کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا اور وہ چند لمحے تک تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئی۔

''یہاں دیکھو الماری میں میڈیکل باکس ہو گا۔ جلدی کرو''......

راجیش نے چیخ کر شکنتلا سے کہا اور خود وہ زمین پر پڑے تڑپتے ہوئے پرکاش اور آشا رائے پر جھک گیا۔ پرکاش کے سینے پر کئی گولیاں لگی تھیں جبکہ آشا رائے کے بازو میں۔ ڈیمی کا نشانہ آشا رائے تھی اس لئے سائیڈوں میں موجود راجیش اور شکنتلا دونوں بچ گئے تھے۔

''یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ سب کس نے کیا ہے''...... فرش پر تڑپتی آشا رائے نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''لیٹی رہو۔ لیٹی رہو۔ تمہارے بازو میں گولی لگی ہے اور سائیڈ سے نکل بھی گئی ہے تم ٹھیک ہو''...... راجیش نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ پرکاش کی طرف متوجہ ہوا لیکن دوسرے لمحے اسے یہ دیکھ کر زور دار جھٹکا لگا کہ پرکاش ختم ہو چکا تھا۔

اسی لمحے شکنتلا الماری سے میڈیکل باکس نکال کر راجیش کی طرف مڑی اور اس نے باکس کو راجیش کے قریب فرش پر رکھا ہی تھا کہ یکلخت انہیں اپنے عقب میں سٹک کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی نامانوس سی تیز بو بھی محسوس ہوئی۔ پھر اس سے پہلے کہ راجیش اور شکنتلا اس صورت حال کو سمجھتے ان کے ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے پھر جیسے انتہائی تاریکی میں کوئی جگنو چمکتا ہے اس طرح راجیش کے ذہن میں بھی جگنو بار بار چمکنے لگا اور پھر آہستہ آہستہ تاریکی پر روشنی غالب آ گئی۔ پھر جیسے ہی اسے مکمل طور

پر ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ ایک بڑے کمرے میں دیوار کے ساتھ رکھی ہوئیں تین کرسیوں میں سے ایک پر وہ خود دوسری پر آشا رائے اور تیسری پر شکنتلا موجود تھی۔ ان تینوں کو رسیوں سے باندھا گیا تھا۔

آشا رائے کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور آشا رائے اور شکنتلا دونوں ہوش میں آنے کے پراسس سے گزر رہی تھیں۔ جب کہ سامنے کچھ فاصلے پر بھی تین کرسیاں موجود تھیں۔ جن میں سے درمیان والی کرسی پر ایک مرد اور سائیڈوں والی کرسیوں پر دو عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں جن میں سے ایک سوئس نژاد تھی جب کہ دوسری مقامی تھی۔

''تمہارا نام کیا ہے اور یہ دونوں خواتین کون ہیں۔ کیا تم اپنا تعارف کراؤ گے''...... اس مرد نے راجیش سے مخاطب ہو کر کہا۔ راجیش کے ذہن میں اس مرد کا چہرہ موجود تھا لیکن اسے اس کی شناخت یاد نہ آ رہی تھی اس لئے وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

''پہلے تم بتاؤ تمہارا نام کیا ہے اور تم یہاں کیسے پہنچ گئے ہو''۔ راجیش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ کی انگلیاں عقب میں بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ کو تلاش کرنے میں مصروف تھیں پھر اچانک اس کے ذہن میں مسرت کی لہریں سی دوڑ گئیں کیونکہ نہ صرف وہ گانٹھ مل گئی تھی بلکہ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ گانٹھ کس انداز میں لگائی گئی ہے۔ یہ خصوصی گانٹھ تھی جس کے

بارے میں تربیت یافتہ افراد ہی جانتے تھے۔

''چلو ٹھیک ہے۔ میں اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کرا دیتا ہوں۔ میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور میرے دائیں طرف جو خاتون بیٹھی ہے اس کا نام جولیانا فٹز واٹر ہے یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے اور یہ بائیں طرف جو خاتون بیٹھی ہے اس کا نام صالحہ ہے اور یہ بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہے''...... اس آدمی نے بڑے سکون اور اطمینان سے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ آشا رائے اور شکنتلا بھی اس دوران ہوش میں آ چکی تھیں اور ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ راجیش جو کافی دیر تک کوشش کے باوجود عمران کو پہچان نہ پایا تھا عمران کے تعارف کرنے پر اسے پہچان گیا۔

''اب تم اپنا تعارف کراؤ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا کرو گے ہمارے نام جان کر۔ تم نے ہمیں گولی مارنی ہے مار دو''...... راجیش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہیں گولی مارنا ہی مقصود ہوتا تو بے ہوشی کے دوران ہی تمہارا خاتمہ کیا جا سکتا تھا اور ایسی صورت میں آشا رائے کے زخم کی ڈریسنگ کرنے کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ مجھے معلوم ہے کہ تم تینوں کا تعلق کافرستان سیکرٹ سروس سے ہے اس لحاظ سے تم ہمارے ہم پیشہ ہو اور لڑائی کے دوران اگر تم مارے جاتے تو مارے جاتے لیکن

تم پر قابو پا لینے کے بعد تمہیں گولی مارنا میرے نزدیک ٹھیک نہیں ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم نے ہمیں یہاں باندھ کیوں رکھا ہے''...... راجیش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تاکہ تم سے معلوم کرسکوں کہ پاکیشیا سے ڈاکٹر وحید اور اس کے اسسٹنٹ راحیل کو اغوا کرنے میں کس کس نے تمہاری مدد کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب یہ اسسٹنٹ راحیل کون ہے''...... راجیش نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم نے دو گروپوں کی صورت میں مشن مکمل کیا اور ہر ایک گروپ اپنے طور پر ڈاکٹر وحید کو ہی لے آیا ہے۔ یہاں دونوں اکٹھے موجود ہیں ان میں سے ایک ڈاکٹر وحید اور دوسرا ان کا اسسٹنٹ راحیل ہے۔ بہرحال یہ دونوں اب واپس جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''سنو میری بات سنو۔ میرا نام آشا رائے ہے اور میں کافرستان سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہوں جیسے تم اپنی ساتھی کے بارے میں بتا رہے تھے۔ میں اور ڈیمی اکٹھے تھے جبکہ راجیش جو کہ سیکرٹ سروس کے سپر گروپ کا انچارج ہے اپنے ساتھیوں پرکاش اور شکنتلا کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ ہم واقعی نہ صرف تمہارے ہم پیشہ ہیں بلکہ

ہمارے عہدے بھی بڑے ہیں۔ تم بے شک اپنے ڈاکٹرز کو واپس لے جاؤ لیکن ہمیں چھوڑ دو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اس مشن پر دوبارہ کام نہیں کریں گے''...... آشا رائے نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''چھوڑ دوں گا لیکن پہلے اپنے اپنے گروپ کی کارکردگی کے بارے میں بتاؤ کہ وہاں پاکیشیا میں تمہارے مشن کی تکمیل کے لئے کس نے تمہاری مدد کی تھی''...... عمران نے کہا۔

''میرے گروپ کا سارا کام ڈیمی کے ایجنٹوں نے کیا تھا۔ طیارہ بھی انہوں نے بک کرایا تھا اور سائنس دان کو بھی ان کی مدد سے اٹھایا گیا تھا۔ میں اس لئے پیچھے ہٹ گئی تھی کہ چیف شاگل نے مجھے مشن پر کام کرنے سے منع کر دیا تھا''...... آشا رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں نے تمام کام کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... آشا رائے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ راجیش اب تم بتاؤ''...... عمران نے راجیش سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سوری تم ہمیں مارنا چاہتے ہو مار دو لیکن میں اپنے ملک سے غداری نہیں کر سکتا''...... راجیش نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

اگرچہ وہ بڑی پیچیدہ سی گانٹھ ہونے کے باوجود اسے کھول لینے میں

کامیاب ہو چکا تھا لیکن رسیاں ہٹانے کے لئے وہ چند لمحے مزید چاہتا تھا کیونکہ اس نے بین الاقوامی سطح پر گانٹھیں لگانے اور کھولنے کا باقاعدہ کورس کیا ہوا تھا اس لئے یہ گانٹھ جسے کرو جوائنٹ کہا جاتا تھا بے حد پیچیدہ سمجھی جاتی تھی اور خصوصی تکنیک معلوم نہ ہو تو ایسی گانٹھ کسی صورت نہیں کھولی جا سکتی تھی۔

''او کے ہم جا رہے ہیں۔ ہم خود ہی سب معلوم کر لیں گے تم اگر گانٹھیں کھول لو گے تو زندہ بچ جاؤ گے اور اگر نہ کھول سکے تو پھر تمہاری قسمت''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ایسی دردمندی کا کیا فائدہ انہیں گولی مارو اور نکل چلو''۔ سوئس نژاد لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں لڑائی میں یہ مارے جاتے تو اور بات تھی آؤ اب بھی یہ رہا نہ ہو سکیں گے''...... عمران نے باہر جانے کے لئے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا تو راجیش جو موقع چاہتا تھا وہ اسے مل گیا۔ اس نے چند لمحے مزید صبر کیا تاکہ دونوں لڑکیاں بھی دروازے کی طرف مڑ جائیں اور پھر جیسے ہی وہ دونوں مڑیں راجیش کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور اپنے آپ کو رسیوں سے آزاد کر کے اس نے کسی بھوکے عقاب کی طرح دروازے کی طرف جاتے ہوئے عمران پر حملہ کر دیا۔

وہ اڑتا ہوا عمران کی طرف بڑھا تو عمران شاید چھٹی حس کے تحت مڑا ہی تھا کہ راجیش کے سر کی ٹکر پوری قوت سے اس کے

سینے پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے گھومتی ہوئیں عمران کی دونوں ساتھی عورتوں سے اس قوت سے ٹکرائیں کہ دونوں کے حلق سے چیخیں نکل گئیں اور کمرہ ایک بار پھر انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت فلاور کالونی کی کوٹھی کے ایک کمرے کے کھلے دروازے کے پاس موجود تھا جب کمرے سے سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر ایک زور دار دھماکے کی آواز سنائی دی جیسے کوئی بھاری چیز کسی دیوار سے پوری قوت سے ٹکرائی ہو اور اس کے ساتھ ہی ایک اور نسوانی چیخ سنائی دی۔ اسی لمحے ایک بار سٹک سٹک اور نسوانی چیخیں سنائی دیں اور پھر خاموشی طاری ہوگئی۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ سب کس نے کیا ہے"...... ایک رندھی ہوئی کربناک نسوانی آواز چند لمحوں بعد سنائی دی۔

"لیٹی رہو۔ لیٹی رہو۔ تمہارے بازو میں گولی لگی ہے اور سائیڈ سے نکل بھی گئی ہے۔ تم ٹھیک ہو"...... ایک چیختی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی اور عمران نے تیزی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں گیس

پسٹل موجود تھا عمران نے پسٹل کا رخ اندر کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ پسٹل کی نال سے نیلے رنگ کا ایک کیپسول نکل کر کمرے کے اندر فرش پر گرا اور سٹک کی آواز سنائی دی پھر چند لمحوں بعد اندر کسی کے گرنے کی آواز سنائی دیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔

"تم باقی کوٹھی کو چیک کرو"...... عمران نے صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر سے کہا تو وہ تینوں مڑ کر برآمدے کی طرف بڑھ گئے جبکہ عمران، صالحہ اور جولیا تینوں کمرے سے باہر سانس روک کر کھڑے تھے۔ انہیں معلوم تھا اندر بے ہوش کر دینے والی تیز گیس پھیلی ہوئی ہو گی اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران نے سانس لیا اور بو محسوس نہ ہونے پر تیز تیز سانس لینے لگا۔ جولیا اور صالحہ بھی زور زور سے سانس لینے لگیں۔ پھر عمران اندر داخل ہوا تو جولیا اور صالحہ بھی اندر داخل ہوگئیں کمرے میں گیس کی ہلکی سی بو موجود تھی لیکن وہ قابل برداشت تھی۔ کمرے میں تین عورتیں اور دو مرد بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ ایک لڑکی کے بازو سے خون بہہ رہا تھا ساتھ ہی ایک میڈیکل باکس بھی موجود تھا جبکہ ایک لڑکی باکس کے ساتھ ہی فرش پر پڑی ہوئی تھی وہ زخمی نہ تھی جبکہ دیوار کے ساتھ ایک وہیل چیئر الٹی پڑی ہوئی تھی ساتھ ہی گریٹ لینڈ نژاد ایک عورت پڑی تھی اسے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا تھا۔ فرش پر دو مرد بھی پڑے تھے۔ ایک مرد سینے پر گولی کھانے کے بعد ہلاک ہو چکا تھا جبکہ دوسرا میڈیکل باکس کے پاس ہی بے ہوش پڑا تھا۔

''میں باقی ساتھیوں کے ساتھ مل کر کوٹھی کو چیک کرتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا ضرورت ہے ایسا کرنے کی انہیں گولیاں مارو اور جان چھڑاؤ''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کبھی کبھی تمہارے اندر تنویر کی روح حلول کر جاتی ہے۔ ہزار بار تمہیں بتایا ہے کہ جو بے بس ہو جائے اسے ہلاک کرنا اخلاقیات کے خلاف ہے۔ لڑائی کے دوران جو مارا جائے سو مارا جائے''۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ ابھی وہ برآمدے میں چلتا ہوا تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا کہ ایک اندرونی راہداری سے صفدر نکل کر سامنے آ گیا۔

''عمران صاحب۔ ادھر ایک کمرے میں سٹریچرز پر دو آدمی بے ہوش پڑے ہیں۔ باقی پوری کوٹھی میں کوئی زندہ آدمی موجود نہیں ہے۔ ادھر کمرے میں کیا ہوا آپ اکیلے آ رہے ہیں''...... صفدر نے کہا تو عمران نے اسے کمرے کے بارے میں تفصیل بتا دی اور پھر صفدر کے ساتھ اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں دو آدمی سٹریچرز پر بے ہوش پڑے تھے۔

''ڈاکٹر وحید کے ساتھ ان کے اسسٹنٹ راحیل کو بھی یہ لوگ لے آئے ہیں''...... عمران نے قریب آ کر دونوں بے ہوش افراد کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''اسسٹنٹ راحیل۔ وہ کون ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا تو عمران نے اسے راحیل کے بارے میں بتا دیا۔

''صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تم تینوں جاؤ اس کمرے میں جہاں جولیا اور صالحہ موجود ہیں۔ وہاں تین افراد بے ہوش پڑے ہیں جبکہ ایک عورت اور ایک مرد پہلے سے ہی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ان تینوں بے ہوش افراد کو اٹھا کر کسی دوسرے صاف کمرے میں کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے اچھی طرح باندھ دو۔ رسیاں کسی سٹور سے مل جائیں گی۔ اس زخمی عورت کے بازو کی ڈریسنگ بھی کر دینا اور تنویر تم وہ میڈیکل باکس لے آؤ۔ تاکہ ڈاکٹر وحید اور راحیل دونوں کو ہوش میں لایا جا سکے۔ نجانے کتنے عرصے سے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا لگا کر بے ہوش رکھا گیا ہے۔ زیادہ دیر ہو گئی تو دونوں کے ذہنوں کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو وہ تینوں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔ تھوڑی دیر بعد تنویر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں میڈیکل باکس تھا۔ عمران نے باکس لے کر اسے کھولا تو اس کے چہرے پر چمک آ گئی کیونکہ باکس میں وہ انجکشن موجود تھے جن کی ضرورت عمران کو تھی اور تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکٹر وحید اور راحیل کو انجکشن لگا چکا تھا۔

''ابھی انہیں ایک گھنٹہ لگ جائے گا ہوش میں آتے آتے''۔ عمران نے باکس بند کرتے ہوئے کہا۔

''ایک گھنٹہ کیوں''...... تنویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں نے انتہائی کم ڈوز کا انجکشن لگایا ہے ورنہ زیادہ ڈوز سے

یہ فوری ہوش میں تو آ جاتے لیکن ان کے ذہنوں کو شدید نقصان بھی پہنچ سکتا تھا۔ کم ڈوز کی وجہ سے انہیں ہوش میں آتے آتے ایک گھنٹہ لگ جائے گا لیکن ان کا ذہن سیف رہے گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل واپس آ گئے۔

''آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے۔ وہ تینوں دوسرے کمرے میں کرسیوں پر رسیوں سے بندھے موجود ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''کون سی گانٹھ لگائی ہے تم نے یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''مجھے معلوم ہے عمران صاحب۔ اس لئے میں نے افریقی کرو گانٹھ لگائی ہے''...... صفدر نے کہا تو عمران کا چہرہ چمک اٹھا۔

''گڈ اسے کہتے ہیں ذہانت۔ وہ جولیا اور صالحہ کہاں ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''وہ اسی کمرے میں ہیں۔ آیئے''...... صفدر نے کہا۔

''کیپٹن شکیل تم یہاں رک جاؤ اور ڈاکٹر وحید اور راحیل کا خیال رکھو۔ جب کہ صفدر اور تنویر دونوں باہر کا خیال رکھیں گے کیونکہ یہاں کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے اور اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ یہ انتہائی گنجان آباد کالونی ہے فائرنگ ہوئی تو پولیس چند منٹوں میں یہاں پہنچ جائے گی''...... عمران نے کہا تو تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر، تنویر اور عمران کمرے سے باہر آ

گئے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے کیا پوچھنا ہے ان سے''...... صفدر نے کہا۔

''ان لوگوں کی مدد جن پاکیشیائیوں نے کی ہے ان کے بارے میں''...... عمران نے جواب دیا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''او کے۔ تم دونوں جاؤ اور خیال رکھنا''...... عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر واپس مڑ گئے۔ کمرے میں دیوار کے ساتھ تین کرسیوں پر ایک مرد اور دو عورتیں بے ہوشی کے عالم میں موجود تھیں۔ جب کہ سامنے کچھ فاصلے پر تین کرسیاں رکھی گئی تھیں جن کے پاس جولیا اور صالحہ دونوں موجود تھیں۔

''میں اس مرد کو ہوش میں لاتا ہوں تم ان دونوں عورتوں پر طبع آزمائی کرو''...... عمران نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے مرد کے عقب میں جا کر دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ کچھ دیر بعد اس مرد کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور ایک نظر اس مرد کے عقب میں موجود رسی کی گانٹھ کو دیکھا اور مسکراتا ہوا واپس آ کر درمیانی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد جولیا اور صالحہ بھی واپس آ گئیں۔ جولیا عمران کے دائیں طرف موجود کرسی پر اور صالحہ بائیں طرف موجود کرسی پر بیٹھ گئی اور پھر اس مرد کو سب سے پہلے ہوش آیا اور کچھ دیر بعد ایک ایک کر کے دونوں عورتوں کو بھی ہوش آ گیا اور عمران نے ان سے

بات چیت شروع کر دی۔ بات چیت سے پتہ چلا کہ زخمی ہونے
والی عورت کا نام آشا رائے ہے جو کافرستان سیکرٹ سروس کی ڈپٹی
چیف ہے۔ اور اس مرد کا نام راجیش اور عورت کا نام شکنتلا ہے اور
یہ راجیش کی ساتھی ہے۔ راجیش کا تعلق بھی کافرستان سیکرٹ سروس
سے ہے اور وہ اس سروس کے سپر گروپ کا انچارج ہے۔ مزید
بات چیت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ دونوں گروپوں نے علیحدہ
علیحدہ کام کیا اور ایک ڈاکٹر وحید اور دوسرا ان کے اسسٹنٹ راحیل
کو ڈاکٹر وحید سمجھ کر لائے ہیں۔ راجیش نے کچھ بھی بتانے سے
انکار کر یا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے انہیں کہا کہ وہ انہیں اس
حالت میں چھوڑ کر جا رہا ہے اگر انہوں نے رسیاں کھول کر خود کو
آزاد کرا لیا تو وہ بچ جائیں گے ورنہ نہیں۔ وہ انہیں خود اس لئے
نہیں مارنا چاہتا کہ ایک تو وہ اس کے ہم پیشہ ور ہیں دوسرا وہ اس
وقت بندھے ہوئے اور بے بس ہیں جس پر جولیا نے اعتراض بھی
کیا لیکن عمران نے اسے سخت لہجے میں جواب دے کر خاموش کرا
دیا اور پھر وہ تینوں مڑے تاکہ کمرے کے دروازے سے باہر جا
سکیں۔ عمران ایک قدم آگے تھا جولیا اور صالحہ دونوں اس کے بائیں
سائیڈ پر ایک قدم پیچھے چل رہی تھیں کہ یکلخت عمران تیزی سے مڑا
لیکن دوسرا لمحہ اس کے لئے بہت بھاری ثابت ہوا کیونکہ راجیش کسی
بھوکے عقاب کی طرح اڑتا ہوا اس پر حملہ آور ہوا۔ راجیش واقعی
فائٹنگ میں ماسٹر تھا کیونکہ اس کا جسم یکلخت ہوا میں گھوما اور پلک

جھپکنے میں اس کا سر پوری قوت سے عمران کے سینے پر اس قوت
سے لگا کہ عمران کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور وہ اچھل کر
پشت کے بل فرش پر گر گیا۔ جب کہ اسی لمحے عمران نے جولیا اور
صالحہ کو بھی چیختے ہوئے سائیڈوں پر گرتے دیکھا۔ لیکن اس کے
ساتھ ہی اس کا سانس جیسے بند ہو گیا۔ اس کے ذہن پر یکلخت
گہری تاریکی نے جیسے جھپٹا مار دیا ہو اور اس کا ذہن موت جیسی
تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

صفدر ایک کمرے کے کھلے دروازے کے قریب موجود تھا کہ اس کے کانوں میں فون کی گھنٹی بجنے کی آواز پڑی۔ گھنٹی کی آواز اسی کمرے سے ہی آ رہی تھی۔ صفدر کمرے میں داخل ہوا تو وہاں میز پر ایک فون موجود تھا اور گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ صفدر نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ کیا جائے لیکن پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"لیں"...... صفدر نے لہجے اور آواز کو تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

"میں کافرستان سے راٹھور بول رہا ہوں۔ میڈم آشا رائے سے میری بات کراؤ"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"وہ اس وقت بے حد مصروف ہیں کوئی پیغام دینا ہے تو دے دو"...... صفدر نے کہا۔

"انہیں میرا نام لے کر پیغام دے دو کہ جو فلائٹ ان کے لئے

چارٹرڈ کرائی گئی ہے وہ کافرستانی دارلحکومت کے ائیر پورٹ پر لینڈ کرنے کی بجائے کارسا ائیر پورٹ پر لینڈ کرے گی۔ یہ فیصلہ چیف شاگل کا ہے کیونکہ انہیں اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ دارلحکومت ائیر پورٹ پر فلائٹ پر حملہ کر سکتے ہیں"...... دوسری طرف سے راٹھور نے کہا۔

"لیں سر پیغام پہنچ جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"او کے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صفدر نے رسیور رکھا اور مڑ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چیف ایکسٹو نے کافرستانی فارن ایجنٹ ناٹران کو یہ ٹاسک دیا ہو گا تاکہ اگر یہ لوگ کسی طرح بچ کر کافرستان پہنچ جائیں تو وہاں انہیں کور کیا جا سکے اس لئے اب وہ یہ پیغام عمران تک پہنچانا چاہتا تھا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ جیسے ہی اس کمرے کے قریب پہنچا جہاں عمران، جولیا اور صالحہ کافرستانی ایجنٹوں سے معلومات حاصل کر رہے تھے کہ اسے کسی کے زور دار دھماکے سے زمین پر گرنے اور گھٹی گھٹی سی چیخ کے ساتھ ساتھ نسوانی چیخیں بھی سنائی دیں۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کمرہ انسانی چیخوں سے گونج رہا ہو۔ وہ اچھل کر آگے بڑھا اور چند لمحوں بعد جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو ایک لمحے کے لئے اس کا ذہن جیسے ماؤف سا ہو گیا کیونکہ عمران پشت کے بل فرش پر ساکت پڑا ہوا تھا۔ اس کی کھلی آنکھوں میں حیرانی نمایاں تھی۔ جبکہ صالحہ اور

جولیا دونوں چیختی ہوئی فرش سے اٹھ رہی تھیں اور کافرستانی ایجنٹ عمران پر ایک بار پھر حملہ کرنے کے لئے پر تول رہا تھا۔ اسی لمحے صفدر نے اس طرح چیخ ماری جیسے اس کی شہ رگ پر چھری چلا دی گئی ہو اس کا نتیجہ صفدر کے حق میں یوں نکلا کہ عمران پر حملہ کرنے والا کافرستانی ایجنٹ آخری لمحے میں صفدر کی چیخ سن کر اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ صفدر کے لئے اتنا وقفہ کافی تھا چنانچہ وہ بجلی کی سی تیزی سے اس آدمی پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ اس آدمی کا ایک ہاتھ پکڑے کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھوم گیا اس آدمی کا جسم ہوا میں سرکل کی صورت میں اڑ رہا تھا۔ اس آدمی نے اپنے آپ کو متوقع نقصان سے بچانے کے لئے اپنے جسم کو نیچے کی طرف جھکانے کی کوشش کی لیکن صفدر کے گھومنے کی رفتار اور تیز ہو گئی اور پھر یکلخت صفدر نے اس کا بازو کو ایک مخصوص انداز میں جھٹکا دیتے ہوئے چھوڑ دیا تو وہ آدمی چیختا ہوا کسی تیز رفتار جہاز کی طرح اڑتا ہوا عقبی دیوار سے اس انداز میں ٹکرایا کہ اس کی کھوپڑی چند نہیں بلکہ سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئی تھی اور اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ اسی لمحے صفدر کو عقبی طرف سے بھی نسوانی چیخیں سنائی دیں تو وہ سمجھ گیا کہ یہ اس آدمی کی ساتھی عورتیں ہوں گی لیکن وہ ان کی طرف متوجہ نہ ہوا بلکہ تیزی سے عمران پر جھک گیا۔ عمران ساکت پڑا ہوا تھا اس کی کھلی آنکھوں میں ویرانی کچھ اور بڑھ گئی تھی۔ صفدر نے عمران کے سینے پر ہاتھ رکھا اور دوسرے

لمحے اس نے اپنے دونوں گھٹنے فرش پر ٹکائے اور پھر ایک ہاتھ عمران کے سینے پر اس جگہ رکھا جہاں دل ہوتا ہے اور دوسرا ہاتھ پہلے ہاتھ پر رکھ کر زور زور سے دبانے لگا۔

''کیا۔ کیا کر رہے ہو۔ کیا ہوا ہے''...... یکلخت جولیا نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''خاموش رہو''...... صفدر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دل کو پمپ کرنا نہ چھوڑا۔

''ہٹ جاؤ۔ کیا کر رہے ہو''...... جولیا نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

''یو شٹ اپ عمران مر رہا ہے اور تم اسے بچانے کی کوشش میں روڑے اٹکا رہی ہو''...... صفدر نے بھی یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا......'' جولیا کی آواز بولتے بولتے ڈوبتی چلی گئی ور پھر دھڑام کی آواز کے ساتھ ہی وہ فرش پر گر گئی۔ اسی لمحے صفدر کا انتہائی تنا ہوا چہرہ قدرے کھلنے لگا۔ اب اسے امید ہوئی تھی کہ عمران کا رکا ہوا دل حرکت کرنا شروع کر دے گا۔

''کیا ہوا۔ کیا ہو''...... اچانک دور سے تنویر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد تنویر اور اس کے پیچھے کیپٹن شکیل دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا لیکن صفدر اپنے کام میں لگا رہا۔ وہ سب صفدر کے قریب پہنچ کر اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے پتھر کے ہو

گئے ہوں۔ یقیناً عمران کا چہرہ اور آنکھیں جو کچھ بتا رہی تھیں وہ سب اچھی طرح سمجھتے تھے۔ جولیا ایک طرف بے ہوش پڑی تھی جبکہ صفدر نے جولیا کے گرنے کی آواز سن کر مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا۔ وہ مسلسل عمران کے دل کو دونوں ہاتھوں سے پمپ کر رہا تھا اور پھر یکلخت اس کے منہ سے مسرت بھری چیخ نکلی کیونکہ نہ صرف عمران کا دل دھڑکنا شروع ہو گیا بلکہ اس کی آنکھوں میں چھا جانے والی ویرانی بھی یکلخت دور ہوتی جا رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے بے اختیار پیشانی فرش پر رکھ دی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی رحمت کا شکرانہ ادا کر رہا تھا اور اسے ایسا کرتے دیکھ کر پتھر کے مجسموں کی طرح ساکت کھڑے ہوئے تنویر اور کیپٹن شکیل بھی بے اختیار سجدے میں گر پڑے۔ وہ صفدر کو ایسا کرتے دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے عمران کو نئی زندگی عطا کر دی ہے۔ جبکہ صالحہ مسرت بھرے انداز میں چیختی ہوئی فرش پر بے ہوش پڑی جولیا سے لپٹ گئی۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو مسکراتا ہوا اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"خوش آمدید عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ نے واقعی آپ کو نئی زندگی دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ رحمت صرف آپ پر نہیں کی بلکہ ہم سب سمیت پورے پاکیشیا پر کی ہے"...... رسمی سلام دعا کے بعد بلیک زیرو نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"اس خلوص کا شکریہ۔ واقعی جب اللہ تعالیٰ کی رحمت حرکت میں آ جائے تو ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ تمہیں جولیا نے رپورٹ دی ہو گی"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ہاں اور اس نے یہ سب کچھ پوری تفصیل سے لکھا ہے ورنہ آپ تو شاید اسے گول ہی کر جاتے لیکن راجیش نے آپ کے ساتھ کیا کیا تھا کہ آپ کی ایسی حالت ہو گئی تھی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

”راجیش اچھا فائٹر تھا اگر وہ زندہ رہتا تو اس سے فائٹ کرنے میں لطف آتا۔ وہ رسیوں سے بندھا ہوا تھا اور رسی کو افریقین کرو گانٹھ لگائی گئی تھی۔ یہ ایسی گانٹھ ہے کہ جو اس سے اچھی طرح واقف نہ ہو اسے کسی صورت نہیں کھول سکتا۔ مجھے معلوم تھا کہ باتوں کے دوران راجیش گانٹھ کھولنے کی کوشش کرتا رہا تھا اور مجھے یہ بھی یقین تھا کہ اب تک کی کوشش کے باوجود جب وہ گانٹھ نہیں کھول سکا تو لامحالہ وہ گھبرا جائے گا اور جو کچھ وہ جانتا ہے بتانے پر مجبور ہو جائے گا ورنہ اسے معلوم ہو گا کہ کسی کے وہاں نہ آنے پر وہ اسی طرح بندھے بندھے کس حالت میں مریں گے اس لئے وہ ہماری واپسی کو دیکھ کر آخر کار زبان کھول دے گا۔ پھر میں بیرونی دروازے کی طرف مڑا تو اچانک میری چھٹی حس نے الارم دیا کہ عقب میں کوئی گڑبڑ ہے۔ میں تیزی سے مڑا ہی تھا کہ یکلخت میرے سینے پر عین دل پر کوئی ٹھوس چیز پوری قوت سے ٹکرائی اور میں اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا۔ مجھے آخری آواز جولیا اور صالحہ کی چیخیں سنائی دی تھیں اور پھر میرا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا“...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ ایسی کیا ضرب تھی کہ آپ کی یہ حالت ہو گئی۔ پہلے بھی ایسی چوٹیں لگتی ہی رہتی ہوں گی لیکن ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”جدید فائٹنگ میں اسے ہارٹ بلو کہتے ہیں۔ یہ ضرب اس

انداز میں لگائی جاتی ہے کہ دل کو ملنے والا خون رک جاتا ہے ایسی صورت میں ایٹی پرسنٹ افراد کا دل بند ہو جاتا ہے اور وہ موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ صرف ٹوئنٹی پرسنٹ افراد بچ پاتے ہیں۔ وہ بھی اگر انہیں فوری طور پر دل کو پمپ کرنے والا دستیاب ہو جائے۔ صفدر نے یہی کام کیا اور اللہ تعالیٰ نے رحمت کر دی“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو شکر ہے یہ کالنگا مشن مکمل ہوا“...... بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یہ کالنگا نہیں صفدر مشن ہے۔ وہ فون کال سن کر میری طرف نہ آتا اور پھر اللہ تعالیٰ اس کے دل میں میرے ہارٹ کو پمپنگ کرنے کی بات نہ ڈال دیتا تو یہ مشن راجیش مشن بن جاتا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”او کے صفدر مشن ہی سہی“...... بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس بار ریکارڈ توڑتے ہوئے بڑا سا چیک بھی دے دو تاکہ میں اپنے ساتھیوں پر ثابت کر سکوں کہ میں بھی کچھ ہوں“۔ عمران نے کہا۔

”کس کام کے عوض چیک طلب کر رہے ہیں آپ۔ کیا اس صفدر مشن کے لئے“...... بلیک زیرو نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ۔ وہ تو میں نے صفدر کو خوش کرنے کے لئے کہا تھا۔ چلو میں تمہاری بات تسلیم کرتا ہوں۔ یہ کالنگا مشن ہے۔ اب لاؤ چیک دو ورنہ تم جانتے ہو کہ سیکرٹ سروس کی ٹیم یہاں بھی نازل ہو سکتی ہے''...... عمران نے جلدی جلدی بات کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا کیونکہ جب وہ دانش منزل میں موجود ہوتا تھا تو تمام کالز وہ خود ہی اٹنڈ کرتا تھا۔

''ایکسٹو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ناٹران بول رہا ہوں چیف۔ کافرستان سے''...... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''چیف شاگل اپنی ٹیم کی ناکامی اور خصوصاً راجیش کی موت پر سخت غصے میں ہے اور اس نے اس بار ڈاکٹر وحید کو اغوا کرنے کی بجائے ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے''...... ناٹران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا یہ طے ہو گیا ہے یا صرف تجویز ہے''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یہ تو طے ہو گیا ہے کہ ڈاکٹر وحید کو ہلاک کیا جائے گا لیکن یہ ابھی طے ہونا ہے کہ اس مشن پر کسے پاکیشیا بھجوایا جائے۔ ویسے آشا رائے بضد ہے کہ اس مشن کو وہ مکمل کرے گی''...... ناٹران

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن حکومت کیسے یہ اجازت دے سکتی ہے کہ جس سائنس دان کی مدد کے بغیر ریسرچ آگے نہیں بڑھ رہی اسے ہلاک کر دیا جائے۔ ایسا ممکن ہی نہیں''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا ہے چیف کہ ایسا ہی ہو لیکن ابھی تو چیف شاگل نے ڈاکٹر وحید کی ہلاکت کا ہی فیصلہ کیا ہے''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''اس بات کا خصوصی طور پر خیال رکھنا اور جیسے ہی کوئی حتمی بات طے ہو تم نے لازماً اطلاع دینی ہے''...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے مزید کچھ سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔ فون کا لاؤڈر آن ہونے کی وجہ سے ناٹران نے جو کچھ کہا تھا وہ بلیک زیرو نے بھی سن لیا تھا۔

''عمران صاحب۔ شاگل کا کچھ پتہ نہیں۔ وہ احمق آدمی ہے وہ واقعی ایسا سوچ سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تمہاری بات ٹھیک ہے میری سرداور سے بات ہوئی ہے وہ ڈاکٹر وحید کو آمادہ کریں گے کہ وہ اکیلے رہنے کی بجائے سپیشل لیبارٹریز ایریا میں رہیں تاکہ ان تک کوئی آسانی سے نہ پہنچ سکے۔ میں ان سے معلوم کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور دوبارہ فون کا

رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''داور بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''اب کیا ہو گیا ہے۔ دو گھنٹے پہلے ہی تو تم سے بات ہوئی ہے''...... سرداور نے کہا۔

''آپ کی آواز بلندی سے گرنے والے جھرنے کی طرح انتہائی خوبصورت اور دلکش ہے کہ دل چاہتا ہے کہ ہر لمحہ کانوں میں گونجتی رہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نانسنس۔ ناٹی بوائے۔ کچھ تو دوسروں کا خیال کر لیا کرو۔ مجھے معلوم ہے تم نے ڈاکٹر وحید کے بارے میں پوچھنے کے لئے فون کیا ہے''...... سرداور نے بڑے شفقت بھرے لہجے میں کہا۔

''کمال ہے آپ سائنس دان سے زیادہ نفسیات دان ہو گئے ہیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سرداور بے اختیار ہنس پڑے۔

''تو سنو ڈاکٹر وحید سے میری تفصیلی بات ہوئی ہے۔ وہ سپیشل ایریا میں رہنے اور کام کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ دو تین روز میں وہ سپیشل ایریا میں شفٹ ہو جائیں گے''...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ نیوز سر داور۔ ویری گڈ نیوز۔ اللہ حافظ''...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ اچھا ہو گیا۔ ورنہ شاگل زخمی سانپ کی طرح حملہ کر سکتا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ اتنا احمق نہیں ہے کہ خود مشن پر کام شروع کر دے۔ زیادہ سے زیادہ وہ آشا رائے کو بھجوا دے گا۔ اسے جولیا اور صالحہ دیکھ لیں گی''...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب میں چلتا ہوں تاکہ صفدر سے کہوں کہ چیف نے کالنگا مشن کا نام صفدر مشن رکھ دیا ہے۔ اس طرح شاید اس سے کوئی رقم اینٹھی جا سکے اور آغا سلیمان پاشا کا موڈ بحال ہو سکے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی بے اختیار ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

ختم شد

عمران سیریز میں دلچسپ اور یادگار ناول

مکمل ناول

شیطان کے پجاری

مصنف مظہر کلیم ایم اے

☆ افریقہ کا ایک ایسا قبیلہ جو شیطان کی پوجا کرتا تھا۔

☆ شیطان کے پجاری قبیلے کے بارے میں کوئی نہ جانتا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ لیکن ——؟

☆ ایکریمیا کے وہ لوگ جنہوں نے عمران کو اس قبیلے کے محل وقوع کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا ٹاسک دیا۔ کیوں ——؟

☆ وہ لمحہ جب اس قبیلے کے ذریعے ایکریمین ایک قیمتی ترین دھات تک پہنچنا چاہتے تھے۔

☆ کلاسیم۔ ایک ایسی دھات جس کا ہر ذرہ دنیا میں سب سے زیادہ قیمت رکھتا تھا۔ کیوں ——؟

☆ وہ لمحہ جب اس دھات کو حاصل کرنے کے لئے عمران شیطان کے پجاریوں کے قبیلے میں پہنچ گیا۔

☆ ایکریمیا کی ایجنسی بلیک سٹار کے سپر ایجنٹوں کا گروپ عمران کے مقابل آ گیا۔ پھر ——؟

☆ وہ لمحہ جب عمران کے کہنے پر جوزف نے شیطان کے پجاری قبیلے کے بڑے سردار کو چیلنج کر دیا۔ کیسے اور کیوں ——؟

☆ وہ لمحہ جب عمران نے دانستہ جوزف کو قبیلے کا سردار بننے سے روک دیا۔ کیوں ——؟

☆ وہ قیمتی دھات کس نے حاصل کی اور کیسے ——؟

انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی۔

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران سیریز میں ایک منفرد اور دلچسپ ناول

(فورسٹارز کا یادگار کارنامہ)

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

وائلنٹ کرائم

مکمل ناول

وائلنٹ کرائم — ایک ایسا جرم جس میں تشدد کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔

وائلنٹ کرائم — ایک ایسا انسانیت سوز جرم جسے کھیل بنالیا گیا ہے؟

وائلنٹ کرائم — جس کے خلاف عمران اور فورسٹارز نے کارروائی شروع کی تو انہیں شدید دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کیوں۔ کیسے؟

وہ لمحہ — جب اغوا برائے تاوان کے کیس پر کام کرتے ہوئے ٹائیگر کو ایک پیشہ ور قاتل کے ہاتھوں ہلاک کرایا گیا۔ کیا واقعی ٹائیگر ہلاک ہو گیا؟

نازیہ کرپشن رپورٹر — جس نے صالحہ کے ساتھ مل کر وائلنٹ کرائم کے خلاف کام کیا اور پھر نازیہ کو اغوا کر لیا گیا۔ نازیہ کا کیا انجام ہوا؟

وہ لمحہ — جب عمران، اس کے ساتھی اور فورسٹارز سب اغوا برائے تاوان کے سب سے بڑے مجرم کے ہاتھ چڑھ گئے پھر ان کا انجام کیا ہوا؟

کیا عمران، اس کے ساتھی اور فورسٹارز وائلنٹ کرائم کے خلاف کارروائی میں کامیاب ہو سکے یا؟

منفرد انداز میں لکھا گیا ایسا ناول جو قارئین کو سوچنے پر مجبور کر دے گا۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob 0333-6106573

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

مکمل ناول

سائرس

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

سائرس — ایک ایسی تنظیم جس کے بارے میں کوئی نہ جانتا تھا۔ کیوں اور کیسے؟

سائرس — جس نے انتہائی آسانی سے پاکیشیا کا انتہائی اہم فارمولا کافرستان کے لئے اڑا لیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس منہ دیکھتی رہ گئی۔ پھر——؟

کافرستان — جس نے فارمولا خود وصول کرنے کی بجائے سائرس پر ہی اعتماد کیا اور اسے فارمولا امانتاً رکھنے کے لئے دے دیا۔ کیوں——؟

کیا سائرس کافرستان سے زیادہ مضبوط تنظیم تھی؟

پاکیشیا سیکرٹ سروس — جس نے فارمولے کے حصول کے لئے ایکریمیا میں قتل عام شروع کر دیا۔ پھر——؟

پاکیشیا سیکرٹ سروس — جب تنویر کی سرکردگی میں حرکت میں آئی تو نہ صرف مجرموں بلکہ ایکریمین پولیس کی لاشوں کے ڈھیر بھی لگنے شروع ہو گئے

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سائرس سے فارمولا حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے یا صرف ایکشن ہی کرتے رہ گئے؟

انتہائی دلچسپ، تیز ایکشن اور خوفناک ہنگاموں سے بھرپور ایک منفرد اور یادگار ناول

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob 0333-6106573

عمران سیریز میں فورسٹارز کا ایک دلچسپ اور منفرد کارنامہ

مکمل ناول

گولڈن کولوک

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

گولڈن کولوک ـــ ایک ایسی سکون آور دوا جس میں زہر ملا کر اسے زہریلے نشے میں تبدیل کر دیا گیا۔ گولڈن کولوک ـــ دولت پرستوں کی ایسی سولی جس پر پاکیشیا کے لاکھوں نوجوان لٹک کر ہلاک ہو چکے تھے۔ اور یہ زہر پورے معاشرے میں مسلسل پھیلتا چلا جا رہا تھا۔ گولڈن کولوک ـــ جس کا ایک شکار سر عبدالرحمٰن کے عزیزوں میں سے تھا اور سر عبدالرحمٰن کی ملک میں عدم موجودگی کی وجہ سے عمران کو تعزیت کے لئے ان کے گھر جانا پڑا۔ وہ لمحہ جب عمران کو پہلی بار دولت پرستوں کے اس بھیانک کاروبار کا ادراک ہوا اور وہ پاکیشیا کے نوجوانوں کو بچانے کے لئے میدان عمل میں کود پڑا۔ وہ لمحہ جب عمران، جوانا، ٹائیگر اور فورسٹارز کے خلاف پیشہ ور قاتلوں کے گروہ امڈ پڑے۔ لیکن؟ وہ لمحہ جب فورسٹارز اور عمران اپنی سرتوڑ کوششوں کے باوجود مجرموں کا سراغ لگانے میں ناکام رہے۔ اور پھر ـــ؟ کیا فورسٹارز اس خوفناک اور بھیانک کاروبار کو جڑوں سے اکھاڑنے میں کامیاب ہو سکے یا ـــ؟

تیز رفتار ایکشن اور لمحہ بہ لمحہ پھیلتے ہوئے سسپنس پر مبنی ایک دلچسپ اور چشم کشا کارنامہ

عمران سیریز میں ایک منفرد انداز کی کہانی

مکمل ناول

ایکشن ایجنسی

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ایکشن ایجنسی ـــ کافرستان کی نئی ایجنسی جس کی سربراہ ریتا نے پاکیشیا میں ڈٹ کر مشن مکمل کیا مگر۔؟ ریتا ـــ ایکشن ایجنسی کی سربراہ۔ جو پاکیشیا سے نہ صرف ایک اہم سائنسی فارمولا لے گئی بلکہ ایک سائنس دان کو بھی اپنے ساتھ لے گئی اور پاکیشیا کی کسی ایجنسی کو بھنک تک نہ پڑ سکی۔ کیوں۔؟ ریتا ـــ جس نے سائنس دان کو اس انداز میں پاکیشیا سے باہر نکالا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود کوشش کے اس بارے میں کچھ معلوم نہ کر سکی۔ کیوں۔؟ ناٹران ـــ جس نے پہلی ہی بار یہ معلوم کر لیا کہ ریتا کافرستان کی ایکشن ایجنسی کی سربراہ ہے اور سائنس دان بھی کافرستان میں ہے۔ کیا ناٹران کی معلومات درست تھیں۔ یا۔؟ وہ لمحہ ـــ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایکشن ایجنسی کے خلاف میدان میں اترا تو پہلے ہی قدم پر ریتا اور اس کے آدمیوں کا شکار ہو گیا۔ کیوں اور کیسے ـــ؟

کیا عمران اور اس کے ساتھی مشن میں کامیاب ہو سکے۔ یا؟

دلچسپ، منفرد اور تیزی سے بدلتے واقعات پر مبنی ایک یادگار کہانی

عمران سیریز میں دلچسپ اور یقینی طور پر منفرد کرداروں پر مبنی ناول

ٹوئن سسٹرز

مکمل ناول

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

ٹوئن سسٹرز — ایک یورپی ملک کی سیکرٹ ایجنسی سے متعلق دو جڑواں بہنیں جن کی کارکردگی کا ہر سطح پر اعتراف کیا جاتا تھا۔

ٹوئن سسٹرز — جنہوں نے پاکیشیا میں بڑے سفاکانہ انداز میں نہ صرف مشن مکمل کیا بلکہ پاکیشیا کے انتہائی اہم سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیا۔

ٹوئن سسٹرز — جو آپس میں ہر وقت اور ہر پوائنٹ پر لڑتی رہتی تھیں اور ان کی یہ خصوصیت عالمی سطح پر ان کی پہچان بن چکی تھی لیکن ہر وقت لڑنے کے باوجود وہ ہر وقت اکٹھی بھی رہتی تھیں۔ دلچسپ اور منفرد کردار۔

ٹوئن سسٹرز — جو مارشل آرٹ میں ماہر تھیں اور پھر ان کی مارشل فائٹ جولیا اور صالحہ سے ہوگئی۔ اس خوفناک اور موت اور زندگی پر مبنی فائٹ کا نتیجہ کیا نکلا؟

ٹوئن سسٹرز — جو عمران کے نشانے پر آگئیں مگر عمران نے انہیں ہلاک کرنے سے دانستہ گریز کیا۔ کیوں ———؟

کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹوئن سسٹرز کے مقابلے پر کامیاب ہو سکے یا؟

انتہائی منفرد انداز کے کرداروں پر مبنی ایک ناقابل فراموش ایڈونچر

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Ph 061-4018666
Mob 0333-6106573

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

کاسپرریز

مکمل ناول

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

☆ کاسپرریز...... ایسی ایجاد، جو دنیا کو قدرتی انداز میں تباہ و برباد کر سکتی تھیں۔

☆ کاسپرریز...... ایسی ریز، جو دنیا کو تباہی و بربادی سے بچا بھی سکتی تھیں۔

☆ کاسپرریز...... ایسی ریز، جس پر پاکیشیا کے سائنسدان کام کر رہے تھے۔

☆ فان لینڈ...... ایک یورپی ملک۔ جس کے ایجنٹ کاسپرریز کا فارمولا حاصل کرنے پاکیشیا پہنچ گئے۔ لیکن......؟

☆ کاسٹریا...... ایک یورپی ملک جس کا سپر ایجنٹ آسٹن بھی کاسپرریز کا فارمولا حاصل کرنے پاکیشیا پہنچ گیا۔ پھر......؟

☆ مرجینا...... فان لینڈ کی ایسی سپر ایجنٹ، جس کی کارکردگی کے مقابل عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی مات کھا گئی۔ کیوں......؟

☆ صالحہ...... جس کا مرجینا جیسی سپر ایجنٹ سے بھرپور ٹکراؤ ہوا اور دونوں کے درمیان انتہائی خطرناک مارشل آرٹ فائٹ ہوئی۔ انجام کیا ہوا۔ حیرت انگیز انجام۔

کیا عمران اور اس کے ساتھی کاسپرریز کا فارمولا حاصل کر سکے یا اس بار واقعی شکست ان کا مقدر بنی؟ ☆ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز میں لکھا گیا ایک یادگار ناول ☆

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

عمران سیریز میں بلیک تھنڈر کے سلسلے کا ایک یادگار ناول

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

سلاجیم ہزاروں سال پہلے کرہِ ارض پر پائی جانے والی ایسی مخلوق جس کا سر بیل کا اور جسم انسانوں کا تھا۔

سلاجیم ایسی مخلوق جس نے اُس دور میں عام انسانوں کو انتہائی بے دردی سے تہ تیغ کر دیا تھا۔

سلاجیم ایسی مخلوق جس میں طاقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور جو ناقابل تسخیر اور ناقابل شکست تھی۔

جو انسانوں کی بجائے طوفان نوح کی وجہ سے مکمل طور پر فنا ہوگئی تھی۔

بلیک تھنڈر ایسی بین الاقوامی خفیہ تنظیم جس کے سائنسدان سلاجیم مخلوق کے ہزاروں سال پرانے ملنے والے ڈھانچے کے ڈی این اے سے کلوننگ کے ذریعے دوبارہ اس مخلوق کو وجود میں لے آنے میں کامیاب ہو گئے۔ کیوں اور کیسے ---؟

بلیک تھنڈر جو سلاجیم مخلوق کو پوری دنیا کے انسانوں کے خلاف استعمال کرنا چاہتی تھی۔ پھر ---؟

سلاجیم جس کے خاتمے کے لئے دنیا کی تمام سپر پاورز نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لانے کی درخواست کی۔

سلاجیم جس کے خاتمے کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جیسے ہی حرکت میں آئے۔ عمران اور اس کے ساتھی موت کے پنجوں میں پھنستے چلے گئے۔ کیسے؟

وہ لمحہ جب

عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس مکمل طور پر بے بس کر دیئے گئے۔ پھر؟

انتہائی دلچسپ، حیرت انگیز، تیز رفتار اور
انتہائی خوفناک ایکشن سے بھرپور ایک یادگار ناول

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666